سقیفہ کے حقائق (روایت ابومخنف کي روشني میں)
مؤلف : تاری، جلیل

مترجم : سید نسیم حیدر زیدی

ناشر : مجمع جہانی اهل بیت علیهم السلام

حرف اول

جب آفتاب عالم تاب افق پر نمودار ھوتا ھے کائنات کي ھر چیز اپني صلاحیت و ظرفیت کے مطابق اس سے فیض یاب ھوتي ھے حتي ننھے ننھے پودے اس کي کرنوں سے سبزي حاصل کرتے ھیں غنچہ و کلیاں رنگ و نکھار پیدا کر لیتي ھیں تاریکیاں کافور اور کوچہ و راہ اجالوں سے پرنور ھوجاتے ھیں،چنانچہ متمدن دنیا سے دور عرب کي سنگلاخ وادیوں میں قدرت کي فیاضیوں سے جس وقت اسلام کا سورج طلوع ھوا، دنیا کي ھر فرد اور ھر قوم نے قوت و قابلیت کے اعتبار سے فیض اٹھایا۔

اسلام کے مبلغ و مؤسس سرور کائنات حضرت محمد مصطفيٰ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم غار حراء سے مشعل حق لے کر آئے اور علم و آگھي کي پیاسي اس دنیا کو چشمۂ حق و حقیقت سے سیراب کردیا، آپ کے تمام الٰھي پیغامات ایك ایك عقیدہ اور ایك ایك عمل، فطرت انساني سے ھم آھنگ ارتقائے بشریت کي ضرورت تھا،اس لئے تیئیس برس کے مختصر سے عرصے میں ھي اسلام کي عالم تاب شعاعیں ھر طرف پھیل گئیں اور اس وقت دنیا پر حکمراں ایران و روم کي قدیم تھذیبیں اسلامي قدروں کے سامنے ماند پڑگئیں، وہ تھذیبي اصنام جو صرف دیکھنے میں اچھے لگتے ھیں اگر حرکت و عمل سے عاري ھوں اور انسانیت کو سمت دینے کا حوصلہ، ولولہ اور شعور نہ رکھتے تو مذھبِ عقل و آگھي سے رو برو ھونے کي توانائي کھو دیتے ھیں یھي وجہ ھے کہ ایك چوتھائي صدي سے بھي کم مدت میں اسلام نے تمام ادیان و مذاھب اور تھذیب و روایات پر غلبہ حاصل کرلیا۔

اگر چہ رسول اسلام صلي اللہ علیہ وآلہ وسلم کي یہ گراں بھا میراث کہ جس کي اھلبیت علیھم السلام اور ان کے پیروؤں نے خود کو طوفاني خطرات سے گزار کر حفاظت و پاسباني کي ھے، وقت کے ہاتھوں خود فرندان اسلام کي بے توجھي اور ناقدري کے سبب ایك طویل عرصے کے لئے تنگنائیوں کا شکار ھوکر اپني عمومي افادیت کو عام کرنے سے محروم کردي گئي تھی، پھر بھي حکومت و سیاست کے عتاب کي پروا کئے بغیر مکتب اھل بیت علیھم السلام نے اپنا چشمۂ فیض جاري رکھا اور چودہ سو سال کے عرصے میں بھت سے ایسے جلیل القدر علماء و دانشور دنیائے اسلام کو تقدیم کئے جنھوں نے بیروني افکار و نظریات سے متاثر اسلام و قرآن مخالف فکري و نظري موجوں کي زد پر اپني حق آگین تحریروں اور تقریروں سے مکتب اسلام کي پشت پناھي کي ھے ھر دور اور ھر زمانے میں ھر قسم کے شکوك و شبھات کا ازالہ کیا ھے، خاص طور پر عصر حاضر میں اسلامي انقلاب کي کامیابي کے بعد ساري دنیا کي نگاھیں ایك بار پھر اسلام و قرآن اور مکتب اھل بیت علیھم السلام کي طرف اٹھي اور گڑي ھوئي ھیں، دشمنان اسلام اس فکري و معنوي قوت و اقتدار کو توڑنے کے لئے اور دوستداران اسلام اس مذھبي اور ثقافتي موج کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑنے اور کامیاب و کامراں زندگي حاصل کرنے کے لئے بے چین و بیتاب ھیں،یہ زمانہ علمي و فکري مقابلے کا زمانہ ھے اور جو مکتب بھي تبلیغ اور نشر و اشاعت کے بھتر طریقوں سے فائدہ اٹھا کر انساني عقل و شعور کو جذب کرنے والے افکار و نظریات دنیا تك پھنچائے گا، وہ اس میدان میں آگے نکل جائے گا۔

)عالمي اھل بیت کونسل) مجمع جھاني اھل بیت علیھم السلام نے بھي مسلمانوں خاص طور پر اہل بیت (ع) عصمت وطھارت کے پیروؤں کے درمیان ھم فکري و یکجھتي کو فروغ دینا وقت کي ایك اھم ضرورت قرار دیتے ھوئے اس راہ میں قدم اٹھایا ھے کہ اس نوراني تحریك میں حصہ لے کر بھتر انداز سے اپنا فریضہ ادا کرے،تاکہ موجودہ دنیائے بشریت جو قرآن و عترت کے صاف و شفاف معارف کي پیاسي ھے، زیادہ سے زیادہ عشق و معنویت سے سرشار اسلام کے اس مکتب عرفان و ولایت سے سیراب ھوسکے،ھمیں یقین ھے عقل و خرد پر استوار ماھرانہ انداز میں اگر اھل بیت عصمت و طھارت کي ثقافت کو عام کیا جائے اور حریت و بیداري

کے علم بردار خاندان نبوت (ص) و رسالت کي جاوداں میراث اپنے صحیح خدو خال میں دنیا تك پہنچادي جائے تو اخلاق و انسانیت کے دشمن، انانیت کے شکار، سامراجي خوںخواروں کي نام نہاد تہذیب و ثقافت اور عصر حاضر کي ترقي یافتہ جہالت سے تھکي ماندي آدمیت کو امن و نجات کي دعوتوں کے ذریعہ امام عصر (عج) کي عالمي حکومت کے استقبال کے لئے تیار کیا جاسکتا ہے۔

ہم اس راہ میں تمام علمي و تحقیقي کوششوں کے لئے محققین و مصنفین کے شکر گزار ہیں اور خود کو مؤلفین و مترجمین کا ادنٰي خدمت گار تصور کرتے ہیں،

زیر نظر کتاب، مکتب اہل بیت علیہم السلام کي ترویج و اشاعت کے اسي سلسلے کي ایك کڑي ہے، فاضل آقاي علّام جلیل تاری کي گراں قدار کتاب حقائق سقیفہ کو فاضل جلیل مولانا سید نسیم حیدر زیدی نے اردو زبان میں اپنے ترجمہ سے آراستہ کیا ہے جس کے لئے ہم دونوں کے شکر گزار اور مزید توفیقات کے آرزو مند ہیں،اسي منزل میں ہم اپنے تمام دوستوں اور معاونین کا بھي صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جنھوں نے اس کتاب کے منظر عام تك آنے میں کسي بھي عنوان سے زحمت اٹھائي ہے، خدا کرے کہ ثقافتي میدان میں یہ ادنٰي جہاد رضائے مولٰي کا باعث قرار پائے۔

والسلام مع الکرام

مدیر امور ثقافت: مجمع جہاني اہل بیت علیہم السلام

بیاں اپنا

تمام تعریفیں اس خدائے وحدہ لا شریك سے مخصوص ہیں جو عالمین کا پالنے والا ہے اور بے شمار درود و سلام ہو اس کي بہترین مخلوق حضرت محمد اور ان کي پاکیزہ آل پر جنھوں نے بشریت کي تعلیم تربیت اور راھنمائي کے لئے فرش زمین پر قدم رکھ کر پیغام الٰھي کو پھونچایا اور انسانوں کو ھر طرح کي پستي سے نکال کر معراج عبودیت تك پھونچایا۔

واقعۂ سقیفہ: تاریخ اسلام کا وہ عظیم سانحہ ہے جس نے دین اسلام کو تہتر فرقوں میں تقسیم کر کے امت محمدیہ (ص) کو ھمیشہ ھمیشہ کے لئے داغدار بنا دیا، سقیفہ کے موضوع پر کل بھي کتابیں لکھي گئي تھیں اور آج بھي لکھي جارھي ھیں اور آئندہ بھي محققین اپنے قلم کا کرشمہ دکھاتے رھیں گے مگر اس کتاب میں جس انداز اور جن پہلوؤں سے بحث کي گئي ہے وہ قابل قدر ھیں اور اس کے مصنف لائق تحسین اور قابل مبارك باد ھیں۔

حقیر نے اس کتاب کو مجمع جہاني اھل البیت (ع) کي فرمائش پر اردو زبان حضرات کے لئے نہایت دقت کے ساتھ اردو کے قالب میں ڈھالنے کي کوشش کي ہے، پھر بھي اگر ترجمے میں کوئي نقص نظر آئے تو برائے مہرباني حقیر کو مطلع فرمائیں تاکہ اس کي اصلاح ھوسکے۔

خالق لوح و قلم کي بارگاہ میں اہل بیت (ع) طاھرین کے وسیلے سے دعاگو ھوں کہ پروردگارا! اس ناچیز کوشش کو بطفیل قائم آل محمد (عج) شرف قبولیت عطا فرما، کتاب کے مصنف اور ناشر کو مزید خدمت دین کي توفیق عطافرما۔ آمین

آخر میں اپنے تمام دوستوں کا شکر گذار ھوں جنھوں نے اس کام میں میري مدد فرمائي ہے خصوصاً برادر عزیز حجة الاسلام مولانا سید حسین اختر رضوي اعظمي کا شکر گزار ھوں جنھوں نے اس ترجمہ میں میري راھنمائي فرمائي ہے۔ انہ ولي التوفیق

سید نسیم حیدر زیدي۔ قم المقدسہ ۳ صفر ١٤٢٦ ھجری

پیش لفظ

پیغمبر اسلام (ص) کي وفات کے فوراً بعد پیش آنے والا ایك عظیم سانحہ" واقعۂ سقیفہ" ہے جو آپ کي وفات کے بعد رونما ھونے والے بہت سے حوادث و نظریات کا پیش خیمہ ہے جس طرح اس واقعہ کے ابتدائي

مرحلہ هي ميں اس کے طرفدار اور مخالفين موجود تھے، اُسي طرح آج بھي مسلمانوں کے درميان فرقہ بندي کا اهم سبب واقعہ سقيفہ هي هے۔

لہٰذا ممکن هے کہ اس سلسلے ميں علمي اور استدلالي بحث، طالب حق انسان کے لئے رهنما ثابت هو۔

"سقيفہ" لغت ميں چھت دار چبوترہ کو کہتے هيں يہ مدينہ کے ايك گوشہ ميں ايك امکان تھا جس کي بڑي چھت تھي اور يہ مکان بنو ساعدہ بن کعب خزرجي کا تھا اسي وجہ سے سقيفہ بني ساعدہ کے نام سے مشھور تھا۔ انصار اس مکان ميں جو ايك مجلس مشاورت کي حيثيت رکھتا تھا اپنے فيصلوں کے لئے جمع هوئے تھے [١]

پيغمبر اسلام (ص) کي رحلت کے بعد انصار کا ايك گروہ جس ميں اوس و خزرج [٢]دونوں هي شامل تھے يہاں جمع هوئے تاکہ پيغمبر اسلام (ص) کي خلافت کے سلسلے ميں کوئي چارہ جوئي کريں ٣ ۔

انصار کيوں اور کس مقصد کے تحت وهاں جمع هوئے؟ کيا تقريريں هوئيں اور ان کا نتيجہ کيا نکلا؟ يہ تمام موضوعات ايسے هيں جن کے بارے ميں اس کتاب ميں تفصيلي بحث کي گئي هے۔

قابل غور بات يہ هے کہ يہ واقعہ ايك اچھي خاصي اهميت کا حامل تھا اور هے اور بہت سے مورخين کي توجہ کا مرکز بنا رها اس کے باوجود محدثين نے اس اهم واقعہ کے فقط چند پہلوؤں کے بيان پر هي اکتفا کي هے ليکن ابو مخنف ان راويوں ميں سے ايك هيں جنھوں نے اس واقعہ کي باريکيوں کو تفصيل سے بيان کيا بلکہ سقيفہ کے موضوع پر ايك پوري کتاب بھي لکھی [٣]ليکن همارے پاس اس کتاب کا فقط وہ حصہ موجود هے جو تاريخ طبري ميں نقل هوا هے۔

اس کتاب ميں هماري کوشش هے کہ ابو مخنف (جو تاريخ اسلام کے ايك عظيم اور باريك بين محدث هيں) کے تعارف کے ساتھ ساتھ واقعۂ سقيفہ کے بارے ميں ان کي اهم روايت پر محققانہ اور منصفانہ نظر کي جائے نيز معتبر تاريخي کتابوں سے متن روايت کو پيش کريں اور حاشيہ پر مآخذ و منابع کا ذکر کرتے هوئے دوران بحث هر قسم کي جانبداري اور بے بنياد باتوں سے پرهيز کريں۔

مصنف نے اپني کم علمي کے باوجود بے حد کوشش کي هے کہ واقعہ سقيفہ کے بارے ميں زيادہ سے زيادہ معتبر کتابوں کا سہارا ليا جائے، اور هر مسئلہ ميں طرفين کے نظريہ اور تنقيد کو بيان کرتے هوئے ايك خاص نظر پيش کي جاتي۔

اميد هے کہ اس کتاب کے اسلوب تحرير سے تاريخ ميں ايك نئے باب کا اضافہ هوگا، جسے "اجتہادي تاريخ" کے نام سے ياد کيا جاسکتا هے۔

آخر ميں خدا کے شکر کے بعد تمام ان افراد کي قدر داني کو ضروري سمجھتا هوں جنھوں نے ميري تعليم و تربيت ميں مؤثر کردار ادا کيا بالخصوص اپنے محترم والدين، بھائی، اساتذہ نيز جناب ڈاکٹر صادق آئينہ وند اور حجة الاسلام والمسلمين رسول جعفريان کا شکر گزار هوں جنھوں نے اس کتاب کي تخليق ميں ميري رهنمائي فرمائي۔

جليل تارى۔ ١٤٢٣ هجرى

---

[١] .صاحب حسن اللغات کے مطابق سقيفہ ايك ايسا خفيہ مکان تھا جہاں عرب باطل مشوروں اور بے هودہ باتوں کے لئے جمع هوتے تھے (مترجم(

[٢] .مدينہ کے دو بڑے قبيلوں کے نام هيں۔ (مترجم(

[٣] .رجال نجاشی: ص٣٠٢

پہلا حصہ: تمہيدات

ابو مخنف کا تعارف

کيونکہ ھم سقيفہ سے متعلق ابو مخنف کي روايت کے بارے ميں گفتگو کريں گے لہٰذا ضروري ھے کہ سب سے پہلے ان سوالات کا مختصر جواب دے ديا جائے جن کا قارئين کے ذہن ميں ابھرنے کا امکان ھے، مثال کے طور پر ابو مخنف کون تھے؟ کس دور ميں تھے؟ شيعہ اور سني علماء ان کے بارے ميں کيا نظريہ رکھتے ھيں ان کا مذہب کيا تھا؟ کتاب کا يہ حصہ انہيں سوالات کے جوابات پر مشتمل ھے۔

ابو مخنف کون تھے؟

ابو مخنف کا نام، لوط بن يحيٰ بن سعيد بن مخنف [5]بن سُليم ازدي [6]ھے ان کا اصلي وطن کوفہ ھے اور ان کا شمار دوسري صدي ھجري کے عظيم محدثين اور مورخين ميں ھوتا ھے۔ انہوں نے پيغمبر اسلام صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم کي رحلت کے بعد سے اموي حکومت کے آخري دور تک کے اھم حالات و واقعات پر کتابيں لکھيں، جيسے کتاب المغازی، کتاب السقيفہ، کتاب الردہ، کتاب فتوح الاسلام، کتاب فتوح العراق، کتاب فتوح خراسان، کتاب الشوريٰ، کتاب قتل عثمان، کتاب الجمل، کتاب صفين، کتاب مقتل أمير المؤمنين کتاب مقتل الحسن (عليہ السلام) کتاب مقتل الحسين (عليہ السلام) و ۔ ۔ ۔

جو مجموعي طور پر اٹھائيس کتابيں ھيں اور ان کي تفصيل علم رجال کي کتابوں ميں موجود ھے [7]۔ ليکن ان ميں سے اکثر کتابيں ھماري دسترس ميں نہيں ھيں البتہ ان کتابوں کے کچھ مطالب ان کے بعد لکھي جانے والي کتابوں ميں روايت ابي مخنف کے عنوان سے موجود ھيں مثلاً تاريخ طبری [8]ميں ابو مخنف سے مجموعي طور پر پانچ سو سے زيادہ روايتيں موضوعات پر نقل ھوئي ھيں اور ان نقل شدہ روايات ميں سے اکثر کا تعلق کہ جو تقريباً ايک سو چھبيس روايتيں ھيں حضرت علي عليہ السلام کے دوران حکومت کے حالات و واقعات سے ھے۔ ايک سو اٹھارہ روايتيں واقعۂ کربلا اور ايک سو چوبيس روايتيں حضرت مختار کے قيام کے بارے ميں ھيں۔

صدر اسلام ميں رونما ھونے والے واقعات کے بارے ميں ابو مخنف کي روايات اس قدر دقيق، مفصّل اور مکمل جزئيات کے ساتھ ھيں جو ھر قسم کے تعصب سے دور ھونے کے علاوہ ھر واقعہ کے پہلوؤں کي طرف قارئين کي رھنمائي کرتي ھيں يہاں تک کہ اس کے بعد لکھي جانے والي شيعہ اور سني تاريخي کتابوں نے ان کي روايات سے کافي استفادہ کيا ھے اور روايت کے ذکر کے ساتھ ساتھ اس پر مکمل اعتماد کا اظہار بھي کيا ھے۔

ابو مخنف کا دور

اگر چہ ان کي تاريخ ولادت معلوم نہيں ھے ليکن ان کي تاريخ وفات عام طور سے سن ١٥٧ ھجري قمري نقل کي گئي ھے ان کي تاريخ ولادت معلوم نہ ھونے کي وجہ سے بعض علماء رجال غلط فہمي کا شکار ھوئے ھيں۔ بعض نے انہيں امام علي عليہ السلام، امام حسن عليہ السلام، اور امام حسين عليہ السلام کا صحابي کہا ھے، جب کہ بعض علماء نے انہيں امام جعفر صادق عليہ السلام کا صحابي جانا ھے، جيسا کہ شيخ طوسي عليہ الرحمہ [9]نے "کشّی" سے نقل کيا ھے کہ ابو مخنف امام علي عليہ السلام امام حسن عليہ السلام اور امام حسين عليہ السلام کے اصحاب ميں سے ھيں۔ ليکن ان کا خود يہ نظريہ نہيں ھے بلکہ ان کا کہنا ھے کہ ابو مخنف کے والد "يحيي" امام علي عليہ السلام کے صحابي تھے جب کہ خود ابو مخنف (لوط) نے آپ کا زمانہ نہيں ديکھا ھے۔

شيخ نجاشي کا کہنا ھے کہ ابو مخنف امام صادق عليہ السلام کے اصحاب ميں سے ھيں [10]اور يہ بھي کہا گيا ھے کہ انہوں نے امام محمد باقر عليہ السلام سے بھي روايت نقل کي ھے۔ مگر يہ قول صحيح نہيں ھے شيخ نجاشي کے قول کے مطابق ابو مخنف صرف امام صادق عليہ السلام سے روايت نقل کرتے تھے اور آپ کے اصحاب ميں سے تھے اور انہوں نے امام محمد باقر عليہ السلام سے کوئي روايت نقل نہيں کي چہ جائيکہ وہ امام علي عليہ السلام سے روايت نقل کرتے۔ تمام شواھد و قرائن شيخ نجاشي کے قول کي تصديق کرتے ھيں اس لئے کہ

١۔ تاريخ طبری ميں ابو مخنف کي جو روايت امام جعفر صادق عليہ السلام سے نقل هوئي هے وہ بغير کسي واسطہ کے هے جب کہ امام محمد باقر عليہ السلام سے ان کي روايت ايك واسطہ کے ساتھ نقل هوئي هے ١١۔

٢۔ حضرت امام علي عليہ السلام کے خطبات اور حضرت فاطمہ زهرا (س) کے خطبہ سے متعلق ابو مخنف کي روايت دو واسطوں کے ذريعہ نقل هوئي هے ١٢۔

٣۔ اگر ابو مخنف کي تاريخ وفات کو ملحوظ نظر رکھا جائے جو ١٥٧هجري هے اور يہ کہا جائے کہ انہوں نے امام علي عليہ السلام کا زمانہ بھي ديکھا هے (يعني کم از کم وہ اس دور ميں شعور رکھتے تھے) تو ايسي صورت ميں وفات کے وقت ان کي عمر تقريباً ايك سو تيس سال هوجائے گي ١٣جب کہ کسي راوي نے بھي اس قسم کي بات کا تذکرہ نہيں کيا هے۔

يہ تمام قرائن شيخ نجاشي کے قول کے صحيح هونے کي دليل هيں کہ وہ امام جعفر صادق عليہ السلام کے اصحاب ميں سے تھے اور آپ هي سے روايت کرتے تھے۔

ليکن کتاب "الکافی "١٤ميں ابو مخنف کي ايك روايت بغير کسي واسطہ کے حضرت امام علي عليہ السلام کے دور حکومت سے متعلق نقل هوئي هے۔ اس حديث ميں ان کا بيان هے کہ شيعوں کا ايك گروہ امير المومنين عليہ السلام کے پاس آيا۔ ۔ ۔ ليکن يہ حديث هرگز يہ ثابت نہيں کرتي کہ وہ حضرت علي عليہ السلام کے دور ميں تھے۔ اس لئے کہ ممکن هے يہ حديث "مرسلہ "١٥هو جو بات يقيني هے وہ يہ کہ ابو مخنف کے پر دادا "مخنف بن سليم" رسول خدا صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم اور حضرت علي عليہ السلام کے اصحاب ميں سے تھے ١٦اور آپ کي طرف سے شہر اصفہان کے گورنر مقرر هوئے ١٧اور جنگ جمل کے دوران حضرت علي عليہ السلام کي فوج ميں قبيلہ ازد کے دستہ کي سالاري کے فرائض انجام ديتے هوئے اس جنگ ميں شہادت کے درجہ پر فائز هوئے۔

سوانح حيات سے متعلق اکثر کتابوں کے مطابق ان کي شہادت جنگ جمل ميں هوئي مثلاً "الکني والالقاب" شيخ عباس قمي "الذريعہ" آقا بزرگ تہرانی، "اعلام" زرکلي اور اسي طرح "تاريخ طبری "١٨ميں ابو مخنف کي روايت اسي چيز پر دلالت کرتي هے، ليکن اسي تاريخ طبری ١٩ميں مخنف بن سليم کي ايك روايت واقعہ صفين سے متعلق نقل هوئي هے جو اس بات سے تناسب نہيں رکھتي کہ وہ جنگ جمل ميں شہيد هوئے تھے۔

اس نکتہ کي طرف اشارہ کرنا ضروري سمجھتا هوں کہ شيخ طوسي عليہ الرحمہ نے اپني کتاب "رجال" اور "فہرست "٢٠ميں ابو مخنف کے والد کا ذکر کرتے هوئے فرمايا هے کہ آپ حضرت علي عليہ السلام کے صحابي تھے جب کہ جو چيز مسلم هے وہ يہ کہ ابو مخنف کے والد يحييٰ حضرت علي عليہ السلام کے صحابي نہ تھے بلکہ آپ کے پردادا حضرت کے اصحاب ميں سے تھے لہٰذا يہ بات قابل توجہ هے کہ مخنف بن سليم، ابو مخنف کے نہ والد هيں اور نہ دادا جيسا کہ بعض افراد ان کے بارے ميں غلط فہمي کا شکار هوگئے هيں اور انہيں ابو مخنف کا دادا کہا هے ٢١جب کہ وہ ابو مخنف کے پردادا هيں۔

ابو مخنف شيعہ اور سني علماء کي نظر ميں

اهل تشيع کي علم رجال سے متعلق کتابوں سے يہ بات روشن هے کہ ابو مخنف ايك قابل اعتماد شخص تھے، شيخ نجاشي ان کے بارے ميں کہتے هيں کہ ابو مخنف کوفہ کے بزرگ راويوں کے شيوخ (اساتذہ) ميں سے هيں ان کي روايت پر اعتماد کيا جاسکتا هے ٢٢شيخ طوسي ٢٣نے اپني علم رجال کي کتاب ميں انہيں امام جعفر صادق عليہ السلام کا صحابي کہا هے شيخ عباس قمي نجاشي جيسي عبارت نقل کرنے کے بعد فرماتے هيں ابو مخنف عظيم شيعہ مورخين ميں سے ايك هيں نيز آپ فرماتے هيں کہ ابو مخنف کے شيعہ مشہور هونے کے باوجود طبری، اور ابن اثير ٢٤، جيسے علماء اهل سنت نے ان پر اعتماد کيا هے، آقا بزرگ تہرانی نجاشي کي چند عبارتيں نقل کرنے کے بعد فرماتے هيں "ان کے شيعہ مشہور هونے کے باوجود علمائے اهل سنت جيسے طبري اور ابن اثير نے ان پر اعتماد کيا هے بلکہ ابن جرير کي کتاب تاريخ الکبير ٢٥تو ابو مخنف کي روايات سے پُر هے۔ آية اللہ خوئي نے بھي انہيں ثقہ کہا هے اور شيخ طوسي (رح) سے ابو مخنف تك جو سند هے اسے آپ نے صحيح جانا هے ٢٦۔

ليکن بعض علماء اهل سنت نے ان کے شيعہ هونے کا ذکر کرتے هوئے ان کي روايت کو متروك قرار ديا هے اور بعض افراد نے ان کے شيعہ هونے کا ذکر کئے بغير ان کي روايت کو ضعيف کہا هے جيسا کہ يحييٰ بن معين کا کہنا هے "ابو مخنف ليس بشي ٢٧يعني ابو مخنف قابل اعتماد نہيں هيں) اور ابن ابي حاتم نے يحيي

بن معین کا قول نقل کیا ھے کہ وہ ثقہ نہیں ھیں [۲۸]اور دوسروں سے بھي اس بات کو نقل کیا ھے کہ وہ "متروك الحدیث" ھیں [۲۹]۔

ابن عدي یحیيٰ بن معین کا قول نقل کرنے کے بعد کہتا ھے کہ گذشتہ علماء بھي اسي بات کے قائل ھیں، (یوافقہ علیہ الائمہ) اس کے بعد وہ کہتا ھے کہ ابو مخنف ایك افراطي قسم کے شیعہ ھیں، ان کي احادیث کي سند نہیں ھے ان کي احادیث کي سند نہیں ھے ان سے ایسي ناپسندیدہ اور مکروہ روایات نقل ھوئي ھیں جو نقل کرنے کے لائق نہیں [۳۰]۔

ذھبي کا کہنا ھے کہ وہ متروك ھیں [۳۱]اور دوسري جگہ پر کہا ھے کہ ابو مخنف نے مجھول افراد سے روایت نقل کي ھے [۳۲]دار قُطني کا قول ھے کہ ابو مخنف ایك ضعیف اخباري ھیں [۳۳]ابن حجر عسقلاني کا کہنا ھے کہ ان پر اطمینان نہیں کیا جاسکتا ھے پھر بعض علماء کا قول نقل کرتا ھے کہ ابو مخنف قابل اعتماد اور مورد اطمینان نہیں ھیں [۳٤]۔

لیکن ابن ندیم کا ان کے بارے میں کہنا ھے کہ میں نے احمد بن حارث خزار کے ھاتھ سے لکھي ھوئي تحریر میں دیکھا ھے کہ علماء کا کہنا ھے، کہ ابو مخنف کي عراق اور اس کي فتوحات سے متعلق روایات سب سے زیادہ اور سب سے بہتر ھیں، جس طرح سے خراسان، ھندوستان اور فارس کے بارے میں مدائنی، حجاز و سیرت کے بارے میں واقدی، اور شام کي فتوحات کے بارے میں ان تینوں کي معلومات یکساں ھیں [۳۵]یہ عبارت یاقوت حموي نے بھي اپني کتاب "معجم الادباء" میں ذکر کي ھے، [۳٦]مجموعي طور پر اکثر علماء اھل سنت نے یحیيٰ بن معین کے قول کا سہارا لے کر ابو مخنف کو غیر ثقہ قرار دیا ھے۔

البتہ ابو مخنف کے بارے میں ابن ندیم اور حموي نے جس حقیقت کا اظہار کیا ھے اس کي وجہ سے

ان کے قول کے متروك ھونے کے باوجود اھل سنت کے برجستہ علماء نے ان سے روایات نقل کي ھیں اور شاید عراق کے وہ حالات و واقعات جو تاریخ اسلام کے عظیم تحولات کا سبب ھیں ان تك ابو مخنف کي روایات کے بغیر دسترسي ناممکن ھے، لھٰذا علماء اھل سنت کے نظریات کے سلسلے میں اس بات کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ شاید ان کے نزدیك ابو مخنف کے متروك ھونے کي وجہ وھي ھو جو ابن عدي نے اپنے کلام کے آخر میں کہي ھے اور وہ یہ کہ ابو مخنف کي روایات میں ایسے واقعات کا ذکر ھے کہ جو بعض افراد پر گراں گزرتے ھیں کیونکہ وہ واقعات ان کے مفروضہ عقائد اور نظریات سے مطابقت نہیں رکھتے۔

ابو مِخنف کا مذھب

ابو مخنف کے مذھب کے بارے میں اقوال ھیں:

شیخ طوسي کا اپني کتاب "فہرست" میں اور نجاشي کا اپني کتاب "رجال" میں ان کے مذھب کے بارے میں کوئي رائے پیش نہ کرنا ان کے شیعہ ھونے کي طرف اشارہ ھے جیسا کہ بیان کیا جاچکا ھے کہ شیخ عباس قمي اور آقا بزرگ تہرانی نے واضح طور پر ان کے شیعہ ھونے کو بیان کیا ھے بلکہ یہاں تك کہا ھے کہ ان کا شیعہ ھونا مشہور ھے لیکن آقا خوئي نے اپني کتاب "معجم رجال الحدیث" میں ان کے شیعہ یا غیر شیعہ ھونے کو بیان کئے بغیر انہیں ثقہ کہا ھے۔

اکثر علماء اھل سنت نے ان کے شیعہ ھونے کے بارے میں کوئي اشارہ نہیں کیا یہاں تك کہ ابن قتیبہ اور ابن ندیم نے شیعہ افراد کے لئے ایك الگ باب تحریر کیا ھے لیکن ابو مخنف کے نام کا وھاں ذکر نہ ھونا ان کے غیر شیعہ ھونے کو ظاھر کرتا ھے [۳۷]علماء اھل سنت میں سے ابن ابي الحدید وہ ھے جو اس بات کا قائل ھے کہ ابو مخنف کا شمار محدثین میں ھوتا ھے اور وہ امامت پر اعتقاد رکھتے تھے۔ لیکن ان کا شمار شیعہ راویوں میں نہیں ھوتا [۳۸]صاحب قاموس الرجال اقوال پر تنقید کرنے کے بعد فرماتے ھیں کہ ابو مخنف کي روایت ان کے متعصب نہ ھونے کي وجہ سے قابل اعتماد ھے لیکن ان کے شیعہ ھونے کے بارے میں کوئي رائے پیش نہیں کي جاسکتي [۳۹]۔

لھٰذا ان کے مذھب کے بارے میں بحث کرنے کا کوئي خاص عملي فائدہ نہیں ھے لیکن اگر ابو مخنف کي روایات پر غور و فکر کیا جائے جو اکثر سقیفہ، شوريٰ، جنگ جمل، جنگ صفین، مقتل امام حسین علیہ السلام سے متعلق ھیں تو آپ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ وہ شیعي افکار کے مالك تھے، البتہ ممکن ھے کہ ان کي روایات میں بعض مطالب ایسے پائے جاتے ھوں جو کامل طور پر شیعہ عقیدہ کے ساتھ مطابقت نہ رکھتے ھوں لیکن ھمیں چاھیے کہ ھم ابو مخنف کے دور زندگي کو بھي پیش نظر رکھیں کیونکہ بعض اوقات

ائمہ معصومین علیہم السلام بھي تقیہ کي وجہ سے ایسے مطالب بیان کرتے تھے جو اھل سنت کے عقیدہ کے مطابق ھوا کرتے تھے اور یہ بات بھي قابل غور ھے کہ وہ ایك معتدل شخص تھے جس کي وجہ سے اھل سنت کي اکثر کتابوں میں ان کي روایات کا مشاھدہ کیا جاسکتا ھے۔

بہر حال تاریخ ابو مخنف کي عظمت غیر قابل انکار ھے اور شیعہ و سني تمام مورخین نے ان سے کافي استفادہ کیا ھے اور چونکہ تمام شیعہ علماء نے انہیں ثقہ جانا ھے اور ان کي روایت پر اعتماد کا اظہار کیا ھے لہٰذا ان کي روایات کے مضامین پر غور و فکر کرنے سے صدر اسلام کے بہت سے اھم حالات و واقعات کي صحیح نشاندھي کي جاسکتي ھے۔

روایت ابي مخنف کي تحقیق کا طریقۂ کار

ابو مخنف کي روایات کے متن کے صحیح یا غلط ھونے کے بارے میں فیصلہ کرنا آسان کام نہیں ھے کیونکہ ابو مخنف کو تاریخي روایات نقل کرنے والوں میں ایك بنیادي حیثیت حاصل ھے لہٰذا دوسري روایات کے پیش نظر ان کي روایت کے صحیح یا غلط ھونے کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا اس لئے کہ تاریخ کے تمام راوي جیسے ھشام کلبی، واقدی، مدائنی، ابن سعد وغیرہ یہ سب ان کے دور کے بعد سے تعلق رکھتے ھیں اور اسي کے مرھون منت ھیں۔

کافي غور و فکر اور جستجو کے بعد اس کتاب میں تحقیق کا جو طریقۂ کار اپنایا گیا ھے وہ کچھ اس طرح ھے کہ سب سے پہلے ابو مخنف کي اس روایت کے مضمون کو تاریخ کي اھم کتابوں سے، جو تاریخ طبری سے پہلے اور اس کے بعد لکھي گئي ھیں نیز خود تاریخ طبری کي متعدد روایات سے اس کا موازنہ کیا جائے اس کے بعد تمام قرائن و شواھد کي روشني میں اس کے صحیح یا غلط ھونے کا فیصلہ کیا جائے، اس سلسلے میں جن کتابوں سے استفادہ کیا گیا ھے وہ تاریخ کي معتبر، معروف و مشہور کتابیں ھیں جن میں سے اکثر کتابیں اھل سنت کي ھیں۔ ھم آپ کي معلومات کے لئے ان کتابوں کے نام کے ساتھ ساتھ ان کا مختصر تعارف کرانا بھي ضروري سمجھتے ھیں ٤٠

البتہ اس سے پہلے کہ تاریخ طبری سے پہلے لکھي جانے والي کتابوں کا تعارف کرایا جائے سب سے پہلے خود تاریخ طبری کا تعارف پیش کرتے ھیں کیونکہ یہ ھماري بحث کا محور ھے اور تاریخ کي ایك جامع کتاب ھے۔

تاریخ طبری:

اس کتاب کا نام "تاریخ الامم والملوك یا تاریخ الرسل والملوك" ھے جس کے مولف ابو جعفر محمد بن جریر طبري ھیں وہ ٢٢٤ ھجري میں آمل طبرستان (مازندران: ایران کا ایك شہر) میں پیدا ھوئے اور تحصیل علوم کے سلسلے میں مقامات کا سفر کیا پھر بغداد میں سکونت اختیار کرلي اور ٣١٠ ھجري میں وھیں انتقال کر گئے ٤١۔

آپ کا شمار فقہ، تفسیر اور تاریخ کے عظیم علماء میں ھوتا تھا خاص طور پر آپ کي تاریخ اور تفسیر کي کتابیں تو علماء اھل فن کي توجہ کا مرکز رھي ھیں۔

طبري نے اپني کتاب میں اکثر روایات اپنے سے پہلے والے راویوں سے نقل کي ھیں اور طبري کے پاس ان کے ما قبل لکھي جانے والي کتابوں کا کافي ذخیرہ موجود تھا جن سے انھوں نے خوب استفادہ کیا اور چونکہ ان میں سے بعض کتابیں زمانے کے گزرنے کے ساتھ ساتھ ناپید ھوگئیں تو ان کتابوں کے مطالب کو نقل کرنے کا واحد مآخذ فقط تاریخ طبری ھي ھے اسي لئے یہ کتاب ایك خاص اھمیت کي حامل ھے اور ابو مخنف کي کتاب "مقتل حسین (ع)" جو اپني نوعیت کي واحد کتاب تھي اور اس بات کا زندہ ثبوت ھے کیونکہ اس کتاب کي روایتیں تاریخ طبری میں متعدد مقامات پر کثرت سے ذکر کي گئي ھیں ٤٢

تاریخ طبری نے خلقت کي ابتداء، اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر خاتم الانبیاء تك اور پھر ان کي ھجرت سے لیکر ٣٠٢ ھجري تك کے ھر سال کے حالات و واقعات کو الگ الگ بیان کیا ھے۔

طبري کا کسي بھي واقعہ یا حادثہ کو نقل کرنے کا طریقہ جس کا تذکرہ انھوں نے اپنے مقدمہ میں کیا ھے ٤٣یہ ھے کہ کسي واقعہ کے بارے میں راویوں سے روایتوں کو سند کے ساتھ نقل کرنے کے بعد اس کے بارے میں اپني رائے دئے بغیر اسے قارئین کي نظر پر چھوڑ دیتے ھیں، البتہ یہ بات قابل ذکر ھے کہ طبري کے

پاس جو روايتيں موجود تھيں ان ميں سے انہوں نے صرف چند روايتوں کا انتخاب کر کے انہيں اپني کتاب ميں ذکر کيا ھے ليکن واقعہ غدير کے بارے ميں انہوں نے ايك روايت بھي ذکر نہيں کي ھے۔

وہ تمام راوي جن سے طبري نے روايتوں کو نقل کيا ھے وثاقت کے اعتبار سے برابر نہيں ھيں۔ جيسے ابن اسحاق، ابو مخنف، مدائنى، زھري اور واقدى يہ تمام افراد وہ ھيں جنھوں نے تاريخي واقعات کو نقل کرنے ميں ايك خاص طريقۂ کار اپنايا ھے اور اسي طبري کے راويوں ميں سے ايك سيف بن عمر بھي ھے جو صرف روايتيں گڑھتا تھا اور نہايت ھي جھوٹا آدمي تھا ٤٤۔

اگر چہ طبري سني مذھب تھے مگر زندگي کے آخري لمحات ميں ان کے تشيع کي طرف مائل ھونے کا احتمال ديا جاسکتا ھے۔

طبري سے پہلے لکھي جانے والي وہ کتابيں جو اس گفتگو کے لئے منتخب کي گئي ھيں

١۔ السيرة النبويہ لابن ھشام:

در اصل اس کتاب کے مولف ابن اسحاق ھيں، اور سيرت نبوي پر لکھي جانے والي اھم اور مصادر کي کتابوں ميں اس کا شمار ھوتا ھے اس سے پہلے سيرت نبوي پر اتني جامع کتاب نہيں لکھي گئي تھي۔ عبدالملك بن ھشام (وفات ٢١٣ يا ٢١٨ ھجري) نے اس کتاب کي تلخيص کي اور اپنے خيال ميں اس کي کچھ غير ضروري عبارتوں کو حذف کرنے کے ساتھ ساتھ اس ميں کچھ مطالب کا اضافہ بھي کيا ٤٥اس کے بعد يہ کتاب "السيرة النبويہ ابن ھشام" کے نام سے مشہور ھوگئي۔

٢۔ المغازي واقدى:

اس کتاب کے مولف محمد بن عمر واقدى (ولادت ١٣٠ ھجري وفات ٢٠٧ ھجري) ھيں ان کا تعلق عثماني مذھب سے تھا وہ مدينہ سے تعليم حاصل کرنے کے بعد ١٨٠ ھجري ميں بغداد تشريف لائے اور مامون کي طرف سے بغداد کے قاضي مقرر ھوئے اور اسي شہر ميں انتقال کرگئے، وہ غزوات اور فتوحات کے سلسلے ميں اچھي خاصي معلومات رکھتے تھے انہوں نے ھجرت سے ليکر پيغمبر اسلام صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم کي رحلت تك کي روايات کے بارےميں عمدہ تحقيق کي ھے جس کي وجہ سے وہ پيغمبر اسلام (ص) کي جنگوں کو تفصيل کے ساتھ بيان کرنے ميں کافي حد تك کامياب رھے۔

٣۔ الطبقات الکبريٰ:

اس کتاب کے مولف محمد بن سعد (ولادت ١٦٨ ھجري وفات ٢٣٠ ھجري) ھيں وہ کاتب واقدى کے نام سے مشہور تھے اور ايك نہايت ھي متعصب قسم کے سني تھے ان کا تعلق بصرہ سے تھا اور پھر بغداد جاکر واقدى کے پاس ان کے کاتب کي حيثيت سے تعليم ميں مشغول ھوگئے، انھوں نے اپني کتاب کي پہلي دو جلدوں ميں پيغمبر اسلام صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم کي سيرت اور اس کے بعد کي جلدوں ميں صحابہ اور تابعين کے بارے ميں بحث کي ھے جو اس سلسلے کي ايك اھم ترين کتاب سمجھي جاتي ھے۔

٤۔ تاريخ خليفہ بن خياط (وفات ٢٤٠ ھجري:(

خليفہ بن خياط تيسري صدي ھجري کے ايك اھم مورخ سمجھے جاتے ھيں جو سني مذھب سے تعلق رکھتے ھيں، ابن کثير نے انہيں امام تاريخ کہہ کر ياد کيا ھے ٤٦يہ کتاب تاريخي کتابوں ميں قديم ترين کتاب ھے کہ جس نے تاريخي حالات و واقعات کو ھر سال کے اعتبار سے پيش کيا ھے۔

٥۔ الامامہ والسياسة:

يہ کتاب ابن قتيبہ دينوري (ولادت ٢١٣ ھجري وفات ٢٧٦ ھجري) کي طرف منسوب ھے جن کا شمار تيسري صدي ھجري کے اھل سنت سے تعلق رکھنے والے اديبوں اور مورخين ميں ھوتا ھے، ان کي ولادت بغداد ميں ھوئي مگر کچھ عرصہ دينور ميں قاضي رھے اگر چہ اس کتاب کي نسبت دينوري کي طرف مشکوك ھے ليکن بہر حال يہ کتاب سن تين ھجري کے آثار ميں سے ايك اھم کتاب ھے۔

٦۔ انساب الاشراف:

یہ کتاب احمد بن یحییٰ بلاذُري (ولادت ۱۷۰ هجري سے ۱۸۰ هجري کے درمیان، وفات ۲۷۹ هجري) نے لکھي هے جو تیسري صدي هجري کے برجستہ مورخین اور نسب شناس افراد میں سے ایك تهے وه سني مذهب اور عباسیوں کے هم خیال افراد میں سے تهے، اس کتاب میں تاریخ اسلام سے متعلق خاندانوں کا نام اور ان کا نسب وغیره بیان کیا گیا هے۔

۷۔ تاریخ یعقوبی:

اس کتاب کے مولف احمد بن ابي یعقوب اسحاق بن جعفر بن وهب بن واضح هیں ۲۸٤ هجري میں انتقال هوا، آپ کا تعلق شیعہ مذهب سے تها یہ کتاب تاریخ کي موجوده قدیم ترین کتابوں میں سے ایك هے۔

تاریخ طبری کے بعد لکهي جانے والي وه کتابیں جن سے اس گفتگو میں استفاده کیا گیا هے یہ هیں۔

۱۔ السقیفہ و فدك:

یہ کتاب ابوبکر جوهري (وفات ۳۲۳ هجري) نے لکهي مگر زمانے کے گذرنے کے ساتها ساتھ گم هوگئي اس کتاب کے عمده مطالب دوسري کتابوں میں موجود هیں، یہ کتاب ابن ابي الحدید کے پاس موجود تهي انهوں نے شرح نہج البلاغہ میں اس کتاب سے بہت کچھ نقل کیا هے، اب یہ کتاب محمد هادي امیني کي کوششوں سے مآخذ سے جمع آوري کے بعد" السقیفہ و فدك" کے نام سے شائع هوچکي هے۔

۲۔ مروج الذهب:

یہ کتاب علي بن حسین مسعودي (وفات ۳٤٦ هجري) نے لکهي هے، ممکن هے کہ وه شیعہ اثنا عشري هوں مگر اس بات کا اندازه "مروج الذهب" میں موجود مطالب سے نہیں لگایا جاسکتا بلکہ اس سے فقط ان کے مذهب شیعہ کي طرف مائل هونے کا اندازه لگایا جاسکتا هے یہ کتاب مقامات کے سفر کر کے نہایت تحقیق اور جستجو کے بعد لکهے جانے کي وجہ سے کافي اهمیت کي حامل هے، انهوں نے اپني کتاب میں ابو مخنف کا بہت ذکر کیا هے۔

۳۔ الارشاد:

اس کتاب کے مولف شیخ مفید (ولادت ۳۳٦ هجري وفات ٤۱۳ هجري) هیں وه ایك شیعہ متکلم، فقیہ اور نامور مورخ هیں، یہ کتاب اگر چہ شیعوں کے آئمہ (ع) کي زندگي کے بارے میں لکهي گئي هے لیکن اس کے باوجود اس کتاب میں پیغمبر اسلام صلي اللہ علیہ وآلہ وسلم کي زندگي سے متعلق بهي بہت سے واقعات ملتے هیں۔ شیخ مفید کے علمي مقام و مرتبہ اور تقويٰ و پرهیز گاري کي وجہ سے انکي تحریریں شیعہ علماء کے نزدیك ایك معتبر سند کي حیثیت رکهتي هیں۔

٤۔ المنتظم في تاریخ الملوك والامم:

یہ کتاب ابن جوزي (ولادت ٥۰۸ هجري وفات ٥۹۷ هجري) نے لکهي هے، وه چهٹي صدي هجري کے مفسرین، خطباء اور مورخین میں سے ایك تهے، یہ کتاب عام طور سے بعد میں آنے والے مورخین کے لئے بہت زیاده قابل استفاده قرار پائي۔

٥۔ الکامل في التاریخ:

یہ کتاب ابن اثیر (ولادت ٥٥٥ هجري وفات ٦۳۰ هجري) نے لکهي هے، انهوں نے اس کتاب میں ایسي دلچسپ روش اور طریقۂ کار کا انتخاب کیا هے کہ جس نے اس کتاب کو تاریخ سے دلچسپي رکهنے والے تمام افراد کے لئے قابل استفاده بنا دیا هے، انهوں نے مطالب کي جمع آوري اور انهیں نقل کرنے کے سلسلے میں بہت محنت اور توجہ سے کام لیا هے۔

٦۔ البدایہ والنهایہ:

یہ کتاب ابن کثیر (ولادت ۷۰۱ هجري وفات ۷۷٤ هجري) نے لکهي هے۔ اور قابل ذکر بات یہ هے کہ وه ابن تیمیہ [٤۷] کے شاگردوں میں سے هیں۔

اس كتاب ميں بعض بحثيں جيسے سيرت نبوي كو مختصر طور پر بيان كرنے كے بعد نظريات پر تنقيد كے علاوه ان كي تحقيق كي گئي ھے۔

يھاں اس بات كا ذكر ضروري ھے كہ يہ جتني بھي كتابيں ذكر كي گئي ھيں يہ ھماري بحث كے تاريخي مآخذ ھيں اور اس سے ھرگز مراد يہ نھيں ھے كہ ھم نے فقط ان ھي كتابوں پر اكتفا كي ھے۔ بلكہ بعض مقامات پر احاديث كي كتابوں سے بھي استفاده كيا ھے جيسا كہ اھل سنت كي احاديث كي كتابوں ميں سے صحيح بخاری، مسند احمد بن حنبل اور شيعہ احاديث كي كتابوں ميں سے كافي اور بحار الانوار كو اس گفتگو كے لئے منتخب كيا گيا ھے۔

اگر چہ بعض مخصوص مطالب كے سلسلے ميں ان كتابوں سے استفاده كيا گيا ھے جو انہيں موضوعات پر لكھي گئي ھيں مجموعي طور پر يہ كھا جاسكتا ھے كہ اس كتاب ميں تحقيق كا جو طريقۂ كار اپنايا گيا ھے اگر چہ وه بہت مشكل اور سنگين كام ھے ليكن ممكن ھے كہ يہ طريقۂ كار بہت سي تاريخي مباحث كي تحقيق كے سلسلے ميں مفيد ثابت ھو۔

---

٥ .مخنف، منبر كے وزن پر ھے۔

٦ .الفہرست۔ ابن نديم، ص ١٠٥

٨ .بعض افراد نے تاريخ طبری ميں ابو مخنف كي روايات كي تعداد پانچ سو پچاسي كہي ھے جب كہ تحقيق كے بعد مصنف كا كہنا يہ ھے كہ ان كي تعداد پانچ سو باسٹھ ھے ممكن ھے كہ بعض روايات كے چند حصے الگ الگ جگہ نقل ھوگئے ھوں۔

٩ .رجال طوسي۔ ص٨١، الفہرست شيخ طوسي۔ ص١٢٩

١٠ .رجال نجاشي۔ ص٣٢٠

١٣ .اس بات كے پيش نظر كہ حضرت علي (ع.كي تاريخ شہادت سن چاليس ھجري قمري ھے۔

١٤ .الكافی۔ ج٢ ص٣١۔

١٥ .مرسلہ ايسي روايت كو كہتے ھيں جس ميں راوي ايك يا چند واسطوں كو حذف كرنے كے بعد معصوم سے روايت نقل كرتا ھے (مترجم(

١٦ .الطبقات الكبريٰ: ج٦ ص٣٥، الفہرست ابن نديم: ج١٠٥، ١٠٦

١٧ .ذكر اخبار اصفہان: ترجمہ دكتر كسائی، ص١٨٩

١٨ .تاريخ طبری۔ ج٤ ص٥٢١

١٩ .تاريخ طبری۔ ج٤ ص٥٧٠

٢٠ .رجال طوسي۔ ص٨١، فہرست، ص١٢٩

٢١ .الكني والالقاب۔ ج١ ص٥٥، الذريعہ۔ ج١ ص٣١٢۔

٢٢ .رجال نجاشي : ص٣٢٠۔ (ابو مخنف شيخ اصحاب الاخبار بالكوفہ وجھھم وكان يسكن الي ما يرويہ(

٢٣ .رجال طوسي۔ ص٢٧٥

٢٤ .الكني والالقاب۔ ص١٥٥

٢٥ .الذريعہ۔ ج١ ص٣١٢

٢٧ .تاريخ يحييٰ بن معين ج١ ص٢١٠

٢٨ .قابل اعتماد۔ (مترجم(

٣١ .ديوان الضعفاء والمتروكين: ج٢ ص٢٦٥

٣٢ .سير اعلام النبلاء۔ ج٧ص٣٠١

٣٣ .الضعفاء والمتروكين: ص٣٣٣

٣٥ .الفہرست: ابن نديم۔ ص١٠٥، ١٠٦

٣٦ .معجم الادباء: ج٥ ص٢٢٥٢۔

٣٧ .نقل از قاموس الرجال تستري۔ ج٨ ص٦٢٠

٣٨ .شرح نہج البلاغہ ابن ابي الحديد: ج١ ص١٤٧ (ابو مخنف من المحدثين وممن يري صحة الامامة بالاختيار وليس من الشيعہ ولا معدوداً من رجالها(

٤٣ .طبري۔ ج١ ص٧، ٨

٤٥ .السيرة النبويہ ابن هشام ج١ ص٤ (ابن اسحاق نے ايسے مطالب کا ذکر نہيں کيا کہ جو رسول خدا (ص.سے متعلق نہيں تھے يا يہ کہ بعض مطالب غير مناسب تھے(

٤٦ .منابع تاريخ اسلام۔ ص١٢١

٤٧ .ابن تيميہ کے افکار هي در حقيقت وهابيت کي بنياد هيں۔

دوسرا حصہ: سقيفہ کے بار ے ميں ابو مخنف کي روايت کا مضمون

تمهيد

واقعہ سقيفہ کے بارے ميں نظريات رکھنے کي بنا پر اکثر محدثين نے اسے تفصيل کے ساتھ پيش نہيں کيا هے ليکن خوش قسمتي سے بعض محدثين اور مورخين نے اسے تفصيل سے نقل کيا هے عام طور پر وہ اهم اور معتبر مآخذ جن کے ذريعہ سقيفہ کے حالات سے کافي حد تک آگاهي حاصل هوتي هے وہ يہ هيں، روايت ابي مخنف ٤٨روايت جوهري ٤٩روايت خليفئہ دوم ٥٠روايت دينوري ٥١اور روايت ابن اثير ٥٢۔

ابو مخنف کي روايت جسے طبري نے نقل کيا هے جو هر لحاظ سے معتبر هے اس کتاب ميں سقيفہ کي بحث کے لئے يهي روايت محور قرار دي گئي هے، اور يہ حصہ اس روايت کے مضمون کو مکمل طور سے بيان کرنے کے لئے مخصوص کيا گيا هے۔

سقيفہ کے بار ے ميں ابو مخنف کي روايت کا عربي متن :

حدّثنا هشام بن محمد، عن أبي مخنف ، قال: حدّثني عبدالله ابن عبد الرحمن بن أبي عمرة الانصاری، أنّ النبي صلي الله عليہ وآلہ وسلم لما قُبض اجتمعت الأنصار في سقيفة بني ساعدة، فقالوا: نولي هذا الأمر بعد محمد عليہ السلام سعد بن عبادة، و أخرجوا سعداً اليهم وهو مريض، فلما اجتمعوا قال لابنہ أو بعض بني عمّہ :

اني لا أقدر لشكو اي ان اسمع القوم كلّهم كلامى: ولكن تلقّ منّي قولي فاسمعهموه؛ فكان يتكلم و يحفظ الرجل قوله، فيرفع صوته فيسمع أصحابه،

فقال بعد ان حمد الله واثني عليه: يا معشر الأنصار! لكم سابقة في الدين و فضيلة في الاسلام ليست لقبيلة من العرب، ان محمداً عليه السلام لبث بضع عشرة سنة في قومه يدعوهم الي عبادة الرحمن وخلع الأنداد و الاوثان، فما آمن به من قومه الا رجل قليل، و كان ما كانوا يقدرون علي ان يمنعوا رسول الله؛ ولا ان يعزّوا دينه، ولا ان يدفعوا عن انفسهم ضيماً عُمُّوا به؛ حتي اذا اراد بكم الفضيلة، ساق اليكم الكرامة و خصكم بالنعمة، فرزقكم الله الايمان به و برسوله ،والمنعَ له ولأصحابه، والا عزازَ له ولدينه؛ والجهاد لأعدائه؛ فكنتم اشد الناس علي عدوّه منكم، واثقله علي عدوه من غيركم؛ حتي استقامت العرب لامر الله طوعا و كرها؛ واعطي البعيد المقادة صاغراً داخراً؛ حتي اثخن الله عزّ و جل لرسوله بكم الارض، و دانت بأسيافكم له العرب؛ و توفاه الله و هو عنكم راض؛ و بكم قرير عين. استبدّوا بهذا الامر فانه لكم دون الناس.

فأجابوه بأجمعهم: ان قد وُفِّقتَ في الرأي واصبت في القول، ولن نعد وما رأيت، و نوليك هذا الأمر، فانك فينا مَقنعٌ و لصالح المؤمنين رضا.

ثم اِنهم ترادّوا الكلامَ، فقالوا: فان ابت مهاجرة قريش، فقالوا: نحن المهاجرون و صحابة رسول الله الاولون؛ و نحن عشيرته و أولياؤه؛ فعلام تنازعوننا هذا الامر بعده ! فقالت طائفة منهم: فانا نقول اذاً: منا اميرو منكم امير؛ ولن نرضي بدون هذا الأمر ابداً. فقال سعد بن عبادة حين سمعها: هذا أول الوهن !

و أتي عمرَ الخبرُ فاقبل الي منزل النبي صلي الله عليه وسلم ، فأرسل الي ابي بكر و ابوبكر في الدار و علي بن أبي طالب عليه السلام دائب في جهاز رسول الله صلي الله عليه وسلم؛ فارسل الي ابي بكر أن اخرج الى، فأرسل اليه: انّي مشتغل؛ فأرسل اليه أنه قد حدث أمرٌ لا بد لك من حضوره، فخرج اليه، فقال: أما علمتَ أنّ الانصار قد اجتمعت في سقيفه بني ساعدة، يريدون ان يولّوا هذا الامر سعد بن عبادة، أحسنهم مقالة مَن يقول: منا امير و من قريش أمير!

فمضيا مسر عين نحوهم؛ فلقيا أبا عبيده بن الجراح؛ فتما شَوا اليهم ثلاثتهم، فلقيهم عاصم بن عدي و عُوَيم بن ساعدة، فقالالهم: ارجعوا فانه لايكون ما تريدون، فقالوا: لا نفعل، فجاعوا وهم مجتمعون.

فقال عمر بن الخطاب: اتيناهم. و قد كنتُ زوّرت كلاماً اردت أن اقوم فيهم. فلما أن دفعتُ اليهم ذهبتُ لأبتدي ء المنطق، فقال لي ابوبكر: رُوَيداً حتي أتكلّم ثم انطق بعد بما أحببت. فنطق، فقال عمر: فما شيء كنتُ اردت أن أقوله الّا وقد أتي به او زاد عليه.

فقال عبد الله بن عبد الرحمن ٥٣ :فبدأ أبوبكر، فحمد الله وأثني عليه؛ ثم قال؛ أنّ الله بعث محمداً رسولاً الي خلقه، و شهيداً علي امته ، ليعبُدوا الله و يوحّدوه وهم يعبدون من دونه آلهة شتى؛ ويزعمون أنها لهم عنده شافعة، ولهم نافعة؛ وانّما هي من حَجَر مَنحوت، وخشب منجور، ثم قرأ: (و يعبدون من دون الله ما لا يضّرهم ولا ينفعهم و يقولون هؤلاء شفعاؤنا عند الله (٥٤و قالوا: (ما نعبدهم الا ليقرّبونا الي الله زلفي (٥٥؛ فعظُم علي العرب ان يتركوا دين آبائهم، فخصّ الله المهاجرين الأولين من قومه بتصديقه، والايمان به، والمؤساة له، والصبر معه علي شدة اذي قومهم لهم؛ تكذيبهم اياهم؛ وكل الناس لهم مخالف، زارٍ عليهم، فلم يستوحشوا لقلّة عددهم و شَنَفِ الناس لهم واجماع قومهم عليهم، فهم أول مَن عبدالله في الارض و آمن بالله و بالرسول؛ وهم أولياوه و عشيرته، وأحقّ الناس بهذا الأمر من بعده؛ ولا ينازعهم ذلك الا ظالم، وأنتم يا معشر الانصار، من لاينكر فضلُهم في الدين ولا سابقتُهم العظيمة في الاسلام، رضيكم الله أنصاراً لدينه و رسوله، و جعل اليكم هجرته. و فيكم جِلّة أزواجه وأصحابه؛ فليس بعد المهاجرين الاوّلين عندنا [أحد [٥٦بمنزلتكم؛ فنحن الامراء وأنتم الوزراء، لاتُفتاتون بمشورة، ولا نقضي دونكم الامور.

قال: فقام الحُباب بن المنذر بن الجموع، فقال: يا معشرَ الانصار، املكوا عليكم امركم؛ فان الناس في فيئكم وفي ظِلكم، ولكن يجتريء مجتريء علي خلافكم؛ ولن يصدر الناس الّا عن رأيكم ، انتم اهل العزّ والثروة، واولوا العدد والمنعة والتجربة، ذو والباس والنجدة؛ وانما ينظر الناس الي ما تصنعون؛ ولا تختلفوا فيفسد عليكم رأيكم؛ و ينتقض عليكم أمركم؛ (فان) أبيٰ هؤلاء الّا ما سمعتم؛ فمنّا أمير ومنهم أمير.

فقال عمر: هيهات لا يجتمع اثنان في قرن! واِلله لا ترضي العرب ان يؤمّروكم و نبيها من غيركم؛ ولكن العرب لا تمتنع أن تولّي أمرها من كانت النبوة فيهم و وَلي أمورهم منهم؛ ولنا بذلك علي مَن أبي من العرب الحجة الظاهرة والسلطان المبين؛ من ذا يناز عنا سلطانَ محمد و امارته، ونحن أولياوه و عشيرته الامُدلٍ بباطل، او مُتَجانِف لاثم، و مورِّط في هَلَكة !

فقام الحُباب بن المنذر فقال: يا معشر الأنصار ، أملِكُوا علي أيديكم، ولا تسمعوا مقالة هذا و أصحابہ فيذهبوا بنصيبيكم من هذا الأمر؛ فإن أبوا عليكم ما سألتموه، فاجلُوهم عن هذه البلاد، و تولوا عليهم هذه الأمور؛ فأنتم والله أحقّ بهذا الامر منهم؛ فانہ بأسيافكم دان لهذا الدين من دان ممّن لم يكن يدين؛ جذيلها المحكّك ، و عذيقها المرجب! اما والله لئن شئتم لنعيدنّها جذعة؛ فقال عمر: اذاً يقتلك الله! قال: بل اياك يقتل!

فقال أبو عبيدة: يا معشرَ الانصار؛ انّكم أوّل من نصر و آزرَ؛ فلا تكونوا اوّل من بدّل و غير۔

فقام بشير بن سعد ابو النعمان بن بشير فقال: يا معشر الأنصار؛ انا والله لئن كنا أولي فضيلة في جهاد المشركين، و سابقة في هذا الدين؛ ما اردنا بہ اِلّا رضا ربنا و طاعة نبينا، و الكَدح لأنفسنا؛ فما ينبغي لنا أن نستطيل علي الناس بذلك ولا نبتغي بہ من الدنيا عرضا؛ فان الله ولي المنة علينا بذلك؛ آلا انّ محمداً صلي الله عليہ وسلم من قريش، و قومہ أحقّ بہ و أولى، وايم الله لا يراني الله أنا زعهم هذا الأمر أبدا، فاتقوا الله ولا تخالفوهم ولا تنازعوهم!

فقال ابوبكر : هذا عمر، و هذا أبو عبيده، فأيهما شئتم فبايعوا۔ فقالا :لا والله لا نتوّلي هذا الأمر عليك، فانك افضل المهاجرين و ثاني اثنين اذهما في الغار، و خليفة رسول الله علي الصَّلاة؛ و الصَّلاة افضل دين المسلمين؛ فمن ذا ينبغي لہ ان يتقدّمك او يتولّي هذا الامر عليك! ابسُط يدك نبايعك فلما ذهبا ليبايعاه، سبقهما اليہ بشير بن سعد، فبايعہ، فناداه الحباب بن المنذر: يا بشر بن سعد: عقّتك عقاق؛ ما احوجَك الي ما صنعت، أنفستَ علي ابن عمّك الامارة! فقال: لا والله؛ ولكني كرهت ان انازع قوماً حقاً جعلہ الله لهم۔

ولما رأت الاوس ما صنع بِشير بن سعد، و ما تدعُوا اليہ قريش، و ما تطلب الخزرج، من تأمير سعد بن عبادة، قال بعضهم لبعض، و فيهم أسيد ابن حضير، وكان احد النقباء: والله لئن وليتها الخزرج عليكم مرّۃ لا زالت لهم عليكم بذلك الفضيلۃ؛ ولا جعلوا لكم معهم فيها نصيباً أبداً فقوموا فبا يعوا أبابكر۔ فقاموا اليہ فبايعوه، فانكسر علي سعد بن عبادة و علي الخزرج ما كانوا أجمعو لہ من امرهم۔

قال هشام: قال أبو مخنف: فحدثني ابوبكر بن محمد الخُزاعى، أن أسلَم أقبلت بجماعتها حتي تضايقّ بهم السكك، فبايعوا ابابكر؛ فكان عمر يقول: ما هو الّا أن رأيتُ أسلم فأيقنتُ بالنّصر۔

قال هشام، عن أبي مخنف: قال عبدالله بن عبد الرحمن: فأقبل الناس من كلّ جانب يبايعون أبابكر، وكادوا يطئون سعد بن عبادة، فقال ناس من أصحاب سعد :اتقوا سعداً لا تطئوه، فقال عمر: اقتلوه قتلہ الله! ثم قام علي رأسہ، فقال: لقد هممتُ أن أطأك هتي تُندَر عَضُدك؛ فأخذ سعد بلحية عمر، فقال: والله لو حصصتَ منہ شعره ما رجعت و في فيك واضحة؛ فقال ابوبكر: مهلاً يا عمر! الرّفق هاهنا أبلغ۔ فأعرض عنہ عمر۔

وقال سعد: أما والله لو أنّ بي قوّة ما، أقوي علي النهوض، لسمعتَ منّي في أقطارها و سككها زَئيراً يجحرك واصحابك؛ أما والله اذاً لألحقنك بقوم كنتَ فيهم تابعاً غير متبوع! احملوني مِن هذا المكان، فحملوه، فادخلوه في داره، وترك اياماً ثم بعث اليہ أن أقبِل فبايع فقد بايع الناس و بايع قومك؛ فقال: أما والله حتي أرميكم بما في كنانتي من نبلى، وأخضِب سنان رمحى، وأضربكم بسيفي ماملكتہ يدى، وأقاتلكم بأهل بيتي ومن أطاعني من قومى؛ فلا أفعل، وايمُ الله لو أنّ الجنّ اجتمعت لكم مع الانس ما بايعتُكم، حتي أُعرَض علي ربّى، وأعلَم ما حسابي۔

فلما أتي ابوبكر بذلك قال لہ عمر: لا تَدَعّہ حتي يبايع۔ فقال لہ بشير بن سعد: انہ قد لجّ و أبى؛ وليس بمبايعكم حتي يقتل، وليس بمقتول حتي يقتل معہ ولدُه وأهل بيتہ و طائفة من عشيرتہ؛ فاتركوه فليس تركُہ بضاّركم؛ انما هو رجل واحد۔ فتركوه و قبلوا مشورۃ بشير بن سعدو استنصحوه لما بدالهم منہ؛

فكان سعد لا يصلّي بصلاتهم، ولا يجمع معهم و يحجّ ولا يفيض معهم بافاضتهم؛ فلم يزل كذلك حتي هلك ابوبكر رحمہ الله ۔

ترجمہ:

هشام بن محمد نے ابو مخنف سے روايت كي هے كہ عبد الله بن عبدالرحمن بن ابي عمره انصاري كہتے هيں كہ جب پيغمبر (ص) كي رحلت هوئي تو انصار سقيفہ بني ساعده ميں جمع هوئے اور كہا كہ محمد (ص) كے بعد اس كام (امر ولايت) كو سعد بن عباده كے سپرد كردو اور سعد بن عباده جو، ان دنوں بيمار تهے انهيں بهي وهاں لے آئے، جب سب جمع هوگئے تو سعد بن عباده نے اپنے بيٹے يا چچا زاد بهائي سے كہا كہ بيماري كي وجہ سے ميري آواز تمام لوگوں تك نهيں پهونچ سكتي لهٰذا تم ميري بات سنو اور ان تك پهونچادو،

اس كے بعد سعد نے گفتگو شروع كي اور وہ شخص سعد كي بات كو سن كر بلند آواز سے بيان كرتا رھا تاكہ سب سن ليں۔ سعد نے خدا كي حمد و ثنا كے بعد كھا كہ اے گروہ انصار اسلام ميں درخشاں ماضي كے سبب جو شرف تم لوگوں كو حاصل ھے وہ عرب ميں كسي كو حاصل نھيں، محمد صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم تقريباً دس سال اپني قوم كے درميان رھے، انھوں نے خدائے رحمٰن كي عبادت كا حكم ديا اور بتوں كي پرستش سے روكا مگر كچھ ھي لوگ ايمان لائے اور وہ چند افراد پيغمبر اسلام (ص) كا دفاع اور اسلام كي حمايت كي قدرت نھيں ركھتے تھے اور نہ ظلم و ستم سے بچ سكتے تھے يہاں تك كہ خدا نے تم لوگوں كو عزت و شرف بخشا، اپنے اور اپنے رسول پر ايمان كي نعمت سے نوازا نيز پيغمبر اسلام صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم اور ان كے دوستوں كے دشمنوں سے مقابلہ كي ذمہ داري تمھيں سونپ دی، اور تم لوگوں نے ان كے دشمنوں سے اپنا پرايا ديكھے بغير خوب مقابلہ كيا اور سختياں برداشت كيں يھاں تك كہ عرب نہ چاھتے ھوئے بھي حكم خدا كے سامنے تسليم ھوگئے اور اطاعت كرنے لگے، خدا نے تم لوگوں كي مدد سے اس سر زمين كو پيغمبر صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم كا مطيع بنايا، اور عرب تم لوگوں كي شمشير كے خوف سے ان كے ارد گرد جمع ھوگئے ، اور جب خدا نے انھيں اس حال ميں اپنے پاس بلايا تو وہ تم لوگوں سے راضي و خوشنود تھے، لہٰذا اس امر ولايت و حكومت كو لے لو اور اسے دوسروں كے حوالے نہ كرو اس لئے كہ يہ صرف تم لوگوں كا حق ھے۔

سب نے كھا كہ آپ كي يہ رائے نھايت مناسب اور بالكل صحيح ھے، ھم آپ كي اس رائے سے اختلاف نھيں كريں گے ليكن ھم اس كام كي ذمہ داري خود آپ پر عائد كرتے ھيں اس لئے كہ آپ كفايت شعار اور تمام مومنين كے نزديك مورد رضايت ھيں۔

اس كے بعد آپس ميں گفت و شنيد ھونے لگي اور كھنے لگے كہ اگر قريش كے مھاجرين اس بات پر راضي نہ ھوئے اور كھنے لگے كہ ھم پيغمبر (ص) كے ديرينہ يارو مدد گار، ان كے عزيز، اور ھميشہ سے ان كے دوست ھيں اور اب پيغمبر (ص) كي رحلت كے بعد تم لوگ ھم سے اس امر ولايت و حكومت ميں جھگڑ رھے ھو تو كيا جواب ديں گے؟ تو ايسے ميں ان ميں سے ايك گروہ نے كھا كہ اگر مھاجرين نے ايسا كيا تو ھم ان سے كھيں گے كہ ايك امير تمھارا ھوگا اور ايك امير ھمارا اور كسي بھي صورت اس كے علاوہ راضي نہ ھونگے، جب سعد بن عبادہ نے يہ بات سني تو كھنے لگے كہ يہ تمھاري پھلي غلطي ھوگي۔

جب عمر اس واقعہ سے باخبر ھوئے تو سيدھے ابوبكر كے پاس گئے جو اس وقت پيغمبر (ص) كے گھر ميں تھے جب كہ علي عليہ السلام پوري توجہ كے ساتھ پيغمبر صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم كے غسل و كفن ميں مصروف تھے ابوبكر كو پيغام ديا كہ باھر آؤ مگر ابوبكر نے كھا كہ ميں يھاں مصروف ھوں ليكن عمر نے دوبارہ پيغام بھيجا كہ باھر آؤ ضروري كام ھے يہ سن كر ابوبكر باھر آگئے، عمر نے كھا كہ كيا تم نھيں جانتے كہ انصار سقيفہ بني ساعدہ ميں جمع ھوئے ھيں تاكہ اس امر (ولايت و حكومت) كو سعد بن عبادہ كے حوالے كرديں جب كہ ايك گروہ نے يہ رائے پيش كي ھے كہ ايك امير تمھارا ھوگا اور ايك امير ھمارا، يہ سن كر ابوبكر، عمر تيز رفتاري سے سقيفہ كي طرف چل دئے راستے ميں ابوعبيدہ جراح سے ملاقات ھوئي اور پھر تينوں سقيفہ كي طرف روانہ ھولئے، اتنے ميں عاصم بن عدي اور عويم بن ساعدہ سے بھي ملاقات ھوئي انھوں نے كھا كہ پلٹ جاؤ اس لئے كہ تم لوگ جو چاھتے ھو وہ نھيں ھوگا مگر ان تينوں نے جواب ديا كہ ھم واپس نھيں پلٹيں گے اور انصار كے اجتماع ميں جا پھنچے۔

عمر نے كھا كہ جب ھم وھاں پھنچ گئے تو ميں نے اپنے ذھن ميں كچھ باتيں تيار كر ركھي تھيں اور چاھتا تھا كہ انھيں بيان كروں ابھي ميں كچھ كھنا ھي چاھتا تھا كہ ابوبكر نے كھا ٹھرو ذرا صبر كرو پھلے ميں اپني بات كہہ لوں اس كے بعد جو چاھے كھنا، ابوبكر نے بات شروع كی، عمر كا كھنا ھے كہ ميں جو كچھ كھنا چاھتا تھا وہ سب كچھ ابوبكر نے كہہ ديا بلكہ اس سے بھي كچھ زيادہ۔

عبد اللہ بن عبد الرحمٰن كا كھنا ھے كہ ابوبكر نے خدا كي حمد و ثنا كے بعد كھا كہ خدا نے محمد (ص) كو اپني مخلوق كي طرف رسول بنا كر بھيجا اور اپني امت كے لئے گواہ بنايا تاكہ وہ خدا كي عبادت كريں اور اس كي وحدانيت پر ايمان لائيں جب كہ يہ وہ وقت تھا كہ وہ كئي خداؤں كي پرستش كرتے تھے اور يہ خيال كرتے تھے كہ يہ لكڑي اور پتھروں كے بت خدا كے نزديك ان كے شفيع اور مددگار ھيں۔

اس كے بعد ابوبكر نے قرآن كي اس آيت كي تلاوت كي جس ميں خدا فرماتا ھے " اور وہ خدا كے علاوہ ان چيزوں كي عبادت كرتے تھے كہ جو نہ ان كے لئے باعث نقصان ھے اور نہ مفيد اور كھتے تھے كہ يہ خدا كے نزديك ھمارے شفيع ھيں ۵۷۔ اور ھم ان كي عبادت فقط خدا سے نزديك ھونے اور اس كے تقرب كے لئے كرتے ھيں ۵۸گويا عربوں كے لئے يہ نھايت سخت مرحلہ تھا كہ وہ اپنے آباء و اجداد كے دين كو چھوڑ ديں اور يہ مھاجرين وہ پھلي قوم ھيں جنھوں نے پيغمبر (ص) كي تصديق كي اور ان پر ايمان لے آئے اور ان كے ساتھ ھمدردي كي اور صبر و استقامت كا مظاھرہ كيا جب ان كي قوم انھيں سخت قسم كي اذيتيں ديتي اور انھيں جھٹلاتي تھی، تمام لوگ ان كے مخالف اور ان كے خلاف قيام كئے ھوئے تھے ليكن يہ اپني قلت، قوم كي مخالفت اور دشمني كے باوجود نھيں ڈرے اور يہ سب سے پھلے افراد تھے جنھوں نے اس سرزمين پر خدا كي

عبادت کي اور خدا اور اس کے رسول (ص) پر ايمان لائے اور يہ لوگ پيغمبر صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم کے دوست اور عزيز ھيں لہٰذا اب پيغمبر (ص) کے انتقال کے بعد وہ اس امر کے زيادہ مستحق ھيں اور جو بھي ان سے لڑائي جھگڑا کرے وہ ظالم ھے اور اے گروہ انصار کوئي بھي شخص دين کي نصرت کے سلسلے ميں تم لوگوں کے درخشاں ماضي کا منکر نھيں ھے، خدا نے تم لوگوں کو اپنے دين اور اپنے پيغمبر (ص) کا انصار بنايا اور اپنے پيغمبر) ص) کي ھجرت کے لئے تم لوگوں کا انتخاب کيا اور ان کي اکثر ازواج مطھرہ اور اصحاب تم لوگوں ميں موجود ھيں، لہٰذا سابقہ مھاجرين کے علاوہ کوئي شخص بھي ھمارے نزديک تم لوگوں سے زيادہ عزيز نھيں ھے، پس ھم امير ھيں اور تم لوگ وزير تم لوگوں کے مشورہ کے بغير کوئي کام انجام نھيں ديا جائے گا۔

ايسے ميں حباب بن منذر بن جموع کھڑے ھوگئے اور کھا اے گروہ انصار اپنا حق لے لو اس لئے کہ يہ لوگ تم لوگوں کے مرھون منت ھيں اور کوئي شخص بھي تم لوگوں کي مخالفت کي جرأت نھيں رکھتا اور لوگ تم لوگوں کے حق ميں ھي رائے ديں گے تم لوگ ھي مکمل عزت و شرف، قدرت، تجربہ اور شجاعت کامل کے مظھر ھو۔ لوگ اس بات کے منتظر ھيں کہ تم لوگ کيا کرتے ھو (تاکہ وہ ويسا ھي کريں) آپس ميں اختلافات نہ کرنا ورنہ تباہ و برباد اور پست ھمت ھوکر رہ جاؤ گے اگر يہ لوگ اس بات کو قبول نھيں کرتے تو پھر ايک امير ھم ميں سے اور ايک امير ان ميں سے ھوگا۔

عمر نے کھا کہ دو (تلواريں) ايک نيام ميں نھيں رہ سکتيں ٥٩خدا کي قسم عرب ھرگز اس بات کو قبول نھيں کريں گے کہ حکومت تم لوگوں کے حوالے کردي جائے جب کہ پيغمبر (ص) تم لوگوں ميں سے نھيں ھيں ليکن ان کے لئے اس بات ميں کوئي قباحت نھيں کہ حکومت اور اس کے امور کي ذمہ داري ان افراد کے سپرد کردي جائے کہ جن سے پيغمبر صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم کا تعلق تھا ھمارے پاس اس سلسلے ميں مخالفين کے لئے واضح اور روشن دليل ھے، اور جو شخص بھي محمد (ص) کي ولايت کے سنبھالنے ميں ھماري مخالفت کرے گا تو وہ گمراہ، خطا کار اور ھلاک ھونے والوں ميں سے ھوگا اس لئے کہ ھم ان کے دوست اور ان کے خاندان والے ھيں، اتنے ميں حباب بن منذر کھڑے ھوگئے اور کھا کہ اے گروہ انصار، خبردار اس شخص اور اس کے دوستوں کي باتوں ميں نہ آنا، يہ چاھتے ھيں کہ اس امر ميں سے تمھارے حصے کو ختم کرديں اور اگر وہ تم لوگوں کي مخالفت کرتے ھيں تو انھيں اپنے علاقہ سے باھر نکال دو اور حکومت اپنے ھاتھوں ميں لے لو کہ تم لوگ ان سے زيادہ اس کے مستحق ھو، اس لئے کہ تم ھي لوگوں کي شمشير زني کي بدولت لوگ مسلمان ھوئے ھيں، ميں تجربہ کار اور زمانہ کے نشيب و فراز سے اچھي طرح واقف ھوں اگر تم لوگ چاھو تو از سر نو آغاز کريں۔

عمر نے کھا کہ خدا تجھے ھلاک کرے تو حباب نے جواب ميں کھا کہ خدا تجھے بھي ھلاک کرے۔

ابو عبيدہ نے کھا اے گروہ انصار تم لوگوں نے سب سے پھلے دين کي نصرت اور مدد فرمائي لہٰذا اسے اپنے اصل راستے سے منحرف کرنے اور تبديل کرنے ميں پھل نہ کرو، نعمان بن بشير کے والد بشير بن سعد کھڑے ھوگئے اور کھا اے گروہ انصار! اگر ھميں اس دين ميں درخشاں ماضي اور مشرکين کے ساتھ جھاد کرنے کي فضيلت حاصل ھے تو يہ کام ھم نے اپنے لئے نھيں بلکہ خدا اور اس کے رسول (ص) کي رضا و خوشنودي اور اطاعت کي خاطر کيا ھے، اب يہ نامعقول بات ھے کہ اس کي وجہ سے ھم دوسروں پر اپني برتري جتائيں ھم نے جو کچھ کيا مال دنيا اکٹھا کرنے کي خاطر نھيں کيا، يہ تو ھم پر خدا کا ايک احسان تھا۔ جان لوکہ محمد (ص) کا تعلق قريش سے ھے اور ان کي قوم اس امر کي زيادہ حقدار ھے خدا نہ کرے کہ ھم ان سے اس امر پر لڑيں خدا سے خوف کرو اور اس بات پر ان سے لڑائي جھگڑا مت کرو، ابوبکر نے کھا کہ يہ عمر ھے اور يہ ابو عبيدہ ، ان ميں سے جس کي چاھے بيعت کر لو ليکن عمر اور ابوعبيدہ نے کھا کہ جب تک تم موجود ھو ھم اس عھدہ کي ذمہ داري نھيں لے سکتے، اس لئے کہ تم مھاجرين ميں سب سے بھتر اور پيغمبر صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم کے غار کے ساتھي ھو، تم کو نماز ميں پيغمبر (ص) کي جانشيني کا شرف حاصل ھے اور نماز مسلمانوں کے دين کا سب سے اھم رکن ھے، پھر کون تم سے زيادہ اس حق اور اس عھدہ کا سزاوار ھوسکتا ھے؟ لھذا اپنا ھاتھ آگے لاؤ تاکہ تمھاري بيعت کي جائے۔

ابھي يہ دونوں ابوبکر کي بيعت کرنا ھي چاھتے تھے کہ بشير بن سعد نے ان سے پھلے آگے بڑھ کر بيعت کرلی، حباب بن منذر نے بشير سے کھا: اے بشير يہ تم نے اچھا کام نھيں کيا، آخر کس چيز نے تمھيں اس کام پر مجبور کيا؟ کيا چچا زاد بھائي کي حکومت کے حسد نے؟ ٦٠کھا ھرگز نھيں بلکہ ميں يہ چاھتا ھوں کہ جو حق خدا نے انھيں ديا ھے اس ميں ان سے نہ لڑوں۔

جيسے ھي قبيلہ اوس والوں نے بشير بن سعد کا يہ عمل ديکھا اور قريش کي دعوت سني يہ سمجھ گئے کہ خزرجي (قبيلہ خزرج والے) سعد بن عبادہ کي حکومت چاھتے ھيں تو بعض افراد نے (جن ميں اُسيد بن حضير جو حريفوں ميں سے تھا) بعض سے کھا کہ خدا کي قسم اگر خزرجي ايک دفعہ بھي تم پر حاکم بننے ميں کامياب ھوگئے تو ھميشہ تم پر برتري جتائيں گے اور حکومت ميں تمھيں کسي قسم کا کوئي حصہ نہ

دينگے، اٹھو اور ابوبکر کي بيعت کرو بس وہ سب اٹھے اور ابوبکر کي بيعت کرلی، اس طرح وہ پلان جس پر سعد بن عبادہ اور خزرجي متحد ھوگئے تھے خراب ھوکر رہ گيا۔

ابوبکر بن محمد خزاعي کا کھنا ھے کہ قبيلہ اسلم نے بھي اس اجتماع ميں حاضر ھوکر ابوبکر کي بيعت کرلي تھی، عمر کا کھنا ھے کہ جب ميں نے ديکھا کہ قبيلہ اسلم کے افراد بيعت کر رھے ھيں تو اپني کاميابي کا يقين ھوگيا، عبداللہ بن عبدالرحمٰن کا کھنا ھے کہ ھر طرف سے لوگ ابوبکر کي بيعت کے لئے آرھے تھے يھاں تک کہ سعد بن عبادہ کے کچل جانے کا ڈر ھوا، اسي اثنا ميں اس کے چاھنے والوں ميں سے ايک نے کھا کہ ذرا ھوشيار کھيں ايسا نہ ھوکہ سعد بن عبادہ کچل جائيں، عمر نے کھا کہ اسے مار دو کہ خدا اسے ھلاک کرے پھر سعد بن عبادہ کے پاس آکر کھنے لگے ميں تو چاھتا تھا کہ تمھيں کچل کر رکھ دوں اور تمھارے دونوں ھاتھ توڑ دوں، سعد نے بھي عمر کي داڑھي کو پکڑ ليا اور کھا خدا کي قسم اگر ميرا ايک بال بھي کم ھوجاتا تو تمھاري جان بھي سالم نہ رھتي ، اسي اثنا ميں ابوبکر نے عمر سے کھا کہ صبر و تحمل سے کام لو يھاں نرمي بھتر ھے اس کے بعد عمر اس کے پاس سے ھٹ گئے۔

سعد نے کھا کہ اگر مجھ ميں کھڑے ھونے کي ھمت و طاقت ھوتي تو مدينے کي گلي کوچوں ميں اتني چيخ و پکار کرتا کہ تم اور تمھارے ساتھي کھيں نظر نہ آتے، خدا کي قسم ميں تمھيں ايسوں کے پاس بھيجتا کہ تم ان کي اتباع کرتے نہ يہ کہ وہ تمھاري اتباع کرتے، مجھے يھاں سے لے چلو اور پھر خزرجي اسے اس کے گھر لے گئے۔

حکام نے چند روز تک اس سے کوئي سروکار نہ رکھا اس کے بعد اس کے پاس ايک شخص کے ذريعہ پيغام بھجوايا کہ آکر بيعت کرو کہ تمام افراد اور تمھاري قوم نے بھي بيعت کرلي ھے، سعد نے جواب ديا کہ خدا کي قسم ھرگز تمھاري بيعت نہ کرونگا يھاں تک کے ميرے ترکش ميں جتنے تيز ھيں سب کو مار مار کر ختم کردوں اور نيزہ کي نوک کو خون سے رنگين کردوں اور بھرپور طاقت سے تم پر تلوار کا وار کروں اور اپنے دوستوں اور عزيز و اقارب کے ساتھ مل کر تم سے لڑوں، خدا کي قسم اگر تمام انس و جن بھي تمھارے ساتھ مل جائيں پھر بھي تمھاري بيعت نہ کروں گا يھاں تک کہ خدا کے حضور ميں حاضر ھوکر اپنا نامۂ عمل ديکھ لوں۔

جب يہ جواب ابوبکر کو ملا تو عمر نے کھا کہ جب تک کہ بيعت نہ کر کے اس کا پيچھا نہ چھوڑنا ليکن بشير بن سعد نے کھا کہ وہ ھٹ دھرم اور ضدي ھے بيعت نھيں کريگا چاھے اسے قتل کردو اور وہ اس وقت تک قتل نہ ھوگا جب تک کہ اس کے بيٹے اھل خانہ اور قريبي عزيز قتل نہ ھوجائيں اس سے سروکار نہ رکھو کہ وہ تمھارے لئے مضر نھيں ھے وہ ايک شخص ھي تو ھے، انھوں نے بشير بن سعد کے اس مشورہ کو قبول کرليا اور پھر سعد سے کوئي واسطہ نہ رکھا۔

سعد نہ ان کي نماز جماعت ميں آتا تھا اور نہ ھي اجتماعات ميں شرکت کرتا تھا اور جب حج پر جاتا اس وقت بھي ان کے ساتھ نھيں ٹھرتا تھا يھاں تک کہ ابوبکر انتقال کر گئے خدا ان پر رحمت نازل کرے۔

---

٤٨ .تاريخ طبري۔ ج٣ص ٢١٨

٤٩ .سقيفہ و فدک۔ ص٥٤، شرح نھج البلاغہ ابن ابي الحديد ج٦ ص٥۔

٥٠ .صحيح بخاري۔ ج٤ ص٣٤٥، حديث۔ ٦٨٣٠

٥١ .الامامة والسياسة۔ ج١ ص٢١

٥٣ .ھو راوي الخبر

٥٤ .سورہ يونس ١٨۔

٥٥ .سورہ زمر ٣۔

٥٦ .من ب

58 .سورہ یونس آیت ١٨

59 .زمر آیت ٣

60 .دوسري روایت میں عمر کا یہ جملہ اس طرح ھے" دو تلواریں ایك غلاف میں نھیں رہ سکتیں"

تیسرا حصہ: سقیفہ کے رونما ھونے کي صورت حال

تمھید

عام طور سے تاریخ میں رونما ھونے والے ھر حادثہ کا پیش خیمہ کوئي نہ کوئي گذرا ھوا واقعہ ھوتا ھے بلکہ ممکن ھے کہ گذرے ھوئے واقعہ کو آئندہ واقع ھونے والے واقعہ کي علت کھا جائے، واقعۂ سقیفہ اگر چہ ایك اتفاق اور ناگھاني حادثہ تھا لیکن گذشتہ عوامل اس کے وقوع پذیر ھونے میں مؤثر تھے۔

روایت ابي مخنف خود اس اھم واقعہ کو تو بیان کرتي ھے مگر اس کے عوامل و اسباب کي طرف کوئي اشارہ نھیں کرتي یا بھتر ھے کہ یہ کھا جائے کہ تاریخ طبری نے ابو مخنف کي کتاب سقیفہ میں سے صرف اسي حصہ کو نقل کیا ھے اور اگر ھمارے پاس خود اصلي کتاب موجود ھوتي تو شاید اس کے پھلوؤں سے مزید واقفیت ھوتي بھر حال ھر محقق اصل واقعہ کو بیان کرنے سے پھلے اس کے علل و اسباب کي تلاش میں رھتا ھے اور اجمالي طور پر پیغمبر اسلام صلي اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کے حالات و واقعات سے آگاھي ذھن میں اعتراضات کا سبب بنتي ھے خاص طور پر جب واقعہ غدیر پر نظر کي جائے، اس لئے کہ حدیث غدیر کا شمار متواتر احادیث میں ھوتا ھے 61کہ شیعہ اور سني اس پر اتفاق نظر رکھتے ھیں کہ پیغمبر اسلام صلي اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ١٠ ھجري میں حجة الوداع کے بعد اٹھارہ ذي الحجہ کو غدیر خم کے مقام پر تمام افراد کو ٹھرنے کا حکم دیا اور پھر ایك طویل خطبہ پڑھا اور فرمایا "من کنت مولاہ فعلي مولاہ" جس کا میں مولا ھوں بس علي علیہ السلام بھي اس کے مولا ھیں، تاریخ کے اس اھم واقعہ کے رونما ھونے میں کسي بھي قسم کے شك و شبہ کي گنجائش نھیں ھے۔

رسول اکرم (ص) کے قول کي صراحت اور بے شمار قرائن حالیہ اور مقالیہ اس بات کا واضح ثبوت ھیں کہ مولا سے مراد ولایت اور جانشیني ھي ھے اور یہ ممکن نھیں ھے کہ کوئي منصف مزاج اور مخلص محقق اس قدر شواھد اور ادّلہ کے باوجود اس بات میں ذراسي بھي تردید رکھتا ھو۔

پھر آخر کیا ھوا کہ پیغمبر (ص) کي رحلت کے بعد ابھي واقعۂ غدیر خم کو دو ماہ اور چند روز ھي گزرے تھے کہ لوگوں نے ھر چیز کو بھلا دیا تھا، اور سب سے عجیب بات یہ ھے وہ انصار جو اسلام میں درخشاں ماضي رکھتے تھے جنھوں نے اس سلسلے میں اپني جان و مال تك کي پروانہ کي وہ سب سے پھلے سقیفہ میں جمع ھوکر خلیفہ اور جانشین پیغمبر (ص) کا انتخاب کرنے لگے۔

اور اس سے بھي زیادہ عجیب بات یہ ھے کہ شیعہ اور سني روایات 62کے مطابق پیغمبر (ص) کے چچا عباس بن عبد المطلب، پیغمبر اسلام صلي اللہ علیہ وآلہ وسلم کي زندگي کے آخري لمحات تك آنحضرت (ص) سے یھي پوچھتے رھے کہ کیا آپ کے بعد ولایت و ولي عھدي ھمارے خاندان میں ھے؟ اگر ھے تو ھم اسے جان لیں اور اگر نھیں ھے تو لوگوں کو ھمارے بارے میں وصیت کردي جائے۔

اگر پیغبر (ص) نے حکم وحي سے حضرت علي علیہ السلام کو اپنا جانشین بنادیا تھا تو اس سوال کاکیا مطلب ؟اور وہ بھي نزدیك ترین فرد کے ذریعے؟یہ ایك ایساسوال ہے جو مستند اور صحیح جواب چاھتا ھے اور فقط چند ادبي عبارتوں اور شاعرانہ گفتگو سے اس کاجواب نھیں دیا جا سکتا۔

اس سوال کے مستند اور صحیح جواب کے لئے ضروري ھے کہ سب سے پھلے ان واقعات پر ایك سر سري نگاہ ڈالي جائے جو پیغمبر اسلام صلي اللہ علیہ وآلہ وسلم کي بعثت سے لے کر واقعہ سقیفہ تك رونما ھوئے، اور ان کے عوامل و اسباب کا بغور جائزہ لیا جائے، پھر سقیفہ کے واقعے کي ابو مخنف کي روایت کي روشني میں تحقیق کي جائے۔

هجرت سے ليكر غدير خم تك كے واقعات

١. پيغمبر اسلام (ص) كي هجرت كے اسباب

پيغمبر اسلام صلي الله عليہ وآلہ وسلم كو اپني نبوت كے ابتدائي حصہ هي ميں قريش سے تعلق ركھنے والے بدترين دشمنوں كا سامنا كرنا پڑا اور بے انتها زحمت و مشقت كے بعد بهي صرف چند لوگ هي مسلمان هوئے ان ميں سے اكثر كا تعلق معاشرے كے غريب و فقير عوام سے تها جب كہ امير اور دولت مند افراد آپ كي مخالفت پر اڑے هوئے تهے اور اسلام كو ختم كرنے كے لئے هر ممكن كوشش كرتے رهے لهٰذا انهوں نے آپ (ص) كو اس قدر تنگ كيا كہ آپ (ص) كے پاس هجرت كے علاوه كوئي اور چاره نہ تها۔

پيغمبر اسلام (ص) نے دين اسلام كي تبليغ كے سلسلے ميں كسي قسم كي كوئي كوتاهي نہ برتي بلكہ ذرا سي فرصت سے بهي زياده سے زياده فائده اٹهاتے رهے، يهي وجہ تهي كہ جب آپ كي ملاقات بزرگان مدينہ اور وهاں كے معزز افراد سے هوئي تو آپ نے انهيں اسلام كي دعوت دي تو انهوں نے اسلام كو قبول كرليا اور پيغمبر اسلام (ص) سے عهد و پيمان كيا جسے "بيعة النساء" كها جاتا هے، شايد اس كے بيعة النساء كهنے كي وجہ يہ هے كہ اس عهد و پيمان ميں كوئي جنگي معاهده نهيں هوا تها ٦٣۔

مشركان قريش نے اسلام كو جڑ سے ختم كرنے كے لئے پيغمبر اسلام (ص) كے قتل كا منصوبہ بنايا ليكن پيغمبر اسلام صلي الله عليہ وآلہ وسلم وحي كے ذريعہ ان كے اراده سے باخبر هوگئے لهذا آپ نے يہ فيصلہ كيا كہ رات كو پوشيده طور پر مكہ سے مدينہ كي طرف هجرت كر جائيں تاكہ مشركين آپ (ص) كے مكہ سے باهر جانے سے باخبر نہ هونے پائيں آپ (ص) نے حضرت علي (ع) سے كها كہ تم ميرے بستر پر ليٹ جاؤ اور اس طرح حضرت علي عليہ السلام نے پيغمبر صلي الله عليہ وآلہ وسلم كي جان پر اپني جان كو فدا كرديا اور اطمينان كے ساتھ پيغمبر صلي الله عليہ وآلہ وسلم كے بستر پر ليٹ گئے اور اپنے يقين كامل اور مستحكم ايمان كي وجہ سے ايك لمحہ كے لئے بهي شك و ترديد اور خوف و هراس كا شكار نہ هوئے اور اپنے آپ كو ايسے خطره ميں ڈال ديا كہ جس كے بارے ميں جانتے تهے كہ كچھ هي دير بعد دشمنوں كے نيزے اور تلواريں مجھ پر ٹوٹ پڑيں گي ٦٤پيغمبر (ص) نے اس فرصت سے فائده اٹهايا اور مكہ سے مدينہ كي طرف هجرت كر گئے۔

٢. هجرت كے بعد كے حالات اور پيغمبر (ص) كي حمايت ميں انصار كا كردار

آخركار پيغمبر اسلام (ص) نے مدينہ كي طرف هجرت كي اور اهل مدينہ نے پيغمبر (ص) اور دوسرے تمام مهاجرين كا شاندار استقبال كيا اور پيغمبر اسلام (ص) اور دين خدا كي خاطر ان كے سخت ترين كينہ پرور دشمنوں يعني مشركين مكہ كے سامنے سينہ سپر هوگئے اور سچ بات تو يہ هے كہ اس سلسلے ميں كسي بهي قسم كي كوشش اور قرباني سے دريغ نہ كيا، قرآن نے سورهٔ حشر ٦٥ميں ان كے ايثار و فداكاري كي طرف اشاره كرتے هوئے ان كي مدح سرائي كي هے۔

مختصر يہ كہ انصار پيغمبر اسلام (ص) كي حمايت اور دين اسلام كي بقاء و ترقي كي خاطر مشركين قريش سے نبرد آزما هونے اور اپنے آپ كو سخت ترين جنگوں ميں مشغول ركهنے پر آماده هوگئے، انهوں نے جو پهلي جنگ مشركين قريش سے لڑي وه جنگ بدر تهي جس ميں مسلمانوں كي تعداد بہت زياده نہ تهی، اس كے باوجود مشركين قريش كے ستر افراد كو قتل كرديا جن ميں اكثر سردار قريش تهے ٦٦اورمسلمانوں كے كل چوده افراد شهادت كے درجہ پر فائز هوئے جن ميں آٹھ افراد كا تعلق انصار سے تها ٦٧۔

ابهي جنگ بدر كو ختم هوئے كچھ وقت نہ گزرا تها كہ جنگ احد واقع هوگئي اور اس ميں بهي مسلمان، مشركين كے تيئيس افراد هلاك كرنے ميں كامياب هوگئے ليكن بعض مسلمانوں كي تساهلي كي وجہ سے جنهيں عينين نامي پهاڑي پرجمے رهنے كو كها گيا تها مسلمانوں كے تقريباً ستر افراد شهيد هوگئے ٦٨۔ معمولاً دو بڑي جنگوں كے درميان كچھ سريہ اور غزوات بهي يكے بعد ديگرے وقوع پذير هوتے رهتے تهے۔

هجرت كے پانچويں ٦٩سال تمام دشمنان اسلام متحد هوگئے اور اسلام كو جڑ سے ختم كرنے كے لئے دس هزار كے لشكر كے ساتھ مدينہ كا اس طرح محاصره كيا كہ پورے مدينہ ميں خوف وهراس پهيل گيا، تاريخ ميں اس جنگ كو جنگ خندق يا جنگ احزاب كے نام سے ياد كيا جاتا هے۔

لیکن مولا علي علیہ السلام کي شجاعت و بھادري اور آپ کي وہ تاريخي ضربت جو آپ نے عمر و بن عبدود (جو عرب کا ايك نامور پھلوان تھا) کے سر پر لگائي تھي اس نے اس جنگ کو مسلمانوں کے حق میں کردیا اور پھر شدید بارش اور طوفان کي وجہ سے مشرکین نھایت خوف زدہ ھوگئے اور انھوں نے مدینہ کا محاصرہ ختم کردیا ٧٠، مجموعي طور پر پیغمبر اسلام (ص) نے مدینہ ھجرت کے بعد دس سال کے عرصہ میں چوھتر جنگوں کا سامنا کیا جن میں سریہ اور غزوات بھي شامل تھے ٧١ان تمام جنگوں میں انصار نے اھم کردار ادا کیا یھاں یہ کھنا غلط نہ ھوگا کہ اسلام نے انصار کي مدد کي وجہ سے کافي ترقي کي اور اسي نصرت و مدد کي وجہ سے پیغمبر اسلام (ص) نے انھیں انصار کے نام سے یاد کیا۔

مسلمانوں کي تعداد میں روز بروز اضافہ ھورھا تھا اور اس دوران بعض لوگ اسلام کو حق سمجھتے ھوئے مسلمان ھورھے تھے جبکہ بعض افراد اسلام کي قدرت اور شان و شوکت دیکھ کر یا پھر اس منفعت کے مد نظر مسلمان ھوئے جو انھیں اسلام قبول کرنے کے بعد حاصل ھوسکتي تھي۔

بالآخر آٹھ ھجري میں مکہ فتح ھوا اور اسلام سارے جزیرۃ العرب پر چھا گیا، اھل مکہ نے جب اسلام کے سپاھیوں کي یہ شان و شوکت دیکھي تو ان کے پاس اسلام لانے کے علاوہ کوئي دوسري راہ نہ تھي ٧٢، اس وقت مسلمانوں کي تعداد اپنے عروج پر پھنچ چکي تھي لیکن وہ ایماني لحاظ سے مضبوط نہ تھے اور چند حقیقي مسلمان اور پیغمبر (ص) کے مطیع و فرمانبردار افراد کے علاوہ اگر بقیہ تمام افراد کو مصلحتي مسلمان کھا جائے تو بے جانہ ھوگا۔

مسلمانوں کي بڑھتي ھوئي تعداد کي وجہ سے اب انصار جزیرۃ العرب کے تنھا مسلمان نہ تھے بلکہ مسلمانوں کے جم غفیر میں ايك چھوٹي سي جماعت کي حیثیت رکھتے تھے لیکن پیغمبر اسلام (ص) ھمیشہ انصار کي حمایت اور ان کي قدر داني کرتے تھے اس لئے کہ انھوں نے اسلام کے ابتدائي دور میں کسي قسم کي قرباني سے دریغ نھیں کیا تھا، عرصہ دراز پیغمبر اسلام صلي اللہ علیہ وآلہ وسلم کي تعلیم و تربیت کے زیر سایہ رھنے کي وجہ سے ان کي اکثریت با ایمان تھي یھاں تك کہ پیغمبر اسلام (ص) نے اپني زندگي کے آخري لمحات میں بھي انھیں فراموش نہ کیا اور ان کے سلسلے میں سب کو یہ وصیت فرمائي۔ "انھم کانو عیبتي التي أویتُ الیھا فأحسنوا الي محسنھم و تجاوزوا عن مُسیئتھم "٧٣"انصار میرے قابل اعتماد اور ھم راز تھے میں نے ان کے پاس پناہ لي لھٰذا ان کے نیك افراد کے ساتھ نیکي اور ان کے بروں سے در گذر سے کام لینا" انصار بھي پیغمبر اسلام صلي اللہ علیہ وآلہ وسلم کي عنایات اور حمایت کي وجہ سے ھمیشہ جوش و خروش سے سرشار رھتے تھے۔

حضرت علي (ع) کي جانشیني کے سلسلے میں ابلاغ وحي کي کیفیت

سورہ (اذا جاء نصر اللہ والفتح (٧٤نازل ھونے کے بعد پیغمبر اسلام صلي اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قسم کے جملے ادا کررھے تھے جن سے ایسا محسوس ھوتا تھا کہ اب آپ کي وفات کے دن نزدیك ھیں ٧٥نیز حجۃ الوداع میں آپ (ص) خطبات میں صریحي یا غیر صریحي طور پر اپني وفات کے نزدیك ھونے سے باخبر کر رھے تھے ٧٦، تو ایسي صورت میں یہ ايك طبیعي و فطري بات تھي کہ لوگوں کے ذھن میں یہ سوال پیدا ھو کہ پیغمبر (ص) کے چلے جانے کے بعد مسلمانوں کے امور کس کي زیر قیادت انجام پائیں گے اور آئندہ کا لائحہ عمل کیا ھوگا؟ ظاھري طور پر ھر قوم و قبیلے کي یھي کوشش تھي کہ پیغمبر اسلام (ص) کا جانشین ان میں سے ھو اور اس سلسلے میں وہ اپنے آپ کو اس امر کا زیادہ سزاوار سمجھتے تھے اور اسي فکر میں ڈوبے رھتے تھے۔ اگر چہ پیغمبر اسلام (ص (مواقع پر حضرت علي (ع) کي جانشیني کا اعلان کر چکے تھے ٧٧لیکن اب تك جو اعلان ھوا تھا معمولاً وہ بھت ھي کم افراد کے سامنے ھوا لھٰذا غدیر خم پر یہ وحي آئي کہ اس بارے میں ھر قسم کے شك و شبہ کو دور کردیا جائے اور حضرت علي علیہ السلام کي جانشیني کا واضح اعلان کیا جائے، وحي کے نزول کے بعد پیغمبر اسلام (ص) مناسب موقع کي تلاش میں تھے تاکہ اس پیغام کو تمام لوگوں تك پھونچایا جاسکے لیکن چونکہ پیغمبر اسلام (ص) اس وقت کے ماحول سے اچھي طرح واقف تھے لھٰذا ایسے ماحول کو ابلاغ وحي کے لئے مناسب نھیں سمجھتے تھے اور اس انتظار میں تھے کہ پھلے اچھي طرح میدان ھموار ھوجائے اور نھایت مناسب موقع ملتے ھي وحي کے اس پیغام کو پھونچا دیا جائے، البتہ اس بات کي طرف بھي اشارہ ضروري ھے کہ وحي الھي نے صرف حضرت علي علیہ السلام کي خلافت اور جانشیني کے اعلان کا حکم دیا تھا اور اس کے اعلان کے لئے مناسب موقع کو پیغمبر اسلام صلي اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صوابدید پر چھوڑ دیا تھا ٧٨اب اگر بعض روایات ٧٩اس بات کي نشاندھي کرتي ھوں کہ پیغمبر اسلام (ص) ابلاغ وحي کے سلسلے میں تاخیر سے کام لے رھے تھے تو اس کا مقصد ھر گز کوتاھي نھیں ھے جیسا کہ شیخ مفید (رح (فرماتے ھیں کہ پیغمبر (ص) پر پھلے ھي وحي نازل ھوگئي تھي لیکن اس کا وقت معین نھیں کیا گیا تھا لھذا پیغمبر اسلام (ص) ايك مناسب موقع کي تلاش میں تھے اور جب غدیر خم کے مقام پر پھنچے تو آیۂ تبلیغ نازل ھوئي ٨٠اور یہ کہ اس سلسلے میں پھلے ھي وحي آچکي تھي اور پیغمبر اسلام (ص) مناسب موقع کي تلاش میں ھے اس کے لئے آیۂ تبلیغ ٨١خود منہ بولتا ثبوت ھے اس لئے کہ آیت میں کھا گیا ھے "اے

رسول (ص) جو کچھ آپ پر وحي کي جاچکي ھے اسے پھونچادیں" اور اس کے بعد آیت تھدید کرتي ھے کہ اگر اس کام کو انجام نہ دیا تو رسالت کا کوئي کام انجام نہ دیا یعني یقیني طور پر اس سلسلے میں آپ پر پہلے کوئي وحي ضرور نازل ھوئي ھے جب ھي تو آیت میں کھا گیا ھے کہ جو کچھ آپ پر نازل کیا جاچکا ھے اسے پھونچا دیجئے اور آیت میں جو تھدید موجود ھے اس سے یہ بات ظاھر ھوتي ھے کہ پیغمبر اسلام (ص) اسباب کي بنا پر ابلاغ وحي کو مناسب موقع کے لئے چھوڑے ھوئے تھے اور اس کے بعد آیت میں ارشادِ قدرت ھے ((واللہ یعصمك من الناس" ((یعني خدا آپ کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے گا".

اس آیت اور پیغمبر اسلام صلي اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابلاغ وحي کي کیفیت پر غور کرنے سے یہ سوال پیدا ھوتا ھے کہ آخر اس وقت کس قسم کے حالات در پیش تھے اور معاشرہ کس نھج پر تھا کہ پیغمبر اسلام صلي اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابلاغ وحي میں مناسب موقع تك تاخیر کردی؟ اگر اس سوال کا صحیح اور درست جواب مل جائے تو اس سلسلے میں اٹھنے والے بھت سے شبھات اور سوالات کا جواب دیا جاسکتا ھے اور ھمیں اس وقت کے مسلمانوں کے سماجي اور سیاسي حالات کے بارے میں کافي حد تك معلومات ھوسکتي ھیں۔

تو آیئے ان سوالات کے صحیح جوابات جاننے کے لئے ھم اس دور کے مسلمانوں کے کچھ اھم سیاسي اور سماجي حالات کے بارے میں بحث اور تحقیق کرتے ھیں۔

۱۔ نئے مسلمانوں کي اکثریت

اگر چہ پیغمبر اسلام (ص) کي زندگي کے آخري لمحات میں مسلمانوں کي تعداد اپنے عروج پر پھنچ چکي تھي مگر ان میں اکثریت نئے مسلمانوں کي تھی، اگر چہ ان میں ایسے افراد بھي تھے جو پختہ ایمان رکھتے تھے لیکن ایسے افراد کي تعداد ان افراد کے مقابلے کچھ بھي نہ تھي جو صلابتِ ایماني کے مالك نہ تھے ۸۲اس لئے کہ بعض افراد اپنے مفاد کي خاطر مسلمان ھوئے تھے تو بعض اقلیت میں رہ جانے کي وجہ سے اور ان کے پاس مسلمان ھونے کے علاوہ کوئي چارہ نہ تھا، اور بعض افراد ایسے بھي تھے جو آخري دم تك اسلام اور مسلمانوں سے لڑتے رھے اور جب لڑنے کے قابل نہ رھے تو پھر دوسرا راستہ اپنا لیا۔ ابوسفیان اور اس کے ماننے والے اسي قسم کے افراد تھے اور فتح مکہ میں ان کا شمار طلقا (آزاد شدہ) میں ھوتا تھا لھٰذا ایسي صورت حال میں واضح سي بات ھے کہ اس امر عظیم کو پھونچانا کوئي آسان کام نہ تھا بلکہ یہ بھت سي مشکلات کا پیش خیمہ بن سکتا تھا۔

۲۔ مسلمانوں کے درمیان منافقین کا وجود

پیغمبر اسلام (ص) کے دور میں ایك سب سے بڑي مشکل مسلمانوں کے درمیان منافقین کا وجود تھا یہ گروہ ظاھري طور پر مسلمان تھا مگر باطني طور پر اسلام پر کسي قسم کا اعتقاد نہ رکھتا تھا بلکہ موقع ملتے ھي اسلام کو نقصان پھونچاتا اور مسلمانوں کي گمراھي کا سبب بنتا۔

قرآن کریم نے اس سلسلے میں سوروں میں سخت ترین لھجہ میں ان سے خطاب کیا ھے جیسے سورہ بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ، انفال، توبہ، عنکبوت، احزاب، فتح، حدید، حشر اور منافقون نیز مجموعي طور پر قرآن میں سینتیس مقامات پر کلمۂ نفاق استعمال ھوا ھے۔

یہ افراد جن کي تعداد جنگ احد میں تمام مسلمانوں کي ایك تھائي تھي "عبد اللہ بن ابی" کي سر کردگي میں جنگ کرنے سے الگ ھوگئے اور مسلمانوں میں تفرقہ کا باعث بنے کہ سورۂ منافقون انھیں لوگوں کے بارے میں نازل ھوا ھے ۸۳اب آپ خود سوچیں کہ جب کہ نہ ابھي اسلام کے اس قدر طرفدار موجود ھیں اور نہ اس کے پاس کوئي خاص اقتدار ھے اور اعتقاد کو چھپانے کا بھي کوئي خاص مقصد دکھائي نھیں دیتا اس کے باوجود مسلمانوں کي کل آبادي میں سے ایك تھائي تعداد منافقین کي تھي تو اب آپ اندازہ لگائیں کہ جب اسلام مکمل طور سے بر سر اقتدار آگیا اور سارے جزیرة العرب پر چھا گیا تھا تو ان کي تعداد کس قدر بڑھ چکي ھوگي۔

پیغمبر اسلام صلي اللہ علیہ وآلہ وسلم ھمیشہ اس گروہ کي مخالفت سے دوچار رھتے تھے اور خاص طور پر حجة الوداع میں یہ تمام افراد پیغمبر اسلام (ص) کے ساتھ تھے اور یہ بات واضح و روشن تھي کہ یہ لوگ کسي بھي صورت حضرت علي علیہ السلام کي خلافت کو قبول نہ کرینگے اور فتنہ و فساد پھیلائیں گے اور امنیت خطرہ میں پڑ جائے گي اور اس طرح خود اسلام اور قرآن کو نقصان پھنچے گا لھٰذا ایسي صورت حال کے پیش نظر پیغمبر اسلام صلي اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فکر مند ھونا خالي از امکان نہ تھا۔

پيغمبر اسلام (ص) كي زندگي كے آخري لمحات تك منافقين كے وجود سے انكار نهيں كيا جاسكتا يهاں تك كہ عمر آپ كي وفات كا انكار كرتے هوئے يہ كہہ رهے تهے كہ كچھ منافقين يہ خيال كر رهے هيں كہ پيغمبر اسلام (ص) وفات پاگئے هيں ٨٤اور اسي طرح بعض تاريخي كتابيں اس بات كو بيان كرتي هيں كہ اسامہ كے جوان هونے پر اعتراض كر كے ان كي سرداري سے انكار كرنے والے افراد منافقين هي تهے ٨٥، يہ گروه پيغمبر اسلام (ص) كي زندگي ميں آپ كا بدترين دشمن سمجھا جاتا تها ليكن نهيں معلوم آخر كيا هوا كہ پيغمبر اسلام صلي الله عليہ وآلہ وسلم كي وفات كے بعد خلفاء ثلاثہ كے لئے كسي قسم كي مشكل پيش نہ آئي اور يہ گروه ايك دم سے غائب هوگيا۔ كيا پيغمبر صلي الله عليہ وآلہ وسلم كي وفات كے بعد يہ سب كے سب ايك دم بالكل سچے مسلمان هوگئے تهے يا كوئي مصلحت هوگئي تهي يا پهر ايسے افراد بر سر اقتدار آگئے تهے كہ جو منافقين كے لئے كسي بهي طرح مضر نہ تهے؟!

۳۔ بعض افراد كي حضرت (ع) سے كينہ پروري

عربوں كي ايك نماياں خصلت كينہ پروري هے ٨٦اور اس بات كے پيش نظر كہ حضرت علي (ع) نے ابتداء اسلام هي سے متعدد جنگوں ميں شركت كي اور بهت سے افراد آپ كے دست مبارك سے قتل هوئے اور ان مقتولين كے ورثاء مسلمانوں كے درميان موجود تهے اور يہ افراد شروع سے هي اپنے دلوں ميں حضرت علي عليہ السلام كي طرف سے كينہ ركهتے تهے لہٰذا يہ امكان تها كہ يہ لوگ هرگز آپ كي خلافت پر راضي نہ هوں گے۔

يہ كهنا كہ يہ لوگ سچے مسلمان هوگئے تهے اور انهوں نے ماضي كے تمام واقعات و حوادث كو بهلاديا تها يہ اس بات كي دليل هے كہ آپ عربوں كي خصلت سے اچهي طرح واقف نهيں هيں خاص طور پر اس زمانے كے عربوں سے،مثال كے طور پر جب سورۂ منافقون نازل ہوا اور عبد اللہ بن ابی (جو منافقين كا سردار تها) رسوا هوگيا تو عبدالله بن ابي كے بيٹے نے پيغمبر اسلام صلي الله عليہ وآلہ وسلم سے عرض كي كہ آپ مجهے اجازت ديجئے كہ ميں اپنے باپ كو خود هي قتل كردوں اس لئے كہ ميں يہ نهيں چاهتا كہ كوئي دوسرا اسے قتل كرے اور ميں اس كا كينہ اپنے دل ميں ركهوں ٨٧، صدر اسلام ميں اس قسم كي بهت سي مثاليں موجود هيں ليكن غور كيا جائے تو صرف يهي ايك مثال كافي هے كہ كس طرح سے ايك آدمي اس بات پر راضي هے كہ وه اپنے هاتهوں سے اپنے باپ كو قتل كردے ليكن كوئي دوسرا اسے قتل نہ كرے كهيں ايسا نہ هو اس كا كينہ اپنے دل ميں لئے ركهے، اس واقعہ سے يہ بات كهل كر سامنے آتي هے كہ بعض افراد حضرت علي عليہ السلام سے كينہ كيوں ركهتے تهے۔

٤۔ حضرت علي (ع) كے جوان هونے پر اعتراض

بعض افراد دور جاهليت كے افكار ركهنے كي وجہ سے كسي بهي صورت ميں اس بات پر راضي نہ تهے كہ وه اپنے سے كم سن ايك جوان كي اطاعت كريں يہ لوگ ايك جوان كي حكومت كو اپنے لئے باعث ننگ و عار سمجهتے تهے، مثال كے طور پر عبدالله بن عباس فرماتے هيں: عمر كے دور خلافت ميں ايك روز ميں عمر كے ساته جارها تها انهوں نے ميري طرف رخ كر كے كها كہ وه (حضرت علي (ع)) تمام افراد ميں اس امر خلافت كے سب سے زياده سزاوار تهے ليكن هم دو چيزوں سے خوفزده تهے ايك يہ كہ وه كمسن هيں اور دوسرے يہ كہ وه فرزندان عبد المطلب كو دوست ركهتے هيں ٨٨، دوسري مثال يہ كہ جب حضرت علي عليہ السلام كو زبردستي ابوبكر كي بيعت كے لئے مسجد ميں پكڑ كر لائے اور ابو عبيده نے ديكها كہ حضرت علي عليہ السلام كسي بهي صورت بيعت نهيں كر رهے هيں تو اس نے حضرت علي عليہ السلام كي طرف رخ كيا اور كها كہ آپ كمسن هيں اور يہ آپ كي قوم كے بزرگ هيں اور آپ ان كي طرح تجربہ كار نهيں هيں لهٰذا ابوبكر كي بيعت كرليں اور اگر آپ آئنده زنده رهے تو آپ صاحب فضل و معرفت، متدين، رسول (ص) كے قريب ترين فرد هونے كي وجہ سے اس امر كے لئے سب سے زياده سزاوار هيں ٨٩، تو حضرت علي عليہ السلام كو امر حكومت كا سب سے زياده سزاوار اور مناسب سمجهنے كے باوجود اس بات كو قبول كرنے پر راضي نہ تهے كہ ايك جوان ان پر حكومت كرے۔

اس چيز كا مشاهده زيد بن اسامہ كے لشكر ميں بهي كيا جاسكتا هے جب پيغمبر اسلام (ص) نے اسامہ كو ايك ايسے فوجي دستہ كي سرداري كے لئے منتخب كيا كہ جس ميں قوم كے بزرگان بهي شامل تهے تو بعض افراد نے پيغمبر (ص) كے اس انتخاب پر اعتراض كيا جب پيغمبر صلي الله عليہ وآلہ وسلم كو اس اعتراض كا پتہ چلا تو آپ غصہ هوئے، منبر پر تشريف لائے اور فرمايا: كہ تم لوگ اس سے پهلے اس كے والد كے انتخاب پر بهي اعتراض كرچكے هو حالانكہ يہ اور اس كے والد سرداري كي لياقت ركهتے تهے اور ركهتے هيں ٩٠۔

اگر چہ ايك لحاظ سے اس كي وجہ حسد بھي ھوسكتي ھے كيوں كہ جب ان افراد نے اس چيز كا مشاھدہ كيا كہ ايك جوان "حضرت علي (ع) " جيسا كہ جو اس قدر صلاحيت اور لياقت ركھتا ھے كہ رسول خدا (ص) كے نزديك سب سے زيادہ محبوب ھے اور پيغمبر صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم كے چلے جانے كے بعد يھي جوان ھمارا امير اور حاكم ھوگا تو شدت سے آپ سے حسد كرنے لگے۔

۵۔ پيغمبر اسلام (ص) كے احكام كي نافرماني

مسلمانوں كے درميان بعض ايسے افراد بھي تھے كہ جو پيغمبر اسلام (ص) كي اطاعت بعض شرائط كے ساتھ كيا كرتے تھے جب تك پيغمبر صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم كي اطاعت ان كے لئے مضر نہ ھوتو كوئي بات نھيں ليكن اگر آپ (ص) كوئي ايسا حكم ديتے كہ جو ان كي خواھشات كے مطابق نہ ھوتا يا يہ كہ وہ اپني ناقص عقل سے اس كي مصلحت درك نھيں كرپاتے تھے تو كھلے عام يا مخفي طور پر اس سے سرپيچي كرتے تھے، مثال كے طور پر حجة الوداع كے موقع پر كچھ فرائض كو انجام دينے سے بعض افراد نے مخالفت كی، پيغمبر اسلام (ص) نے حج كے دوران فرمايا: اگر كوئي شخص اپنے ساتھ قرباني كے لئے جانور نھيں لايا تو وہ اپنے حج كو عمرہ ميں تبديل كردے اور جو اپنے ساتھ جانور لائے ھيں وہ اپنے احرام پر باقي رھيں، بعض افراد نے اس امر كي اطاعت كي اور بعض افراد نے مخالفت كي ۹۱اور ان مخالفين ميں سے ايك عمر بھي تھے ۹۲ اور اس كي دوسري مثال صلح حديبيہ كے موقع پر عمر كا اعتراض كرنا ھے ۹۳، اسي كي ايك اور مثال اسامہ كي سرداري پر اعتراض ۹٤اور ان كے ساتھ جانے سے انكار كرنا ھے جب كہ پيغمبر اسلام (ص) بار بار اس امر كي تاكيد كر رھے تھے كہ مھاجرين اور انصار سب كے سب اسامہ كے لشكر كے ساتھ مدينہ سے باھر چلے جائيں ليكن بعض بزرگ مھاجرين نے بھانے بنا كر اس امر كي مخالفت كي ۹۵يھاں تك كہ پيغمبر اسلام (ص) نے ان لوگوں پر لعنت بھي كي جنھوں نے آپ كے اس حكم كي مخالفت كرتے ھوئے اسامہ كے لشكر ميں شركت نھيں كي ۹٦۔

نيز اس كي ايك اور مثال نوشتہ لكھنے كا واقعہ ھے كہ جو پيغمبر اسلام (ص (كي زندگي كے آخري لمحات ميں پيش آيا ۹۷، پيغمبر اسلام (ص) نے فرمايا كہ قلم اور دوات لے آؤ تاكہ تمھارے لئے ايك ايسي چيز لكھ دوں جس كے بعد تم لوگ گمراہ نہ ھوگے! ليكن عمر نے كھا كہ پيغمبر صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم ھذيان بك رھے ھيں بعض روايات ميں يہ بھي ھے كہ بعض افراد نے كھا كہ بات وھي قابل قبول ھے جو پيغمبر صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم نے كھي ھے اور بعض نے كھا كہ عمر صحيح كہہ رھے ھيں ۹۸يہ واقعہ اس بات كي دليل ھے كہ عمر اور بعض دوسرے افراد پيغمبر (ص) كے امر كي مخالفت كرتے ھوئے آپ (ص) پر ھذيان كي تھمت لگا رھے تھے!!! جس كے بارے ميں قرآن نے صريحي طور پر فرمايا: "ما ينطق عن الھويٰ "۹۹۔

گذشتہ بيان كي روشني ميں اس بات كو اچھي طرح سمجھا جاسكتا ھے كہ آخر پيغمبر اسلام (ص) ابلاغ وحي كے سلسلے ميں كسي مناسب موقع كي كيوں تلاش ميں تھے؟ يقيناً صرف اس لئے كہ پيغمبر اسلام (ص) مسلمانوں كے حالات سے اچھي طرح واقف تھے كہ وہ ان كي مخالفت كريں گے يعني اگر وہ حضرت علي عليہ السلام كي جانشيني اور خلافت كا اعلان كريں تو بعض لوگ كھلم كھلّا پيغمبر كے مد مقابل آجائيں گے اور ھرگز اس امر پر راضي نہ ھونگے ليكن آيۂ تبليغ كے آخر ميں خداوند عالم نے پيغمبر اسلام (ص) كو اطمينان دلايا كہ خداوند عالم آپ كو محفوظ ركھے گا يعني خدا آپ (ص) كو لوگوں كے شر اور ان كي علني مخالفت سے محفوظ ركھے گا۔ اس بات كي تائيدہ وہ روايت كرتي ھے جو جابر بن عبداللّہ انصاري اور عبداللہ بن عباس سے تفسير عياشي ميں نقل ھوئي ھے" فتخوّف رسول اللہ ان يقولوا حاميٰ ابن عمّہ وان تطغوا في ذلك عليہ "۱۰۰يعني پيغمبر (ص) كو اس بات كا خطرہ تھا كہ لوگ كھيں گے كہ پيغمبر (ص) نے يہ كام اپنے چچا زاد بھائي كي حمايت ميں كيا ھے اور اس طرح سركشي كريں گے، اگر چہ بعض ۱۰۱نسخوں ميں "حامی" كي جگہ خابيٰ اور "تطغوا" كي جگہ يطعنوا آيا ھے كہ ايسي صورت ميں كھا جاسكتا ھے كہ پيغمبر (ص) كا خوف لوگوں كے طعنوں كي وجہ سے تھا، اگر يہ لفظ بھي ھو تو تب بھي ھماري گذشتہ بات پر دلالت كرتا ھے ليكن يہ چيز بعيد ھے كہ پيغمبر محض لوگوں كے طعنوں سے بچنے كي خاطر ابلاغ وحي كو كسي مناسب موقع كے لئے ٹال رھے ھوں، ظاھراً تطغوا والي عبارت زيادہ صحيح ھے، يعني پيغمبر (ص) كو علني مخالفت اور سركشي كا خطرہ تھا۔

ھماري اس وضاحت كے بعد اس اعتراض كا جواب بھي ديا جاسكتا ھے كہ اگر آيت كي مراد يہ تھي كہ ولايت علي (ع) كا اعلان كرو اور پھر خدا نے پيغمبر (ص) كو لوگوں كے شر سے محفوظ ركھنے كا وعدہ بھي كيا تھا تو پھر كيونكر حضرت علي (ع) پيغمبر (ص (كي وفات كے بعد خلافت پر نھيں پھنچ پائے مگر كيا ممكن ھے كہ خدا كا وعدہ پورانہ ھو ؟ !۱۰۲ اس كا جواب يھي ھے كہ وحي الھي نے وعدہ كيا تھا كہ پيغمبر اسلام (ص) كو لوگوں كي كھلم كھلا مخالفت اور سركشي سے محفوظ ركھے گا اور ايسا ھي ھوا جيسا كہ روايات غدير اس بات كي شاھد ھيں۔

اس کے علاوہ یہ کہ آیت میں کہا گیا ھے "واللہ یعصمك من الناس" یعني خدا آپ (ص) کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا اور اس سے مراد بھي وھي ھے جو بیان کیا جاچکا ھے کہ خدا رسول (ص) کو لوگوں کي علني مخالفت سے محفوظ رکھے گا اور آیت میں یہ نہیں کہا گیا "واللہ یعصمہ من الناس" کہ خدا اسے (یعني حضرت علي علیہ السلام کو (لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا کہ ھم اس آیت کو حضرت علي علیہ السلام کي ظاھري خلافت کے لئے وعدہ الھي قرار دیدیں۔

٦۔ غدیر خم کے بعد اھل بیت (ع) کے خلاف سازشیں

غدیر کے واقعہ نے مسلمانوں اور اسلامي معاشرہ کے لئے واضح طور پر ان کے آئندہ کا وظیفہ بیان کردیا تھا، جو لوگ خدا اور رسول صلي اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطیع و فرمانبردار تھے انھوں نے اسے دل و جان سے قبول کرلیا اور جو لوگ اندروني طور پر اس کے مخالف تھے مگر اس وقت اس کا اظھار کرنے کي قوت نہ رکھتے تھے انھوں نے بھي ظاھري طور پر اسے قبول کرلیا اور حضرت علي (ع) کو ان کي جانشیني پر مبارك باد پیش کي اور اس کي واضح مثال ابوبکر اور عمر کا وہ معروف جملہ ھے "بخٍ بخٍ لك یا بن أبي طالب "۔ ١٠٣

جو لوگ حضرت کي جانشیني اور خلافت کے مخالف تھے اور حکومت حاصل کرنا چاھتے تھے اگر چہ ظاھري طور پر اسے قبول کرچکے تھے مگر باطني طور پر بھت سخت پریشان اور فکر مند تھے اور ھر ممکن کوشش کر رھے تھے کہ کسي بھي طرح حضرت علي (ع) کو راستے سے ھٹا کر خود حکومت پر قابض ھوجائیں اور اس بات پر بھت سے شواھد موجود ھیں جن میں سے بعض کي طرف ھم اشارہ کر رھے ھیں۔

اول: عام شواھد

پیغمبر اسلام (ص) واقعہ غدیر کے بعد اکثر حضرت علي (ع) کي جانشیني اور آپ کے فضائل کا تذکرہ کرتے رھتے تھے اور ھمیشہ اھل بیت (ع) کے سلسلے میں وصیت فرماتے تھے اور مسلسل لوگوں کو اپنے چلے جانے کے بعد خطرات سے آگاہ کر کے اتمام حجت کررھے تھے اور اس کي روشن مثال وہ حدیث ھے جو اکثر شیعہ اور سني احادیث کي کتابوں میں نقل ھوئي ھیں کہ پیغمبر اسلام (ص) نے اپني زندگي کے آخري لمحات میں ارشاد فرمایا: (أقبلت الفتن کقطع اللیل المظلم (١٠٤یعني فتنے پے درپے اور مسلسل تاریك راتوں کي طرح آئیں گے اکثر روایات کے الفاظ یھي ھیں کہ پیغمبر اسلام (ص) اس جملے کي تکرار اس رات زیادہ کر رھے تھے کہ جب آپ اھل بقیع کے لئے استغفار کرنے گئے ھوئے تھے آخر اسلامي معاشرے میں ایسا کونسا حادثہ رونما ھوا تھا اور کس قسم کے حالات پیش آنے والے تھے جو اس قدر دلسوز کلمات پیغمبر صلي اللہ علیہ وآلہ وسلم کي زبان سے جاري ھوئے تھے اور وہ بھي زندگي کے آخري دنوں میں اور ان تمام تر زحمتوں اور مشقتوں کے بعد جو خداوند متعال کے قوانین کے مطابق اسلامي معاشرے کي تشکیل کے سلسلے میں آپ (ص) نے برداشت کیں، پیغمبر اسلام صلي اللہ علیہ وآلہ وسلم کي زبان سے یہ جملے سننے کے بعد ایك با ایمان مسلمان کا دل غم و اندوہ سے پر ھوجاتا ھے اور وہ آہ سرد کھینچتا ھے آخر ایسا کیوں نہ ھوا کہ پیغمبر اسلام (ص) انتھك محنت کے بعد کم از کم اطمینان اور آرام و سکون کے ساتھ اس امت سے رخصت ھوکر اپنے پروردگار عالم کي طرف رحلت کر جاتے۔

پیغمبر اسلام (ص) کے اس قسم کے بیانات در حقیقت ان سازشوں کي طرف اشارہ تھے کہ جو بعض لوگ مخفي طور پر اسلام کو اس کے اصل محور سے ھٹانے کے سلسلے میں کوشاں تھے گویا آپ آئندہ اٹھنے والے فتنوں کي پیشین گوئي کر رھے تھے، اب سوال یہ پیدا ھوتا ھے کہ وہ فتنہ گر کون تھے اور ان کے مقاصد کیا تھے؟ یھاں ھماري یھي کوشش ھوگي کہ تاریخي حوالوں کے ذریعہ ان فتنہ گروں کي نشاندھي کردیں۔

دوم: بني امیہ اور ان کے ھم خیال افراد کي سازشیں

بني امیہ ھمیشہ اپنے آپ کو حکومت کا زیادہ حقدار سمجھتے تھے اور ھمیشہ اس سلسلے میں بني ھاشم سے نزاع کرتے رھتے تھے اسي وجہ سے اعلان بعثت کے بعد شدت سے آپ (ص) کي مخالفت کر رھے تھے یھاں تك پیغمبر صلي اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف سازشیں کر کے لوگوں کو آپ (ص) کے خلاف جنگ کے لئے آمادہ کیا لیکن اس کا نتیجہ ذلت و خواري کے ساتھ شکست اور مجبور ھوکر اسلام قبول کرنے کے علاوہ اور کچھ نہ ھوا مگر حکومت کا نشہ ان کے اندر پھر بھي اپني جگہ باقي رھا۔

یہ لوگ اچھي طرح جانتے تھے کہ جب تك پیغمبر اسلام (ص) زندہ ھیں ان کي تمنائیں اور آرزوئیں پوري نھیں ھوسکتیں لھٰذا وہ لوگ پیغمبر اسلام (ص) کے انتقال کے منتظر تھے لیکن کیوں کہ یہ لوگ مسلمانوں کے درمیان کوئي حیثیت نہ رکھتے تھے لھٰذا یہ جانتے تھے کہ پیغمبر صلي اللہ علیہ وآلہ وسلم کي وفات کے فوراً

بعد حکومت کو ھاتھ میں نھیں لیا جاسکتا ایسے میں ضرورت تھي کي وہ حکومت کو حاصل کرنے کے لئے ایك طویل پلان ترتیب دیں اور تاریخ اس بات کي گواہ ھے کہ یہ کام انھوں نے کیا یہ بات صرف ایك دعویٰ نھیں بلکہ بھت سے شواھد اس بات پر دلالت کرتے ھیں جن کي تفصیل کچھ اس طرح ھے۔

دینوري ١٠٥اور جوھري ١٠٦کا کھنا ھے کہ جب بعض افراد نے سقیفہ میں ابوبکر کي بیعت کي تو بني امیہ عثمان بن عفّان کے گرد جمع ھوکر ان کي خلافت پر اتفاق نظر رکھتے تھے ١٠٧، یہ چیز خود اس بات کي شاھد ھے کہ بني امیہ حکومت حاصل کرنا چاھتے تھے اور اس منصب کے لئے عثمان کو پیش کیا جو بني امیہ کے درمیان تقریباً ایك معتدل شخص تھے اور دوسرے افراد کي طرح سابقہ بد کرداري سے بر خوردار نہ تھے۔ اس لئے کہ انھیں کو اس وقت اس امر کے لئے بھترین فرد سمجھتے تھے، اگر چہ ھماري نظر میں یہ اجتماع اس وقت کسي خاص حقیقت پر مبني نہ تھا بلکہ یہ کھا جاسکتا ھے کہ یہ فقط ایك سیاسي کھیل تھا تاکہ آئندہ کے لئے میدان کو ھموار کیا جائے جس کا شاھد یہ ھے کہ جب عمر نے دیکھا کہ بني امیہ عثمان کے گرد جمع ھوگئے ھیں تو کھا کہ آخر تم لوگوں نے ایسا کیوں کیا؟ آؤ اور ابوبکر کي بیعت کرو تو اس مجمع میں سب سے پھلے عثمان اور پھر تمام بني امیہ نے ابوبکر کي بیعت کي ١٠٨۔

جوھري سے روایت ھے کہ جب عثمان کي بیعت ھوئي تو ابوسفیان نے کھا کہ پھلے حکومت قبیلہ تیم کے پاس چلي گئي جب کہ ان کا حکومت سے کیا تعلق؟ اور پھر قبیلہ عدي میں جاکر اپنے مرکز و محور سے دور ھوگئي اور اب یہ اپني صحیح جگہ واپس آئي ھے لھٰذا اسے مضبوطي سے تھامے رکھو، ١٠٩یہ روایت اس قدر گویا ھے کہ جس کي وضاحت کي ضرورت نھیں ھے، البتہ یھاں سوال یہ پیدا ھوتا ھے کہ اگر ایسا تھا تو آخر ابوسفیان نے شروع ھي میں ابوبکر کي بیعت کیوں نہ کی؟ اور حضرت علي علیہ السلام کے پاس جا کر کھا کہ اگر آپ چاھیں تو ابوبکر کے خلاف مدینہ کو لشکروں سے بھر دوں ١١٠۔

اس سوال کا جواب بعض افراد نے اسے قبیلہ پرستي کے تعصب کھہ کردیا ھے اور کھا ھے کہ ابوسفیان نے قبیلہ پرستي کے تعصب کي بنا پر یہ کام کیا تھا، ١١١جیسا کہ پھلي نظر میں اس قسم کا ھي پیدا ھوتا ھے لیکن ایسا محسوس ھوتا ھے کہ اس امر کي علت کوئي دوسري چیز تھي اور وہ یہ کہ ابوسفیان بني امیہ کے نھایت چالاك اور ھوشیار لوگوں میں سے ایك تھا لھٰذا یہ بات یقین سے کھي جاسکتي ھے کہ وہ اس کے پیچھے کوئي خاص اور بلند مقاصد رکھتا تھا۔

ممکن ھے کہ اس کام سے اس کا مقصد ایك ساتھ کئي چیزیں حاصل کرنا ھو، ایك یہ کہ ابوبکر کي بیعت کي مخالفت کرکے ان کي طرف سے کچھ امتیازات چاھتا تھا اور اگر وہ حضرت علي (ع) کو ابوبکر کے خلاف جنگ پر آمادہ کرنے میں کامیاب ھوجاتا تو اس جنگ کے فاتح بنو امیہ اور ابوسفیان ھوتے اس لئے کہ اس کا مقصد ان دونوں گروھوں کو لڑا کر کمزور کرنا اور بني امیہ کي پوزیشن کو مستحکم کرنا تھا یا کم از کم وہ ابوبکر کو مجبور کر رھا تھا کہ وہ ان کي بیعت اس صورت میں کرے گا جب کہ وہ اس کے لئے کسي امتیاز کے قائل ھوں اور در حقیقت وہ اس امر میں کامیاب بھي ھوا اور اس طرح اس نے کافي مالي فائدہ بھي اٹھایا جیسا روایت کے بقول ابوسفیان جب زکات وصول کر واپس پلٹا تو ابوبکر نے عمر کے کھنے سے جتني جمع شدہ زکوٰۃ تھي سب کي سب ابوسفیان کي فتنہ گري کو روکنے کے لئے اسے بخش دي اور اس طرح وہ بھي اس پر راضي ھوگیا ١١٢اس کے علاوہ اس چیز میں بھي اسے کامیابي حاصل ھوئي کہ حکومت میں کوئي عھدہ اپنے بیٹے معاویہ کے لئے مخصوص کرسکے١١٣،اس وضاحت کے بعد اس چیز کو اچھي طرح سمجھا جاسکتا ھے کہ حضرت علي علیہ السلام نے ابوسفیان کي پیش کش کو ٹھکرا کر اسے اپنے سے کیوں دور کیا اور فرمایا: خدا کي قسم تو اس بات سے فقط فتنہ پروري چاھتا ھے تو ھمیشہ اسلام کا دشمن رھا ھے مجھے تیري ھمدردي اور خیر خواھي کي ضرورت نھیں ھے !١١٤حضرت علي (ع) کے خطبات سے اس بات کو بآساني سمجھا جاسکتا ھے کہ ابوسفیان کا اصل مقصد شر اور فساد پھیلانا تھا اور قبیلہ پرستي تعصب جیسا کوئي مسئلہ نہ تھا۔

اس واقعہ سے متعلق اکثر روایات سے یہ چیز سمجھ میں آتي ھے کہ بني امیہ میں فقط ابوسفیان، ابوبکر کي بیعت کا مخالف تھا جیسا کہ جب وہ مسجد میں بني امیہ کے اجتماع کے درمیان گیا اور انھیں ابوبکر کے خلاف قیام کي دعوت دي تو کسي نے بھي اس کا مثبت جواب نہ دیا، ١١٥اس سے صاف سمجھ میں آتا ھے کہ یہ مخالفت اور قیام کي دعوت محض ایك دکھاوا تھا اس لئے کہ بني امیہ کے درمیان ابوسفیان کي حیثیت اور لیڈري غیر قابل انکار چیز ھے اور یہ ھرگز ممکن نہ تھا کہ بني امیہ ابوسفیان کے قول پر کان نہ دھریں اور اسے منفي جواب دیدیں۔ اس چیز کو حضرت علي علیہ السلام کے ابوسفیان کي لشکر جمع کرنے والي گفتگو سے سمجھا جاسکتا ھے اس لئے کہ اس نے اس گفتگو میں بڑے اعتماد کے ساتھ مدینہ کو لشکروں سے بھر دینے کو کھا تھا ١١٦اور حضرت علي علیہ السلام کے اس جواب سے بھي یہ چیز سمجھي جاسکتي ھے کہ ابوسفیان اس پیش کش میں کس حد تك سنجیدہ تھا۔

بني اميہ اس چيز كو جانتے تھے كہ پيغمبر اسلام (ص) كے انتقال كے فوراً بعد ان كے لئے ميدان اس قدر ہموار نہيں ھوگا كہ وہ حكومت اپنے ھاتھ ميں لے ليں، لہٰذا اس فتنہ پروري سے ان كا مقصد اپنے لئے ميدان ہموار كرنا اور حكومت كے حصول كے سلسلے ميں پہلا قدم اٹھانا تھا وہ در حقيقت ابوبكر كي خلافت كو قريش سے بني اميہ كي طرف خلافت كے منتقل ھونے كے لئے ايك اھم پل سمجھتے تھے اسي لئے اس سے موافق تھے اور اس كي مدد تك كرتے تھے اگر چہ تاريخي تحريفات كي وجہ سے ان كے تعاون كي فہرست بيان كرنا ايك مشكل كام ھے ليكن بعض قرائن اس چيز كي نشاندھي كرتے ھيں اور جيسے پيغمبر) ص) كے انتقال كے دن عمر، يقين كے ساتھ پيغمبر صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم كے انتقال كا انكار كر رھے تھے اور جيسے ھي ابوبكر پھونچے تو عمر نے ابوبكر كي زبان سے قرآن كي آيت سن كر پيغمبر (ص) كے انتقال كا يقين كرليا ١١٧يہ بات واضح تھي كہ اس كام سے عمر كا مقصد فقط ابوبكر كے پہنچنے تك حالات كو قابو ميں ركھنا تھا اور قابل غور بات تو يہ ھے كہ فقط عمر ھي پيغمبر (ص) كے انتقال كے منكر نہ تھے بلكہ عثمان بھي پيغمبر (ص) كا انتقال نہ ھونے كے دعويدار تھے اور كہہ رھے تھے كہ وہ مرے نہيں ھيں بلكہ عيسيٰ كي طرح آسمان پر چلے گئے ھيں ١١٨يہ تمام چيزيں ان كي آپسي ساز باز اور اتفاق رائے كي نشاندھي كرتي ھيں۔

خلاصۂ كلام يہ كہ پيغمبر اسلام (ص) كي وفات كے بعد حكومت كو اپنے ھاتھوں ميں لينے كي كوششيں اس زمانے كے آگاہ افراد سے ھرگز پوشيدہ نہ تھيں جيسا كہ انصار اس بات كو بخوبي جانتے تھے اسي لئے حباب بن منزر نے سقيفہ ميں ابوبكر سے خطاب كرتے ھوئے اس بات كا اظہار كيا تھا كہ ھميں آپ لوگوں سے كوئي ڈر نہيں ھے ليكن ڈر اس بات كا ھے كہ كہيں ايسا نہ ھو كہ آپ لوگوں كے بعد وہ لوگ برسر اقتدار آجائيں كہ جن كے باپ دادا اور بھائيوں كو ھم نے اپنے ھاتھوں سے قتل كيا ھے ١١٩اور يقيناً وہ لائق تحسين ھے كہ اس نے اچھي طرح حالات كا رخ ديكھ كر صحيح پيشن گوئي كي تھی، البتہ بني اميہ كے علاوہ بني زھرہ بھي حكومت حاصل كرنا چاھتے تھے اور وہ لوگ سعد اور عبدالرحمٰن بن عوف پر اتفاق كئے ھوئے تھے ١٢٠ ۔ اسي طرح كہ ايك روايت كے مطابق مغيرہ بن شعبہ وہ شخص تھا جس نے ابوبكر اور عمر كو سقيفہ ميں جانے كے لئے ابھارا تھا ١٢١۔

سوم: حكومت حاصل كرنے كے لئے بعض مھاجرين كي كوششيں۔

ابوبكر، عمر اور ابوعبيدہ وہ نماياں افراد تھے جو پيغمبر (ص) كي وفات كے بعد حكومت كے حصول اور حضرت علي (ع) كو مسند خلافت سے ھٹا كر حالات پر قابو پانے ميں سب سے زيادہ كوشاں دكھائي ديتے تھے جس كے بہت سے شواھد موجود ھيں مگر ھم يہاں فقط چند مثالوں پر ھي اكتفا كر رھے ھيں۔

١۔ سقيفہ كے خطبہ ميں عمر كا كہنا تھا كہ "واجتمع المهاجرون الي ابي بكر" يعني مہاجرين ابوبكر كي خلافت پر متفق تھے، اس كے بعد ان كا كہنا تھا كہ ميں نے ابوبكر سے كہا كہ آؤ انصار كے پاس چلتے ھيں جو سقيفہ ميں جمع ھيں ان عبارات پر غور كرنے سے حكومت حاصل كرنے كي ان لوگوں كي كوششوں كا بخوبي اندازہ لگايا جاسكتا ھے اس لئے كہ اگر مہاجرين كا ابوبكر پر اتفاق اور ان كے لئے ان كي رضايت كو محض ايك دعويٰ نہ سمجھا جائے تو سب كي موافقت اور رضايت حاصل كرنے كے لئے كافي مذاكرات اور مسلسل رابطوں كي ضرورت ھے لہٰذا ايسا ھر گز نہيں ھوسكتا كہ پيغمبر اسلام صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم كے انتقال كے فوراً بعد سب كے سب ابوبكر پر اتفاق رائے كرليں اس لئے كہ سقيفہ سے پہلے ظاھراً كوئي جلسہ تشكيل نہيں پايا تھا كہ جس سے تمام مہاجرين كے نظريات كا پتہ چل جاتا كہ وہ كيا چاھتے ھيں اس كا مطلب يہ ھوا كہ يہ لوگ رسول صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم كي وفات سے پہلے ھي ايك ايك مہاجر سے ملتے اور اسے اپني طرف كر ليتے تھے۔

٢۔ تاريخ اور احاديث كي اكثر كتابوں ميں يہ بات موجود ھے كہ مہاجرين ميں سے يہ لوگ پيغمبر (ص) كي طرف سے اس بات پر مامور تھے كہ اسامہ بن زيد كي سرداري ميں مدينہ سے باھر چلے جائيں ان روايات ميں سے بعض نے تو ابوبكر، عمر اور ابوعبيدہ تك كے نام بھي لئے ھيں، جيسے وہ روايت كہ جو "صاحب الطبقات الكبرىٰ" نے ذكر كي ھے جس ميں كہا گيا ھے۔ "فلم يبق احد من وجوہ المهاجرين الاوّلين والانصار الّا انتدب في تلك الغزوة و فيهم ابوبكر الصديق و عمر بن الخطاب و ابوعبيدة الجراح وسعد بن ابي وقاص و "...... ١٢٢۔ يعني مہاجرين اور انصار كے بزرگوں ميں سے ايك بھي باقي نہ بچا كہ جسے اس غزوہ ميں جانے كو نہ كہا گيا ھو اور ان بزرگوں ميں ابوبكر صديق، عمر بن خطاب، ابوعبيدہ اور سعد بن ابي وقاص وغيرہ بھي شامل تھے۔

ليكن يہ لوگ بہانوں كے ذريعے اس لشكر كے ساتھ جانے ميں ٹال مٹول كرتے رھے اور اس طرح پيغمبر (ص) كي نافرماني كر رھے تھے ١٢٣، اگر پيغمبر اسلام (ص) كي اسامہ كے لشكر كے ساتھ جانے پر مسلسل تاكيد اور ان لوگوں كي نافرماني پر غور كيا جائے تو اس سے ان افراد كي نيتوں اور ان كي سازشوں كا اندازہ لگايا جاسكتا ھے۔

۳۔ پيغمبر اسلام (ص) اپني زندگي کے آخري لمحات ميں بيماري کي شدت کي وجہ سے بار بار بے هوش هورهے تهے ايسے ميں نماز کا وقت آپهونچا،بلال نے اذان کهي ليکن پيغمبر صلي الله عليہ وآلہ وسلم کيونکہ مسجد تك جانے کي طاقت نهيں رکهتے تهے لهٰذا لوگوں سے کها کہ نماز پڑھ ليں ١٢٤اور کسي بهي شخص کو امامت کے لئے معين نہ کيا اسلئے کہ شايد اب يہ لوگوں کي ذمہ داري تهي کہ پيغمبر صلي الله عليہ وآلہ وسلم کي اتني تاکيدات اور فرامين کے بعد ديکهيں کہ همیں کس کے پيچهے نماز پڑهني هے، جيسا کہ بلال سے نقل شدہ روايت بهي اسي چيز کي طرف اشارہ کرتي هے، بلال کهتے هيں کہ پيغمبر صلي الله عليہ وآلہ وسلم مريض تهے اور جب آپ کو نماز کے لئے بلايا گيا تو آپ نے فرمايا: يا بلال لقد ابلغتُ فمن شاء فليصلّ بالناس ومن شاء فليدع "١٢٥اے بلال ميں نے اپنے پيغام کو لوگوں تك پهونچا ديا اب جو چاهے لوگوں کو نماز پڑهائے اور جو چاهے نماز نہ پڑهائے۔

يہ بات بهت هي واضح تهي کہ ايسے ميں امامت کے فرائض کون انجام دے؟ لازمي سي بات هے کہ حضرت (ع)! اس لئے کہ حضرت علي عليہ السلام پيغمبر اسلام (ص) کے جانشين اور خليفہ تهے اس کے علاوہ يہ کہ پيغمبر صلي الله عليہ وآلہ وسلم کے امر کے مطابق تو دوسرے تمام بزرگ انصار اور مهاجرين اس بات پر مامور تهے کہ وہ اسامہ بن زيد کي سرداري ميں مدينہ سے باهر چلے جائيں، ليکن تعجب کي بات هے کہ اهل سنت کي اکثر کتابوں ميں يہ بات ملتي هے کہ پيغمبر اسلام (ص) نے خود ابوبکر کو حکم ديا تها کہ وہ آپ کي جگہ نماز پڑهائيں ١٢٦، يہ روايات خود ايك دوسرے سے تناقض رکهتي هيں اس لئے کہ ان روايات ميں ابوبکر نے جو پيغمبر صلي الله عليہ وآلہ وسلم کي جگہ نمازيں پڑهائي ان کي تعداد اور ان کي کيفيت ميں اختلاف پايا جاتا هے جيسا کہ بعض نے يہ کها هے کہ پيغمبر (ص) نے ابوبکر کي اقتداء ميں نماز پڑهي ١٢٧جب کہ بعض کا کهنا هے کہ ابوبکر پيغمبر اسلام صلي الله عليہ وآلہ وسلم کي نماز کو ديکھ کر نماز پڑھ رهے تهے اور باقي تمام افراد ابوبکر کي اقتداء کر رهے تهے ١٢٨، اس کے علاوہ بهي مختلف قسم کي روايات کتاب الطبقات الکبرىٰ کے اندر موجود هيں ١٢٩کہ جن کا ايك دوسرے کے مخالف هونا خود اس بات کے غلط هونے کو ثابت کرتا هے کہ پيغمبر (ص) نے ابوبکر کو نماز پڑهانے کے لئے کها تها۔

البتہ يہ بهي يہ ممکن هے کہ پيغمبر (ص) کي بعض ازواج نے خود اپني طرف سے اس کام کو انجام ديا هو اور اس کي نسبت پيغمبر (ص) کي طرف ديدي هو اس بات کي تائيد اس سے هوسکتي هے کہ پيغمبر اسلام (ص) نے ايك دن اپني بيماري کے ايام ميں فرمايا کہ حضرت علي عليہ السلام کو بلايا جائے ليکن جناب عائشہ نے ابوبکر کو بلا ليا اور حفصہ نے عمر کو اور جب وہ دونوں پيغمبر کے پاس آئے تو پيغمبر (ص) نے ان سے منہ پهير ليا ١٣٠۔ يہ روايت اگر چہ نماز کے بارے ميں نهيں هے ليکن اس کے ذريعہ بعض ازواج کي نافرماني کو سمجها جاسکتا هے تو جب ايسے موقع پر کہ جهاں پر پيغمبر (ص) کا قول بالکل صريح هو اور وہ اس کي نافرماني کرسکتي هيں تو يهاں پر بهي اپني مرضي سے پيغمبر صلي الله عليہ وآلہ وسلم کي طرف کسي قول کي نسبت دے سکتي هيں؟؟؟ اس کے علاوہ بهت سي دليليں هيں جو اس بات کي نشاندهي کرتي هيں کہ پيغمبر اسلام (ص) نے ابوبکر اور عمر کو اس قسم کا کوئي حکم نهيں ديا تها اس لئے کہ:

پهلے يہ کہ ابوبکر اس بات پر مامور تهے کہ وہ لشکر اسامہ کے ساتھ مدينہ سے باهر چلےجائيں اور اگر وہ اس امر کي اطاعت کرتے تو ايسي صورت ميں انهيں اس وقت مدينہ سے باهر هونا چاهيے تها اور کوئي ايك روايت بهي نهيں ملتي کہ پيغمبر (ص) نے ابوبکر کو لشکر ميں جانے سے مستثنيٰ کيا هو بلکہ روايات کے بالکل واضح الفاظ هيں کہ ابوبکر اور عمر کو لشکر اسامہ کے ساتھ جانے کو کها تها ١٣١پهر کس طرح ممکن هے کہ پيغمبر صلي الله عليہ وآلہ وسلم ان کو اسامہ کے لشکر کے ساتھ بهيجنے پر مصر بهي هوں اور يہ حکم بهي ديں کہ تم نماز پڑهاؤ؟!

دوسرے يہ کہ اهل سنت کي بعض روايات اس چيز کو بيان کرتي هيں کہ پيغمبر صلي الله عليہ وآلہ وسلم اس بات کا اصرار کر رهے تهے کہ ابوبکر نماز پڑهائيں ليکن جناب عائشہ کہہ رهي تهيں کہ ابوبکر کمزور دل کے مالك هيں ليکن پيغمبر کے اصرار کي وجہ سے وہ چلے گئے اور نماز پڑهائي اور پيغمبر (ص) اسي بيماري کي حالت ميں کہ جس ميں آپ چل کر مسجد تك نهيں آسکتے تهے دو آدميوں کا سهارا ليکر مسجد تشريف لائے) غالباً وہ دو آدمي حضرت علي عليہ السلام اور فضل بن عباس تهے) ابوبکر پيغمبر (ص (کو ديکھ کر ايك طرف هوگئے اور پيغمبر (ص) ابوبکر کے پاس بيٹهيں گئے اور اس طرح ابوبکر پيغمبر (ص) کي نماز کو ديکھ کر نماز ادا کرتے تهے اور باقي افراد ابوبکر کي نماز کو ديکھ کر نماز ادا کر رهے تهے ١٣٢

اب همارا سوال يہ هے کہ اگر پيغمبر (ص) نے خود ابوبکر کو نماز کي امامت کے لئے کها تها اور ابوبکر پيغمبر (ص) کے حکم سے نماز پڑها رهے تهے تو کيا وجہ تهي کہ پيغمبر (ص) اس شديد بيماري کي حالت ميں کہ جناب عائشہ کے بقول آپ (ص) کے دونوں پاؤں زمين پر خط دے رهے تهے اور آپ (ص) کهڑے هونے تك کي طاقت نہ رکهتے تهے اور پهر مسجد ميں تشريف لائيں اور نماز کو بيٹھ کر خود پڑهائيں؟ کيا ايسا نہ تها کہ پيغمبر(ص) شروع هي سے ابوبکر کي امامت پر راضي نہ تهے اور آپ (ص) نے يہ مصمم ارادہ کرليا تها کہ جس طرح بهي ممکن هوسکے انهيں نماز پڑهانے سے روکا جائے يهاں تك کہ آپ (ص) نے يہ بهي گوارا نہ کيا کہ

ابوبكر نماز تمام كرليتے، اگر ابوبكر پيغمبر اسلام صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم كے دستور اور اصرار كے مطابق نماز پڑھا رہے تھے تو يہ ناممكن تھا كہ پيغمبر (ص) اس شديد بيماري كي حالت ميں مسجد آئيں اور بيٹھ كر ھي سھي مگر نماز خود پڑھائيں۔

خلاصۂ كلام يہ كہ پيغمبر (ص) كي جگہ نماز پڑھانے ميں پيش قدمي كرنا ايك ايسا مسئلہ تھا كہ جس سے وہ اپني جانشيني اور خلافت كو ثابت كرنے كي كوشش كر رھے تھے تاكہ لوگ يہ خيال كريں كہ كيونكہ پيغمبر (ص) نے انھيں اس امر كا حكم ديا ھے لہٰذا آپ (ص) كے بعد يھي خليفہ ھونگے بالفرض اگر پيغمبر اسلام صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم اس قسم كا كوئي امر كرتے بھي تو يہ امر ان كي جانشيني پر يقيناً دليل نھيں بنتا اس لئے كہ دوسرے افراد پيغمبر (ص) كي صحت و سلامتي كے موقع پر آپ (ص) كي جگہ نماز پڑھا چكے تھے ١٣٣تو اگر يہ امر ان صاحب كي جانشيني اور خلافت كي دليل بن سكتا ھے تو اس جانشيني اور وصايت كے وہ لوگ زيادہ حقدار ھيں جنھوں نے آپ كي صحت و سلامتي كے موقع پر نماز پڑھائي۔

٤۔ پيغمبر اسلام (ص) كے گھر كے حالات كو زير نظر ركھنے كي غرض سے آپ (ص (كے گھر كي اندروني خبريں حاصل كرنا بھي حكومت حاصل كرنے كے سلسلے ميں اس گروہ كي سازشوں كا ايك حصہ ھے اور يہ كام جناب عائشہ بنت ابوبكر اور جناب حفصہ بنت عمر كے ذريعہ انجام پاتا تھا، اھل سنت كي بعض روايات كے مطابق پيغمبر (ص) نے اپني زندگي كے آخري لمحات ميں اپني بعض ازواج سے فرمايا تھا كہ "تمھاري مثال ان خواتين كي سي ھے جو يوسف كي مصيبت و ابتلاء كا باعث بنيں" ۔ ١٣٤

طبري نے ايك مقام پر نقل كيا ھے كہ پيغمبر (ص) نے فرمايا كہ حضرت علي) ع) كے پاس كسي كو بھيج كر انھيں بلاؤ ايسے ميں جناب عائشہ نے كہا: ابوبكر كو بلا لاؤ اور حفصہ نے كہا كہ عمر كو، جب ابوبكر اور عمر پيغمبر (ص) كے پاس آئے تو پيغمبر صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم كے پاس آئے تو پيغمبر (ص) نے فرمايا كہ يہاں سے چلے جاؤ اس لئے كہ اگر تمھاري ضرورت ھوتي تو تمھيں بلايا ھوتا يہ سن كر وہ دونوں چلے گئے ١٣٥

يہ روايت ھماري اس بات كي تصديق كرتي ھے كہ يہ حضرات محض يہ دكھانے كے لئے كہ وہ پيغمبر صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم كے قريب ترين افراد ميں سے ھيں جلد بازي كرتے ھوئے آنحضرت (ص) كے پاس پھونچے كہ شايد جو بات وہ حضرت علي (ع) سے كہنا چاھتے ھيں وہ ھميں بتاديں اگر چہ بعض روايات ميں حضرت علي عليہ السلام كا نام ذكر نھيں بلكہ اس قسم كي عبارت موجود ھے، ميرے حبيب يا ميرے دوست كو بلاؤ ١٣٦ليكن تمام روايات اس بات پر متفق ھيں كہ پيغمبر (ص) نے ان افراد كو واپس كرديا حتيٰ كہ آپ نے ان سے منہ تك پھير ليا اگر پيغمبر (ص) نے حضرت علي عليہ السلام كا نام ليا تھا اور كوئي دوسرا لفظ استعمال كيا بھي تھا تب بھي يہ بات تو واضح ھے كہ پيغمبر صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم نے ان دونوں كو نھيں بلايا تھا، بھر حال ھر كام ميں خود بخود پھل كرنا حتيٰ كہ پيغمبر (ص) كے گھر پھونچنے ميں بھي پھل كرنا اس چيز كي نشاندھي كرتا ھے كہ وہ پيغمبر (ص) كے گھر ميں بھي حضرت علي عليہ السلام كو راستے سے ھٹا كر حكومت اور ولايت كے حصول كے لئے كوشاں تھے۔

٥۔ عمر اور ان كے ھم فكر افراد كا پيغمبر اسلام صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم كو نوشتہ لكھنے سے روكنا بھي خود حضرت علي عليہ السلام كو راستے سے ھٹا كر حكومت حاصل كرنے كي كوششوں كا ايك حصہ ھے اور اس بات ميں شك و شبہ كي گنجائش نھيں كہ عمر نے اس بات كا اندازہ لگا ليا تھا كہ پيغمبر اسلام صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم حضرت علي عليہ السلام كي خلافت كے سلسلے ميں كچھ لكھنا چاھتے ھيں لہٰذا انھوں نے بھرپور كوشش كي كہ يہ نوشتہ نہ لكھا جائے چاھے اس سلسلے ميں پيغمبر (ص) پر ھذيان ھي كي تھمت لگاني پڑے۔!!

پيغمبر اسلام (ص) كے نوشتہ لكھنے كے سلسلے ميں تاريخ اور احاديث كي كتابوں ميں بے انتھا روايات موجود ھيں جو سب كي سب اس نكتہ كي طرف اشارہ كرتي ھيں كہ پيغمبر اسلام (ص) كي طرف ھذيان كي تھمت لگائي گئي اب ان روايات ميں سے بعض نے صريحي طور پر عمر كا نام ليا ھے ١٣٧اور بعض نے كسي خاص شخص كا نام ذكر نھيں كيا ھے ۔ ١٣٨

مجموعي طور پر ان تمام روايات ميں عمر كے علاوہ كسي دوسرے شخص كا نام نھيں آيا ھے جو اس بات كو يقيني بناتي ھے كہ ھذيان كي تھمت لگانے والے شخص عمر ھي تھے ليكن كيوں كہ اھل سنت كے بعض راوي عمر كا نام لينا نھيں چاھتے تھے اس لئے كوئي نام ذكر نھيں كيا۔

بعض علماء اھل سنت نے عمر كي طرف سے رسول خدا (ص) پر ھذيان كي تھمت لگائے جانے كي قباحت كو كم كرنے كے لئے اس كي مختلف تاويليں بھي كي ھيں، مثال كے طور پر يہ كہ عمر كا مطلب يہ تھا آپ (ص) پر بيماري كا غلبہ ھوگيا ھے ١٣٩ليكن لغت كے اعتبار سے يہ تاويل كسي خاص اھميت كي حامل نھيں ھے جيسا كہ صاحب السان العرب نے ابن اثير كا قول نقل كيا ھے كہ عمر كا يہ جملہ سواليہ صورت ميں

هونا چاهيے أهَجَرَ تاكہ اس كو اس معني ميں ليا جائے "تغير كلامہ واختلط لأجل مابہ المرض" ان كے كلام ميں تبديلي آگئي هے اور وه بيماري كي شدت كي وجہ سے كچھ كا كچھ كہہ رهے هيں ليكن اگر يہ جملہ سواليہ نہ هو بلكہ خبريہ هو (جيسا كہ اكثر روايات ميں هے) تو يا تو يہ گالي هے يا پھر هذيان كے معني ميں هے پھر وه كهتے هيں كہ كيوں كہ يہ بات كهنے والے شخص عمر هيں لهٰذا ان سے اس قسم كي اميد نهيں هے۔اگر بالفرض اس تاويل كو قبول كر بهي ليا جائے كہ هذيان كے معني يہ تهے كہ پيغمبر (ص) بيماري كي شدت كي وجہ سے نہ جانے كيا كيا كہہ رهے رهيں گويا اس حالت ميں پيغمبر (ص) كے كلام كا كوئي اعتبار نهيں هے تو كيا پيغمبر اسلام (ص) كي طرف اس قسم كے كلام كي نسبت دينا پهلے كلام كے مقابلے ميں كچھ كم قباحت ركهتا هے؟ جس كے بارے ميں قرآن فرما رها هو، "وما ينطق عن الهويٰ ان هو الّا وحي يوحى "١٤٠كہ وه وحي كے بغير بات نهيں كرتے، بهر حال عمر كے كلام كا مطلب كچھ بهي هو سب سے اهم بات يہ هے كہ پيغمبر (ص) عمر كے اس جملے كو سننے كے بعد سخت ناراض هوئے جيسا كہ اهل سنت كي بعض روايات ميں يہ ملتا هے كہ پيغمبر صلي الله عليہ وآلہ وسلم يہ جملہ سننے كے بعد غم و اندوه ميں ڈوب گئے تهے ١٤١اور بعض نے يهاں تك كها هے كہ پيغمبر (ص) يہ جملے سننے كے بعد اس قدر غصہ هوئے كہ انهيں اپنے پاس سے اٹها ديا ١٤٢، اس كے بعد جو دوسرے افراد آپ كے پاس موجود تهے كهنے لگے كہ كيا قلم و دوات لائيں؟ پيغمبر صلي الله عليہ وآلہ وسلم نے فرمايا كہ كيا اب سب كچھ كهنے كے بعد، نهيں اب اس كي ضرورت نهيں ليكن هاں تم لوگوں كو اپنے اهل بيت عليهم السلام كے ساتھ خير و خوبي كے ساتھ پيش آنے كي وصيت كرتا هوں ١٤٣يهاں واضح هے كہ آخر پيغمبر صلي الله عليہ وآلہ وسلم نے عمر كے كهنے كے بعد كيوں نہ چاها كہ كچھ لكهيں اس لئے كہ اگر پيغمبر (ص) لكھ بهي ديتے تو جو شخص پيغمبر) ص) كي موجودگي ميں گستاخي اور مخالفت كرسكتا هے تو يقيناً وه پيغمبر (ص) كے چلے جانے كے بعد اس ميں اضافہ كرتا اور مزيد الٹي سيدهي نسبتيں پيغمبر صلي الله عليہ وآلہ وسلم كي طرف ديتا اور عملي طور پر يہ تحرير معتبر نہ سمجهي جاتي۔

بعض متعصب علمائے اهل سنت نے يہ مضحكہ خيز دعويٰ كيا هے كہ پيغمبر اسلام) ص) ابوبكر كي خلافت كے بارے ميں كچھ لكهنا چاهتے تهے !١٤٤جب كہ نوشتہ سے متعلق جتني بهي روايات نقل هوئي هيں ان ميں سے كسي ايك نے بهي هلكا سا اشاره بهي اس بات كي طرف نهيں كيا بلكہ روايات كے متن اور دوسرے تمام شواهد اس كے برعكس هيں كہ جن كا بيان كرنا يهاں اس بحث ميں ممكن نهيں هے البتہ هم يهاں ايك چيز كي طرف اشاره كرتے هيں اور وه يہ كہ عمر جو ابوبكر پر هميشہ جان دينے كو تيار دكهائي ديتے تهے اور در حقيقت يہ عمر هي كي كوششيں تهيں جن كي وجہ سے ابوبكر منصب خلافت پر فائز هوگئے اور يہ بات هر خاص و عام جانتا هے تو يہ كيسے ممكن تها كہ وه ابوبكر كي خلافت كے لئے لكهے جانے والے نوشتہ كو روكيں اور پهر چند هي گهنٹوں بعد ان كي خلافت كے لئے تلوار نكال ليں اور جناب فاطمہ (ع) كے گهر تك كو آگ لگانے پر تيار هوجائيں كيا كوئي عاقل انسان اس قسم كےمضحكہ خيز دعوے كو قبول كرسكتا هے!؟

٦۔ ايك اور چيز جو اس گروه كي سازشوں كي روشن دليل هے وه عمر كا پيغمبر) ص) كي وفات سے انكار كرنا هے يہ واقعہ بهي بهت سي تاريخ اور حديث كي كتابوں ميں موجود هے ١٤٥، عمر كے اس كام كي علت يہ تهي كہ ابوبكر كے پهونچنے تك ماحول كو پرسكون اور قابو ميں ركها جائے اور ابوبكر كے پهونچتے هي عمر نے يہ اعلان كرديا كہ پيغمبر (ص) كي وفات هوگئي هے، يہ واقعہ ان كے آپس ميں پهلے سے طے شده پروگرام كا پتہ ديتا ہے۔

٧۔ سقيفہ ميں انصار كے اجتماع كي خبر بهت هي پوشيده طور پر صرف عمر اور ابوبكر كو دي گئي ١٤٦ اور جب ابوبكر اور عمر جلدي جلدي سقيفہ كي طرف جارهے تهے تو وه افراد جو پيغمبر) ص) كے گهر ميں موجود تهے اس ماجرے سے بے خبر تهے اور ابوبكر اور عمر نے اس بات كو تمام مسلمانوں يا كم از كم قوم كے بزرگ افراد كے سامنے پيش نہ كيا كہ اگر كوئي شرارت كرنا چاهتا هے تو سب كي رائے سے اس كے بارے ميں چاره جوئي كي جائے، كيا يہ چيز ان كے حكومت كو حاصل كرنے كے سلسلے ميں پهلے سے تيار شده سازشوں كي نشاندهي نهيں كرتی؟

سازشوں كے خلاف پيغمبر اسلام (ص) كے اقدامات

بيغمبر اسلام صلي الله عليہ وآلہ وسلم وحي الهي كے مطابق غدير خم ميں حضرت علي عليہ السلام كو اپني جانشيني پر منصوب كرنے كے باوجود مناسب موقوں پر اس كي ياد آوري كراتے رهے، ليكن بعض لوگوں كي طرف سے حكومت حاصل كرنے كي مسلسل كوششوں كو ديكهتے هوئے پيغمبر اسلام (ص) اس بات پر مجبور هوگئے كہ حضرت علي (ع) كي جانشيني اور خلافت كو مضبوط كرنے كے لئے كچھ اور اقدامات بهي كريں ان ميں سے ايك روم كے لشكر سے نبرد آزما هونے كے لئے لشكر كي تياري بهي تهی، اس لشكر كي تياري پيغمبر اسلام صلي الله عليہ وآلہ وسلم كي زندگي كے آخري لمحات ميں هوئي اور اسامہ بن زيد كو اس لشكر كا سردار بنايا گيا اور تمام انصار و مهاجرين كے بزرگ حضرات خصوصاً ابوبكر، عمر، ابوعبيده سے تاكيداً كها

گيا كہ وہ اسامہ كي سرداري ميں مدينہ سے باھر چلے جائيں اور جس مقام پر اسامہ كے والد شہيد ھوئے تھے وھاں كے لئے روانہ ھوجائيں۔

پيغمبر اسلام صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم اس كام كو چند مقاصد كي خاطر انجام دينا چاھتے تھے، ان ميں سے ايك مقصد بقول شيخ مفيد يہ تھا كہ مدينہ ميں كوئي فرد بھي ايسا باقي نہ رھے جو حضرت علي عليہ السلام كي خلافت و حكومت پر ان سے نزاع كرے ١٤٧اور اس سے بھي اھم بات يہ تھي كہ اسامہ جو ابھي سترہ سالہ جوان ١٤٨تھے لشكر كا سردار بنايا گيا جب كہ وہ تمام بزرگ حضرات اور تجربہ كار لوگ موجود تھے جو اس سے پھلے جنگ احد، جنگ بدر اور خندق ميں حصہ لے چكے تھے ليكن اسامہ كو لشكر كا سردار بنا كر پيغمبر (ص) نے سب پر يہ واضح كرديا كہ كھيں ايسا نہ ھو كہ تم كل كے دن حضرت علي عليہ السلام كے جوان ھونے كا بہانہ بنا كر ان كي اطاعت سے سرپيچي كر بيٹھو۔

جب بعض افراد نے اسامہ كے انتخاب پر اعتراض كيا تو جيسے ھي اس اعتراض كي اطلاع پيغمبر صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم كو دي گئي تو آپ غصہ ھوئے اور فوراً منبر پر تشريف لائے اور اسامہ كے با صلاحيت اور اس امر كے لئے ان كي لياقت كے بارے ميں تقرير كي ١٤٩، ليكن پيغمبر صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم كي وفات كے بعد عمر نے ابوبكر سے كہا كہ اسامہ كو لشكر كي سرداري سے ھٹا ديا جائے مگر ابوبكر نے عمر كي داڑھي پكڑ كر كہا كہ آپ كي ماں آپ كے غم ميں بيٹھے، پيغمبر (ص) نے اسے اس امر كے لئے منصوب كيا تھا اب تم چاھتے ھو كہ ميں اسے ھٹادوں ١٥٠۔

جو لوگ ھرگز يہ نھيں چاھتے تھے كہ حكومت ان كے ھاتھوں سے چلي جائے وہ اسامہ كے لشكر كے ساتھ جانے سے منع كر رھے تھے اور مختلف بہانوں سے اس ميں تاخير كرا رھے تھے جب اسامہ نے ان افراد كے ان بہانوں كو ديكھا تو پيغمبر صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم كي خدمت ميں حاضر ھوئے اور كہا كہ جب تك آپ كي طبيعت بالكل صحيح نھيں ھوجاتي لشكر مدينہ سے باھر نہ جائے اور جب آپ صحت ياب ھوجائيں تو پھر لشكر كوچ كر جائے گا ليكن پيغمبر (ص) نے اسامہ سے كہا كہ حركت كرو اور مدينہ سے باھر چلے جاؤ۔ اسامہ بار بار پيغمبر (ص) كو ان كي بيماري كا حوالہ دے رھے تھے مگر پيغمبر (ص) ھر بار انھيں جانے كے لئے كہہ رھے تھے، يہاں تك كہ پيغمبر صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم نے اسامہ سے كہا كہ جو كچھ تمھيں حكم ديا گيا ھے اس پر عمل كرو اور كوچ كر جاؤ اس كے بعد آپ (ص) بے ھوش ھوگئے، پيغمبر (ص) نے ھوش ميں آنے كے بعد پھلا سوال اسامہ كے لشكر كے بارے ميں كيا اور اس بات كي تاكيد كي كہ اسامہ كے لشكر كو بھيجو اور جو شخص بھي ان كے ساتھ جانے سے منع كرے خدا اس پر لعنت كرے اور اس جملے كو كئي بار دھرايا ١٥١۔

آخركار اسامہ كے لشكر نے كوچ كيا اور "جرف" نامي جگہ پر جاكر ٹھر گيا ١٥٢، يہ لوگ مسلسل مدينے آتے جاتے رھے يہاں تك كہ جب پيغمبر صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم شديد بيماري كي وجہ سے مسجد نہ جاسكے تو ابوبكر فوراً پيغمبر (ص) كي جگہ پر گئے اور نماز شروع كردي۔

پيغمبر (ص) اس سازش كو ناكام بنانے كے لئے اسي حالت ميں حضرت علي عليہ السلام اور فضل بن عباس كا سہارا ليكر مسجد آئے اور ابوبكر كو ھٹنے كے لئے كہا اور ان كي نماز كي كوئي پروا نہ كي اور خود پھر سے نماز پڑھائي ١٥٣پيغمبر صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم نماز پڑھانے كے بعد گھر تشريف لے گئے اور ابوبكر، عمر اور چند دوسرے افراد كہ جو مسجد ميں حاضر تھے انھيں بلايا اور كہا كہ كيا ميں نے تم لوگوں كو حكم نھيں ديا تھا كہ اسامہ كے لشكر كے ساتھ مدينہ سے باھر چلے جاؤ، كھنے لگے جي ھاں يا رسول اللہ تو پيغمبر صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم نے فرمايا كہ پھر تم لوگوں نے اس پر عمل كيوں نہ كيا؟ ھر ايك نے ايك بہانہ پيش كرديا، پھر پيغمبر (ص) نے تين مرتبہ اس جملہ كي تكرار كى: كہ اسامہ كے لشكر كے ساتھ جاؤ ١٥٤، اس سلسلے ميں پيغمبر صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم كي كوششوں ميں سے ايك كوشش ابوسفيان كو زكوٰۃ كي جمع آوري كے سلسلے ميں مدينہ سے باھر بھيجنا ھے جس كو مختلف روايات بيان كرتي ھيں ١٥٥اور شايد ابوسفيان كو يہ ذمہ داري دينے كي وجہ بھي يھي تھي۔

مخالفين كي سازشوں كو ناكام بنانے كے لئے پيغمبر (ص) ايك كوشش نوشتہ لكھنا بھي تھا ليكن جيسا كہ پھلے عرض كيا جاچكا ھے كہ بعض افراد نے اسے عملي نہ ھونے ديا ممكنھے كہ يہ سوال پيدا ھو كہ آخر نوشتہ لكھنے كا كام پيغمبر (ص) نے اپني صحت و تندرستي كے زمانہ ميں كيوں نہ انجام ديا تاكہ يہ شبہ ھي پيدا نہ ھوتا۔

تو اس كا جواب يہ ھے كہ پھلي بات تو يہ كہ اس چھوٹے سے واقعہ نے بہت سے لوگوں كے چھروں كو بے نقاب كرديا كہ وہ كس حد تك پيغمبر صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم پر يقين اور اعتماد ركھتے ھيں۔

دوسري بات يہ كہ پيغمبر (ص) لشكر اسامہ كي ترتيب سے مسئلہ كو حل شدہ ديكھ رھے تھے ليكن بعض افراد كي مخالفت كي وجہ سے مسئلہ برعكس ھوگيا كيونكہ ابھي تك پيغمبر اسلام صلي اللہ عليہ وآلہ

وسلم كے قول كي ايسي كهلي هوئي مخالفت نہ هوئي تهي جيسا كہ شيخ مفيد نے ذكر كيا هے كہ جب پيغمبر (ص) نے ابوبكر، عمر اور بعض دوسرے افراد كي لشكر اسامہ ميں جانے كي مخالفت كو ديكها تو نوشتہ لكهنے كا ارادہ كيا ١٥٦ نتيجہ يہ كہ پيغمبر اسلام (ص) نے حضرت علي عليہ السلام كي خلافت اور جانشيني كو مضبوط كرنے كے لئے هر ممكنہ قدم اٹهايا مگر اس بات كو بهي مد نظر ركهنا چاهيے كہ پيغمبر صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم هرگز اس بات كو نهيں چاهتے تهے كہ حضرت علي عليہ السلام كو لوگوں پر مسلط كرديا جائے يا كوئي ايسا كام كريں جس سے يہ معلوم هو كہ زبردستي لوگوں پر حضرت علي (ع) كو مسلط كيا جارها هے بلكہ آپ چاهتے تهے ابلاغ وحي كے سلسلے ميں اپنے وظيفہ پر اچهي طرح عمل كريں اور لوگوں كو يہ بات سمجها ديں كہ آپ ان كي فلاح و بهبود اصلاح اور هدايت كے علاوه كچه نهيں چاهتے اور يقيناً آپ (ص) نے ايسا هي كيا اب جو چاهے هدايت كا راستہ اختيار كرے اور جو چاهے گمراهي كا. حضرت علي عليہ السلام خود بهي يہ نهيں چاهتے تهے كہ جس طرح بهي ممكن هوسكے سياسي گٹه جوڑ كر كے اپني حكومت كو مضبوط كيا جائے اس لئے كہ حضرت علي عليہ السلام حكومت كو انسانوں كي هدايت كے لئے چاهتے تهے اور انسانوں كي هدايت زور زبردستي اور سياسي حربوں كے بعد ممكن نهيں خاص طور سے جب كہ سياسي گٹه جوڑ خود نقص غرض كا حصہ هو۔

حضرت علي عليہ السلام ان تمام چيزوں سے بلند و بالا هيں كہ وه حكومت حاصل كرنے كے لئے اس كے پيچهے دوڑ لگائيں اور اسے لوگوں پر تحميل كريں اس لئے كہ اگر لوگ ان كي حكومت كے طلبگار هوتے تو خود هي پيغمبر (ص) كي وصيت پر عمل كرتے ورنہ ان كي بهاگ دوڑ پيغمبر صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم كي وصيتوں سے زياده مؤثر نهيں هوسكتي تهي اور اس كا ثبوت يہ هے كہ رسول خدا صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم كي رحلت كے بعد عباس نے جو پيغمبر (ص) كے چچا تهے حضرت علي عليہ السلام سے فرمايا كہ اپنا هاته آگے بڑهائيے تاكہ آپ كي بيعت كروں اور تمام بني هاشم آپ كي بيعت كريں، آپ نے فرمايا كہ كيا كوئي ايسا بهي هے جو همارے حق كا انكار كرے؟ عباس نے فرمايا كہ آپ بهت جلد ديكه ليں گے كہ لوگ ايسا هي كريں گے ١٥٧۔

همای نظر ميں جو كچه عباس ديكه رهے تهے حضرت علي عليہ السلام اسے بخوبي جانتے تهے ليكن در اصل بات يہ تهي كہ اگر لوگ پيغمبر (ص) كي وصيت پر عمل كرنا چاهتے تو پهر پوشيده طور پر كسي بيعت كي ضرورت باقي نهيں ره جاتي يا آج كي اصطلاح حكومت كا تختہ پلٹنے كي ضرورت نهيں تهي، اگر لوگ حضرت علي عليہ السلام كي قدر و منزلت كو نهيں جانتے اور آپ كي حكومت نهيں چاهتے تو پهر اس كوشش اور محنت كي كوئي معنوي قدر و قيمت نہ هوتي اور اس كا كوئي خاص فائده بهي نہ تها، اس لئے كہ پيغمبر صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم كو جو كچه وصيت كرنا تهي وه كرچكے تهے اب يہ ذمہ داري مسلمانوں كي تهي كہ وه خدا اور اس كے رسول (ص) پر اعتماد و يقين كر كے ان كي اطاعت كرتے اور يہ بات حضرت علي عليہ السلام كے ان جملوں سے بخوبي سمجهي جاسكتي هے جو آپ نے عثمان كے قتل كے بعد جب لوگ آپ كے پاس بيعت كرنے كے لئے آئے تو آپ نے تقرير كے دوران ادا كئے۔ دور خلفاء ميں حضرت علي عليہ السلام كا سكوت هرگز اس بات پر دليل نهيں كہ آپ ان كے پابند، ان كے هم خيال اور انهيں اس كا حقدار سمجهتے تهے بلكہ بارها اپني مخالفت كو واضح طور پر بيان كرتے رهے اور اس امر ميں هرگز كوتاهي سے كام نهيں ليا اور اگر آپ كے موافقين كي تعداد زياده هوتي تو يقيني بات هے كہ آپ حكومت سے دستبردار نہ هوتے مگر جو لوگ آپ كے ساته تهے ان كي تعداد اتني كم تهي كہ پيغمبر اسلام صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم كي وفات كے بعد حالات اس بات كي اجازت نهيں ديتے تهے كہ آپ مسلحانہ انداز ميں قيام كريں اور يهي وه سيرت اور طريقہ كار هے جس كا مشاهده اور دوسرے معصومين (ع) كي زندگي ميں بهي كيا جاسكتا هے البتہ يہ ايك طويل بحث هے كہ جس كا يهاں موقع نهيں هے۔

انصار كي چاره جوئی

گذشتہ بيان كي روشني ميں يہ بات كهل كر سامنے آگئي كہ انصار سقيفۂ بني ساعده ميں اس لئے جمع هوئے تهے كہ رونما هونے والے يہ تمام حوادث كسي سے پوشيده نہ تهے كہ كوئي ان سے بے خبر هوتا، انصار اور مهاجرين كا هر فرد يہ جانتا تها كہ مدينہ ميں جلد هي تبديلياں آنے والي هيں اور حادثات رونما هونے والے هيں ليكن كوئي مكمل طور سے اس بات كو نهيں جانتا تها كہ آخر كيا هونے والا هے؟ اسي لئے مختلف گروه حكومت كے حصول كے لئے مكمل كوشاں تهے۔

لهٰذا يہ مسئلہ واضح طور پر سمجها جاسكتا هے كہ رسول اكرم (ص) كي وفات كے بعد مدينہ كے حالات اس قابل نہ تهے كہ جس ميں حضرت علي عليہ السلام كي خلافت اور حكومت كا قيام عمل ميں آتا يهاں تك كہ پيغمبر اسلام صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم كے چچا عباس بن عبدالمطلب بهي اس سلسلے ميں يہ سوال كر رهے تهے كہ كيا لوگ پيغمبر (ص) كے بعد حضرت علي عليہ السلام كي خلافت كو قبول كر ليں گے يا نهيں؟ يہ بات قابل غور هے كہ عباس كا سوال اس بات كے بارے ميں نهيں تها كہ حكومت كا لائق اور سزاوار كون هے؟

اس لئے کہ عباس، حضرت علي عليہ السلام سے زيادہ کسي کو اس امر کے لائق نہيں سمجھتے تھے اور ہميشہ حضرت علي عليہ السلام کو بيعت کي پيشکش کرتے تھے ۱۵۸، جتنے بھي مآخذ و منابع عباس بن عبدالمطلب کے اس سوال کا ذکر کرتے ہيں ان ميں يہ چيز بيان نہيں ہوئي کہ عباس نے پوچھا ہو کہ پيغمبر (ص) کے بعد ان کي جانشيني کا کون مستحق ہے؟ بلکہ عباس کا سوال يہ ہے کہ آخر پيغمبر صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم کے بعد کيا ہوگا؟ کيا حکومت بني ہاشم ميں باقي رہے گي يا نہيں۔ شيخ مفيد نے اسے بہترين انداز ميں بيان کيا ہے کہ عباس نے پيغمبر (ص) سے پوچھا وان يکن ھذا الأمر فينا مستقرّاً بعدك فبشّرنا ۱۵۹ يعني اگر ولايت و حکومت آپ کے چلے جانے کے بعد ہمارے درميان باقي رہے گي تو ہميں اس کي بشارت ديجئے۔ پيغمبر صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم نے جواب ميں فرمايا کہ آپ لوگ ميرے بعد مستضعفين ميں سے ہوں گے، يہاں سوال يہ نہيں کہ يہ حق کس کا ہے بلکہ بحث اس پر ہے کہ يہ حق جو حضرت علي عليہ السلام کا ہے کيا انہيں مل بھي جائے گا يا نہيں؟ عباس واقعہ غدير سے بے خبر نہ تھے مگر اس کے بعد کے حالات و واقعات کو ديکھتے ہوئے اس قسم کے سوالات کر رہے تھے۔

انصار کہ جنھوں نے قريش کے خلاف بڑھ چڑھ کر جنگوں ميں حصہ ليا تھا اس بات سے خوفزدہ تھے کہ اگر پيغمبر (ص) کے بعد حضرت علي عليہ السلام مسند خلافت پر نہ بيٹھے کہ جس پر بہت سے شواھد و قرائن دلالت کر رہے ہيں، تو کيا ہوگا؟ انصار کو زيادہ تر خوف اس بات کا تھا کہ کہيں ايسا نہ ہو کہ بني اميہ کہ جو حکومت کے حصول کے لئے بھرپور کوشش کر رہے ہيں برسر اقتدار آجائيں تو ايسي صورت ميں انصار کي حالت بدتر ہوجائے گي اور وہ ہميشہ بني اميہ کے انتقام کا نشانہ بنے رہيں گے۔

ايسي صورت ميں انصار کے لئے ضروري تھا کہ آئندہ کے لئے کوئي چارہ جوئي کريں کيوں کہ مدينہ ان کا اپنا وطن تھا اور مھاجرين دوسري جگہ سے ھجرت کر کے ان کے وطن ميں آئے تھے لھذا اس اعتبار سے وہ اپنے آپ کو حکومت کا زيادہ حقدار سمجھ رہے تھے اسي لئے وہ پيغمبر (ص) کي وفات کے فوراً بعد سقيفہ ميں جمع ہوگئے کہ آئندہ کا لائحہ عمل کيا ہوگا اگر کوئي حادثہ پيش آگيا تو انہيں کيا کرنا ہے۔

اس وقت کے تمام قرائن اور شواھد کي روشني ميں جب انھوں نے يہ ديکھا کہ حضرت علي عليہ السلام کو خلافت و حکومت ملنا ممکن نہيں ہے تو بہتر يہي سمجھا کہ اپنے درميان سے ھي کسي ايك کو اس امر کے لئے منتخب کرليں، لہٰذا سعد بن عبادہ کو بلايا کہ وہ اس اجتماع ميں شريك ہوں تاکہ ان کي بيعت کي جائے کيونکہ جب نوبت يہاں تك پہنچ گئي کہ حضرت علي عليہ السلام کو خلافت ملنے والي نہيں ہے تو پھر ان سے زيادہ اس امر کا سزاوار کون ہوسکتا ہے ہماري اس بات کي تائيد کے لئے بہت سے شواھد موجود ہيں جن کي تفصيل کچھ اس طرح ہے۔

۱۔ انصار کو حضرت علي عليہ السلام کي خلافت پر کسي قسم کا کوئي اعتراض نہ تھا بلکہ وہ مکمل طور سے اس پر راضي تھے۔ جيسا کہ طبري ۱٦۰اور ابن اثير ۱٦۱نے نقل کيا ہے کہ سب کے سب يا بعض انصار نے سقيفہ ميں ابوبکر اور عمر کے سامنے يہ بات کھي تھي کہ ھم حضرت علي عليہ السلام کے علاوہ کسي اور کي بيعت نہ کريں گے اور اسي طرح يعقوبي نے بھي اس بارے ميں کہا ہے کہ "وکان المھاجرون والانصار لا يشکون في علی "۱٦۲"انصار و مھاجرين کو حضرت علي عليہ السلام کي خلافت پر کوئي اعتراض نہ تھا" اور دوسري جگہ نقل کيا ہے کہ عبد الرحمٰن بن عوف نے انصار سے کہا کہ کيا تمہارے درميان ابوبکر، عمر اور حضرت علي عليہ السلام جيسے افراد موجود نہيں ہيں تو انصار ميں سے ايك نے کہا کہ ھم ان افراد کي فضيلت کے منکر نہيں ہيں اس لئے کہ ان کے درميان ايك ايسا شخص موجود ہے کہ اگر وہ اس امر خلافت کو طلب کرے تو ھم ميں سے کوئي بھي اس کي مخالفت نہيں کريگا يعني علي بن ابي طالب عليہ السلام ۱٦۳ اس کا مطلب يہ ہے کہ انصار غدير خم کے واقعہ سے بے خبر نہ تھے اور ھرگز حضرت علي (ع) کي خلافت کے منکر نہ تھے اور سقيفہ ميں ان کا جمع ہونا ھرگز حضرت علي عليہ السلام کو خلافت سے دور کرنے کے لئے نہ تھا ليکن وہ يہ بھي ديکھ رہے تھے کہ کچھ لوگ حکومت حاصل کرنے کے لئے بے انتھا کوشش کر رہے ہيں جب کہ حضرت علي عليہ السلام کي طرف سے حکومت کے لئے کسي بھي قسم کي سياسي اور سماجي کوششيں ديکھنے ميں نہيں آرھي تھيں لہٰذا انہيں يقين ہوگيا تھا کہ ايسي صورت حال کے پيش نظر حضرت علي عليہ السلام کسي بھي طرح خلافت پر نہيں آسکتے۔ بلکہ بھتر ہوگا کہ يوں کہا جائے کہ بعض افراد کسي بھي صورت ميں حضرت علي (ع) کو خلافت تك نہيں پہنچنے ديں گے۔ لہٰذا انصار کے لئے ضروري تھا کہ وہ اپنے لئے کوئي چارہ جوئي کريں گويا وہ مستقل طور پر اپنے لئے آئندہ کا لائحہ عمل تيار کرنا چاھتے تھے۔

۲۔ انصار کا سقيفہ ميں مھاجرين کو يہ پيشکش کرنا کہ ايك امير ہمارا اور ايك امير تمھارا اس بات کي واضح دليل ہے کہ انصار فقط يہ چاھتے تھے کہ وہ بھي حکومت ميں شريك رہيں اور اس طرح وہ قريش کے احتمالي خطرات سے محفوظ رہنا چاھتے تھے، (گويا ھر صورت ميں حکومت ميں حصہ دار بن کر اپنے آپ کو محفوظ رکھنا چاھتے تھے)۔

۳۔ سقیفہ میں انصار کي گفتگو ان کے اهداف کو واضح کرتي هے اس کے علاوہ قاسم بن محمد بن ابوبکر کي روایت بهي انصار کے سقیفہ میں اجتماع کے مقصد کي طرف اشارہ کرتي هے اور وہ یہ هے کہ (ولکنا نخاف اَنۡ یلیہ اقوامٍ قَتَلنا آبائهم وإخوتهم (۱٦٤لیکن همیں ڈر اس بات کا هے کہ کهیں ایسا نہ هو ان کے بعد وہ لوگ بر سر اقتدار آجائیں کہ جن کے باپ اور بهائیوں کو هم نے قتل کیا تها، جیسا کہ دینوري اور جوهري نے نقل کیا هے کہ انصار نے کها هے کہ همیں ڈر اس بات کا هے کہ کل کهیں وہ لوگ بر سر اقتدار نہ آجائیں کیونکہ نہ وہ هم میں سے هیں اور نہ تم میں سے ۱٦٥۔

اس بیان سے یہ بات بخوبي واضح هے کہ انصار مکمل طور سے اس بات کو جانتے تهے کہ بعض ایسے افراد حکومت کو حاصل کرنے کے لئے کوشش کر رهے هیں کہ جو سالها سال مسلمانوں سے جنگ کرتے رهے هیں اور یہ وهي لوگ هیں جن کے باپ اور بهائیوں کو جنگ میں انصار نے قتل کیا تها اگر وہ حکومت اپنے هاتھ میں لے لیں گے تو انصار ان کے انتقام سے کسي صورت نهیں بچ سکتے اور وہ بني امیہ اور ان کے طرفداروں کے علاوہ کوئي اور نہ تها، اگرچہ خود ابوبکر سے انهیں اس قسم کا خوف نہ تها ۱٦٦لیکن با تجربہ اور زیرك انصار جیسے حباب بن منذر اس بات کو بخوبي سمجھ رهے تهے کہ اگر آج ابوبکر جیسے لوگ مسند خلافت پر بیٹھ جائیں گے تو کل یقیني طور پر حکومت ان لوگوں کے هاتھ میں هوگي کہ جن کي انصار سے نہ بنے گي اور وہ ان سے انتقام اور بدلہ لینے کي فکر میں رهیں گے، حباب بن منذر کي یہ پیشین گوئي بیحد لائق تعریف هے اس لئے کہ انهوں نے جیسي پیشین گوئي کي تهي ویسا هي هوا اور ابهي کچھ وقت بهي نہ گزرا تها کہ فرزندان طلقاء ۱٦٧اقتدار میں آگئے اور اسلام و مسلمین نیز پیغمبر اسلام (ص) کے اهل بیت (ع) پر وہ ظلم ڈهائے کہ جس کي ایك مثال واقعۂ کربلا هے۔

٤۔ در حقیقت سقیفہ میں انصار کا جمع هونا ایك مخفیانہ عمل تها اور کسي کو اس کي اطلاع نہ تهي اب اگر ان کا مقصد تمام مسلمانوں کے لئے خلیفہ کا انتخاب تها تو اس صورت میں اس قسم کا خصوصي جلسہ ان کي شایان شان نہ تها، اگر چہ وہ جلسہ کے اختتام پر اس نتیجہ پر پهنچے کہ خلیفہ کا تعین کیا جائے، مگر وہ اس بات کو بخوبي جانتے تهے کہ یہ کام تمام مسلمانوں کے نزدیك قابل قبول نہ هوگا جیسا کہ ابو مخنف کي روایت اس چیز کو بیان کرتي هے ۱٦٨کہ اگر مهاجرین نے قبول نہ کیا تو کیا کهیں گے؟ یہ تمام باتیں اس بات پر دلالت کرتي هیں کہ درحقیقت وہ اپنے لئے سقیفہ کے اجتماع کے ذریعہ آئندہ کا لائحہ عمل تیار کر رهے تهے اور بعد میں اس نتیجہ پر پهنچے کہ خلیفہ کا انتخاب بهي کر هي لیا جائے۔

٥۔ انصار ابوبکر کي تقریر کے بعد کہ جس میں انهوں نے انصار کو وزارت اور مشاورت کا عهدہ دینے کا وعدہ کیا ۱٦٩اختلاف کا شکار هوگئے، بعض انصار جیسے حباب بن منذر اور سعد بن عبادہ ابوبکر پر اعتماد نہ رکهتے تهے لهٰذا یہ کها کہ اس کي بات پر توجہ نہ کرو، لیکن بعض دوسرے افراد جیسے، بشیر بن سعد کہ جو سعد بن عبادہ کا چچا زاد بهائي تها اور اس سے حسد اور کینہ رکهتا تها ابوبکر کي طرف مائل هوگیا اور سب سے پهلے ابوبکر کي بیعت کي ۱٧٠اور انصار میں دوسرا اختلاف اوس و خزرج کي آپسي رقابت کي وجہ سے پیش آیا کہ جس کے سبب قبیلہ اوس نے ابوبکر کي بیعت کرلي ۱٧١اور پهر جو هونا تها وہ هوا، اس سلسلے میں هم شیخ مفید کا قول نقل کرتے هیں جو نهایت متین هے وہ یہ کہ جو کچھ ابوبکر کے حق میں هوا اس کي اصل وجہ یہ تهي کہ انصار آپس میں اختلاف رکهتے تهے نیز طلقاء اور مولفة القلوب بهي یہ نهیں چاهتے تهے کہ اس کام میں تاخیر هو کہ کهیں ایسا نہ هو کہ تاخیر کے سبب بني هاشم کو فرصت مل جائے اور یہ حکومت اپني جگہ پر پهونچ جائے اور چونکہ ابوبکر وهاں موجود تهے اس لئے ان کي بیعت کرلي ۱٧٢۔

گذشتہ مباحث سے یہ نتیجہ نکلتا هے کہ انصار کي پیشین گوئي اور ان کا خدشہ مکمل طور سے بجا تها لیکن ان کا یہ اجتماع پیغمبر اسلام (ص) کي تجهیز و تکفین سے پهلے کسي بهي صورت میں صحیح نہ تها بلکہ یہ ان کي جلد بازي اور بے نظمي کي دلیل هے جس کے نتیجے میں دوسرے افراد کو یہ موقع ملا کہ انهوں نے اپني رائے ان پر مسلط کردی، البتہ یہ بهي ممکن هے کہ انصار پر بهي پهلے هي سے کام کیا گیا هو اور انهیں بني امیہ سے بیحد ڈرایا گیا هو، اگر انصار صبر سے کام لیتے یا اسي سقیفہ میں حضرت علي علیہ السلام کي حمایت میں ثابت قدمي کا مظاهرہ کرتے تو یقیني طور پر دوسرے لوگ بآساني حضرت علي علیہ السلام کے هاتھ سے حکومت لینے میں کامیاب نہ هوتے اس لئے کہ اس وقت انصار ایك ممتاز مقام رکهتے تهے جس کي دلیل خود ابوبکر اور عمر کا انصار کے اجتماع میں آنا هے، اس لئے کہ اگر انصار اس امر میں کوئي اهمیت نہ رکهتے تو ابوبکر اور عمر کسي صورت میں جلدي جلدي اپنے کو اس اجتماع میں پهونچا کر وهاں اپني حکومت کي بنیاد نہ رکهتے۔

---

٦١. سعد بن عبادہ بشیر بن سعد کے چچا زاد بهائي تهے۔

٦٣ .اس روايت كي تمام اسناد كو علامہ اميني نے اپني كتاب" الغدير "ميں بيان كيا هے۔

٦٤ .السيرة النبويہ: ابن هشام۔ ج٢ ص٧٣۔

٦٥ .تاريخ طبرى: ج٢ ص ٣٧٢، التفسير الكبير: ج٦ ص٥٠۔

٦٦ .آيت١٩۔

٦٩ .تاريخ يعقوبى۔ ج٢ ص٤٩

٧٠ .الكامل في التاريخ۔ ج١ ص٥٦٨

٧١ .تاريخ يعقوبى۔ ج٢ ص٥٠

٧٢ .الطبقات الكبرىٰ۔ ج٢ ص٥، ٦ (غزوات كي تعداد ٢٧ اور سريہ كي تعداد ٤٧، غزوه يعني وه جنگ جس ميں پيغمبر اكرم (ص.خود شريك تهے، سريہ يعني وه جنگ جس ميں پيغمبر اكرم (ص.خود شريك نہيں تهے بلكہ كسي كي سپہ سالاري ميں فوج بهيج ديتے تهے(

٧٣ .تاريخ يعقوبى: ج٢ ص٦٠ (قريش نہ چاهتے هوئے بهي حكم خدا كے سامنے تسليم هوگئے(

٧٤ .السيرة النبوية ابن هشام: ج٤ ص٣٠٠، الطبقات الكبرىٰ: ج١ ص٢٥٠، ٢٥١، انساب الاشراف: ج٢، ص٧٢، نهج البلاغہ: خطبہ٦٨، ص٥٢۔

٧٥ .سوره مباركہ نصر: آيت١ (جب خدا كي مدد اور فتح كي منزل آجائے گي(

٧٦ .الطبقات الكبرىٰ ج١ ص١٩٢، ١٩٣۔

٧٧ .الطبقات الكبرىٰ ج١ ص١٨١۔

٧٨ .جيسے، حديث طير، منزلت وغيره۔

٧٩ .الميزان في تفسير القرآن۔ ج٤٤٦

٨٠ .تفسير عياشي۔ ج١ ص٣٦٠، بحار الانوار۔ ج٣٧ ص١٦٥، جامع الاخبار۔ ص١٠۔

٨١ .ارشاد۔ ج١ ص١٧٠

٨٢ .سوره مباركہ مائده آيت ٦٧

٨٣ .اس روايت كي روشني ميں جو يہ بيان كرتي هے كہ پيغمبر اسلام (ص.كي وفات كے بعد لوگ مرتد هوگئے تهے، جيسے روايت ابن اسحاق ميں هے كہ" ارتد العرب" (عرب مرتد هوگئے.السيرة النبوية: ابن هشام۔ ج٤ ص٣١٦۔

٨٤ .سني اور شيعہ تفاسير اس چيز كو بيان كرتي هيں۔

٨٥ .انساب الاشراف۔ ج٢ص ٧٤٢

٨٦ .تاريخ طبرى۔ ج٣ ص١٨٤، الكامل في التاريخ ج٢ ص٥۔

٨٧ .تاريخ ادبيات عرب۔ ص٣٥۔

٨٨ .تفسير طبري۔ ج١٤ جز ٢٨، ص١٤٨۔ (حديث ٢٦٤٨٢(

٨٩ .السقيفہ و فدك، ص٥٢، ٧٠

٩١ .السيرة النبوية: ابن هشام ج٤ ص٢٩٩، ٣٠٠۔ الطبقات الكبرىٰ۔ ج١ ص١٩٠، ٢٤٩، تاريخ يعقوبى۔ ج٢ص١٣، الكامل في التاريخ۔ ج٢ ص٥۔

٩٢ .الطبقات الكبرىٰ۔ ج١ص١٨٧، ارشاد۔ ج١ ص١٧٤

٩٣ .ارشاد۔ ج١ ص١٧٤

٩٤ .تاريخ طبرى: ج٢ ص٦٣٤

٩٥ .السيرة النبوية: ابن هشام ج٤ ص٢٩٩، الطبقات الكبرىٰ ج١ ص١٩٠۔

٩٧ .السقيفہ و فدك: ص٧٤، ٧٥۔

٩٨ .الطبقات الكبرىٰ: ج١ ص٢٤٤۔ انساب الاشراف۔ ج٢ ص٧٣٨، تاريخ طبرى۔ ج٣ ص١٩٢

١٠٠ .سورۂ مباركہ نجم: آيت٣ (پيغمبر هرگز اپني مرضي سے بات نهيں كرتے)۔

١٠١ .تفسير عياشي۔ ج١ ص٣٦٠

١٠٢ .تفسير عياشي۔ ج١ ص٣٦٠ كا حاشيہ، تفسير ميزان ج٦ ص٥٤۔

١٠٤.الطبقات الكبريٰ۔ ج١ ص٢٠٤۔ انساب الاشراف۔ ج٣ ص٧١٦۔ تاريخ طبرى۔ ج٣ ص١٩٨، ارشاد۔ ج١ ص١٨١۔ الكامل في التاريخ۔ ج٢ ص٦۔

١٠٥ .الامامة والسياسة۔ ص٢٨

١٠٦ .السقيفہ و فدك۔ ص٦٠

١٠٧" .اجتمعت بنو اميہ اليٰ عثمان بن عفان"

١٠٩ .السقيفہ و فدك ص٣٧

١١١ .كتاب "عبدالله ابن سبا" علامہ عسكرى، ج١ ص١٠١

١١٢ .السقيفہ و فدك ص٣٧

١١٣ .تاريخ طبرى۔ ج٣ ص٢٠٩

١١٤ .تاريخ طبرى ج٣ ص٢٠٩، ارشاد۔ ج١ ص١٨٩

١١٥ .الارشاد: ج١ ص١٩٠۔ (فحرّضهم علي امر فلم ينهضوا لہ(

١١٦ .السقيفہ و فدك: ص٣٧، تاريخ طبرى: ج٣ ص٢٠٩۔

١١٧ .السيرة النبوية ابن هشام: ج٤ ص٣٠٥، ٣١١، تاريخ الطبرى: ج٣ ص٢١٠، البدايہ والنهايہ: ج٥ ص٢٦٢، انساب الاشراف: ج٢ ص٧٤٢۔

١١٨ .انساب الاشراف۔ ج٢ ص٧٤٤۔

١١٩ .انساب الاشراف: ج٢ ص٧٦٢، الطبقات الكبرىٰ: ج٣ ص١٨٢۔

١٢٣ .الارشاد۔ ج١ ص١٨٤۔

١٢٤ .انساب الاشراف۔ ج٢ ص٧٢٩ والارشاد ج١ ص١٨٢ (يصلّي بالناس بعضهم(

١٢٥ .السقيفہ و فدك۔ ص: ٦٨۔

١٢٦ .انساب والاشراف: ج٢ ص٧٢٩،٧٢٧، ٧٣١، ٧٣٢، ٧٣٥، تاريخ طبری: ج٣ ص١٩٧۔

١٢٧ .الطبقات الكبرىٰ: ج٢ ص٢٢٢، ٢٢٣، دلائل النبوۃ۔ ج٧ ص١٩١، ١٩٢

١٢٨ .دلائل النبوۃ: ج٧ ص١٩١، ١٩٢، الطبقات الكبرىٰ: ج٢ ص٢١٨ تاريخ الطبری: ج٣ ص١٩٧

١٢٩ .الطبقات الكبرىٰ: ج٢ ص٢١٥ تا ٢٢٤ و ج١٣ ص١٧٨ تا ١٨١۔

١٣١ .الطبقات الكبرىٰ: ج١ ص١٩٠، ٢٤٩، السقيفہ و فدك: ص٧٤، ٧٥، تاريخ يعقوبی :ج٢ ص١١٣، الكامل في التاريخ: ج٢ ص٥

١٣٣ .الطبقات الكبرىٰ: ج٤ ص٢٠٥

١٣٦ .الامامة والسياسة: ص٢٠۔

١٣٧ .السقيفہ و فدك: ص٧٣: الطبقات الكبرىٰ: ج١ ص٢٤٣، ٢٤٤۔ الارشاد: ج١ ص١٨٤

١٣٩ .تاريخ الطبری: ج٣ ص١٩٣ (حاشيہ.والسقيفہ و فدك: ص٧٣ (ايك روايت كے ضمن ميں(

١٤٠ .سورہ نجم آيت ٣۔

١٤١ .انساب الاشراف: ج٢ ص٧٣٨

١٤٢ .الطبقات الكبرىٰ: ج١ ص٢٤٣، والسقيفہ و فدك: ص١٧٣ (فرفضہ النبی: پس اس معني ميں نبي (ص.پہلے رافضي ہيں(

١٤٣ .ارشاد۔ ج١ ص١٨٤

١٤٤ .البداية والنهاية ج٥ ص٢٧١۔

١٤٥ .السيرۃ النبويہ: ابن ہشام ج٤ ص٣٠٥، ٣١١، انساب الاشراف:ج٢ ص٧٤٢، تاريخ طبری: ج٣ ص٢١٠۔ البداية والنهاية:ج٥ ص٢٦٢، ٢٦٣۔

١٤٦ .انساب الاشراف" ج٢ ص٧٦٤۔ السقيفہ و فدك: ص٥٥۔ تاريخ طبری: ج٣ ص٢٠٣۔

١٤٧ .الارشاد: ج١ ص١٨٠، ١٨١۔

١٤٨ .تاريخ يعقوبی: ج٢ ص١١٣۔

١٤٩ .السيرۃ النبويہ: ابن ہشام ج٤ ص٢٩٩، ٣٠٠۔ الطبقات الكبرىٰ: ج١ ص١٩٠،٢٤٩ ۔

١٥٢ .السيرۃ النبويہ: ابن ہشام ج٤ ص٣٠٠ (فخرج اسامہ و خرج جيشہ معہ حتي نزلوا الجرف من المدينہ علي فرسخ(

١٥٣ .الارشاد: ج:١ ص١٨٣۔

١٥٤ .الارشاد۔ ج:١ ص١٨٤

١٥٥ .السقيفہ و فدك۔ ص٣٧، البتہ انساب الاشراف ج٢، ص٧٧٣ نے اس بات كو واقدي سے نقل كيا ھے كہ اس بات پر اجماع ھے كہ ابوسفيان پيغمبر (ص.كي وفات كے وقت مدينہ ميں تھا لهٰذا ايسي صورت ميں يہ دليل قابل قبول نھيں ھے۔

١٥٦ .الارشاد: ج١ ص١٨٤۔

١٥٨ .انساب الاشراف: ج٢ ص ٧٦٧، الامامة والسياسة:ص٢١۔

١٥٩ .ارشاد: ج١ ص١٨٤

١٦٠ .تاريخ طبری: ج٣ ص٢٠٢۔

١٦١ .الكامل في التاريخ: ج٢ ص١٠۔

١٦٢ .تاريخ يعقوبی: ج٢ ص١٢٤۔

١٦٣ .تاريخ يعقوبی: ج٢ ص١٢٤

١٦٤ .الطبقات الكبری: ج٣ ص١٨٢، انساب الاشراف: ج٢ ص٧٦٢۔ السقيفہ و فدك :ص٤٩۔

١٦٦ .الطبقات الكبریٰ: ج٣ ص١٨٢

١٦٧ .آزاد شده

١٦٨ .تاريخ طبری: ج٣ ص٢١٨، ٢١٩۔

١٦٩ .تاريخ طبری: ج٣ ص٢٢٠، الطبقات الكبریٰ ج٣ ص١٨٢۔

١٧٠ .تاريخ طبری: ج٣ ص٢٢٠۔

١٧١ .تاريخ طبری: ج٣ ص٢٢١۔

چوتھا حصہ: ابو مخنف كي روايت پر كئے گئے اعتراضات اور ان كے جوابات

تمھيد

واقعہ سقيفہ كے بارے ميں ابو مخنف كي روايت كے مطالعہ كے بعد ممكن ھے كہ كسي كے ذھن ميں اپني سوچ يا تاريخي معلومات كي بنا پر كچھ اعتراضات ابھريں كہ جنھيں وہ واقعاً اعتراض سمجھتا ھو يا ان كے بارے ميں صحيح اور مستند جواب چاھتا ھے، كتاب كا يہ حصہ اعتراضات كے بيان اور ان كے جوابات كے لئے مخصوص كيا گيا ھے، اس حصہ ميں ذكر ھونے والے اعتراضات محض فرضي نھيں ھيں بلكہ يہ وہ اعتراضات ھيں جو اھل سنت ١٧٣ كے ايك مورخ نے ابو مخنف كي روايت ١٧٤ كے بارے ميں كئے ھيں لهٰذا ھم اس بحث كو صحيح صورت ميں آپ كے سامنے پيش كرنے كے لئے ان اعتراضات كو ذكر كرنے كے بعد منصفانہ طور پر ان كا جواب ديں گے۔

پهلا اعتراض؛ روایت کي سند سے متعلق

اس سلسلے میں سب سے پهلا اعتراض یہ هے کہ روایت صرف ابو مخنف نے نقل کي هے اور ابو مخنف کے ضعیف هونے کے ساتھ ساتھ هشام بن کلبي بهي ضعیف هونے کے اعتبار سے ابو مخنف سے کم نهیں هے، اس کے علاوہ یہ کہ "عبداللّٰہ بن عبد الرحمان بن أبي عمرہ" اس واقعہ کا عیني شاهد نہ تها اس لئے کہ وہ اس زمانہ میں موجود نہ تها ۱۷۵۔

جواب: اس اعتراض میں چند مختلف مطالب کي طرف اشارہ هے لهٰذا هم ایك ایك کر کے ان کا جواب دے رهے هیں۔

الف۔ یہ دعويٰ کہ اس روایت کو تنها ابو مخنف نے نقل کیا هے۔

یہ بات صحیح نهیں هے بلکہ یہ معترض کي کم علمي اور ضروري تحقیق نہ کرنے کي دلیل هے اس لئے کہ ابو مخنف کي روایت کا مضمون یا وهي مضمون کچھ اضافہ کے ساتھ دوسرے مورخین نے بهي نقل کیا هے جس کي تفصیل کچھ اس طرح هے۔

۱۔ دینوري نے اپني کتاب "الامامة والسیاسة" میں یہ روایت جس سند کے ساتھ نقل کي وہ یہ هے ۔ حدثنا ابن عُفیر، عن أبي عون، عن عبداللّٰہ بن عبدالرحمان الانصاري رضي اللّٰہ عنہ ...۱۷٦

۲۔ دوسري سند جسے جوهري نے یوں نقل کیا۔ أخبرني احمد بن اسحاق قال :حدثنا احمد بن سیار، قال: حدثنا سعید بن کثیر بن عفیر الانصاری: ان النبي (ص ... (۱۷۷

۳۔ ابن اثیر سلسلہ سند کي طرف اشارہ کئے بغیر اعتماد کے ساتھ کهتا هے، و قال ابو عمر الانصاری: لمّا قبض النبي (ص (۱۷۸

خلاصہ یہ کہ یہ تین یا چار سندیں ایك هي روایت کو بیان کرتي هیں یهاں تك کہ ان میں بهت سے الفاظ اور جملے بهي ایك جیسے هیں، ان چار سندوں میں سے صرف ایك سلسلۂ سند میں ابو مخنف هیں۔

ب۔ دوسري بات جو اعتراض کے عنوان سے پیش کي گئي وہ یہ هے کہ ابو مخنف اور هشام بن کلبي دونوں ضعیف هیں۔

ابو مخنف اور ان کي روایت پر اعتماد کے بارے میں حصہ اول میں تفصیل کے ساتھ بحث کي جاچکي هے جس میں بیان کیا گیا کہ شیعہ علماء رجال نے ان پر مکمل اعتماد کیا هے اور اهل سنت کے مورخین نے بهي معمولاً ان پر اعتماد کیا هے اور بعض نے تو فقط ان کي روایت هي کو نقل کرنے پر اکتفا کي هے کیا یہ چیز ان کے قابل اعتماد هونے کي نشاندهي نهیں کرتي هے؟

اور هشام بن کلبي بهي شیعہ علماء رجال کے نزدیك ایك معروف اور قابل اعتماد شخصیت هیں جیسا کہ نجاشي ان کے بارے میں کهتے هیں کہ وہ فضل و علم کے حوالے سے مشهور اور امام صادق علیہ السلام کے نزدیك ترین اصحاب میں سے تهے ۱۷۹۔

اهل سنت کے علماء نے فقط انهیں شیعہ هونے کي وجہ سے "متروك" جانا هے اور ظاهراً شیعہ هونے کے علاوہ کوئي دوسري وجہ ضعیف هونے کي ذکر نهیں کی، جیسا کہ ابن حبان نے ان کے بارے میں کها هے کہ "وکان غالیاً في التشیع "۱۸۰اور ذهبي کا کهنا هے کہ "وترکوہ کأبیہ و کانا رافضین "۱۸۱۔

لیکن یاقوت حموي کا کهنا هے "الاخباری، النسّابہ، العلامہ، کان عالماً بالنسب واخبار العرب و ایامها و وقائعها و مثالبها "...۱۸۲اخباری، نسابہ، علامہ اور عربوں کے شجرۂ نسب اور ان کے مختلف ادوار کے حالات و واقعات اور عیوب کے عالم تهے، یہ پوري عبارت ان کي علمي عظمت پر دلالت کرتي هے لهٰذا همارے پاس کوئي ایسي خاص دلیل نهیں هے کہ جس کي بنا پر انهیں چهوڑ دیا جائے اسي لئے هم انهیں قابل اعتماد سمجهتے هیں۔

ج۔ البتہ یہ دعويٰ کہ عبداللّٰہ بن عبدالرحمٰن بن ابي عمرہ نے اس زمانہ کو درك نهیں کیا لهٰذا وہ اس واقعہ کا عیني شاهد نهیں هوسکتا بالکل صحیح هے اور اس طرح یہ روایت منقطع هوکر رہ جائے گي لیکن یہ چیز کسي خاص مشکل کا سبب نهیں بنے گي اور اس اعتراض کے دو جواب هیں، نقضي اور حلّي۔

نقضي جواب:

اول یہ کہ علماء کرام تاريخي واقعات کے متعلق روايات کي سند کے بارے ميں کوئي خاص توجہ نہيں ديتے ہيں البتہ اس کا مطلب ہرگز یہ بھي نہيں کہ جس خبر کو جہاں سے سنا اسے قبول کرکے نقل کرديا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح فقہي روايات کي سند پر غور کيا جاتا ہے اس طرح کي توجہ يہاں نہيں کي جاتي بلکہ اگر کوئي خبر کسي ايسے عالم سے سني جائے جو مشہور و معروف اور قابل اعتماد ہو اور عقلاء اس پر اطمينان کا اظہار کريں تو اسے کافي سمجھتے ہيں اور سند کے بجائے اس کے مضمون پر غور کرتے ہيں۔

دوسرے یہ کہ اگر پوري تاريخ کو سندي اعتبار سے ديکھا جائے تو شايد ھي تاريخ ميں کوئي چيز باقي رہے۔ اس لئے کہ ايسي صورت ميں اکثر روايات کو ختم کرديا جائے اور فقط ان صحيح روايات پر اکتفا کي جائے جو احاديث کي کتابوں ميں موجود ہيں تو ايسے ميں گزشتہ واقعات کي صحيح تصوير پيش نہيں کي جاسکتي۔

تيسرے قابل توجہ بات یہ ہے کہ يہي احاديث کي کتابيں جب تاريخي واقعات کو بيان کرتي ہيں تو مرسل، منقطع و ۔ ۔ روايات سے پُر دکھائي ديتي ہيں، ہم يہاں بعنوان مثال فقط ان چند روايات کا تذکرہ کرتے ہيں جو واقعۂ سقيفہ کے بارے ميں ہيں اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ معترض نے ابو مخنف کي روايت کے لئے جن روايات کا سہارا ليا ہے خود ان کا تعلق بھي "مرسلہ روايات" سے ہے۔

جو روايت مسند احمد بن حنبل ١٨٣ ميں حميد بن عبد الرحمٰن سے نقل ہوئي ہے یہ روايت ابوبکر اور عمر کے سقيفہ ميں جانے نيز ابوبکر کي سقيفہ ميں تقرير کہ جس ميں انہوں نے انصار کي فضيلت اور پيغمبر صلي اللّٰہ عليہ وآلہ وسلم کي اس حديث کو نقل کيا ہے جس ميں آپ نے فرمايا: "حکومت قريش ميں ہوني چاہيے" اس کے بعد سعد بن عبادہ کي تصديق اور بيعت کرنے کو بيان کرتي ہے۔

معترض نے بارہا ابو مخنف کے مطالب کو رد کرنے کے لئے اس روايت سے استفادہ کيا ہے جب کہ یہ بھي ايك "مرسلہ روايت" ہے، جيسا کہ ابن تيميہ، جو اُن کے نزديك شيخ الاسلام ہے "منہاج السنہ" ميں اس روايت کے بارے ميں کہتا ہے "ھذا مرسل حسن " ١٨٤ یہ روايت مرسل اور حسن ہے۔

اور عجيب بات تو یہ ہے کہ معترض نے حاشيہ پر خود ابن تيميہ کا یہ جملہ نقل کيا ہے ١٨٥ ليکن اپنے آپ سے یہ سوال نہيں کيا کہ آخر ميں خود اس روايت کے مرسل ہونے کے باوجود کيوں اتنے وثوق سے اس پر عمل کر رہا ہوں۔

١۔ وہ روايت جو ابن ابي شيبہ ١٨٦ نے ابو اسامہ کے توسط سے بني زريق کے ايك آدمي سے واقعہ سقيفہ کے بارے ميں نقل کي ہے اور یہ روايت چونکہ بني زريق کے نامعلوم شخص سے نقل ہوئي ہے لہٰذا یہ سندي ابہام سے دوچار ہے اس کے باوجود معترض نے اس روايت پر بھي اعتبار کيا ہے ١٨٧۔

٢۔ وہ روايت جو "الطبقات الکبريٰ " ١٨٨ ميں قاسم بن محمد بن ابي بکر صديق تميمي سے نقل ہوئي ہے یہ روايت بھي مرسل ہونے کے باوجود معترض کے لئے قابل استناد ہے ١٨٩

یہ مرسلہ روايات کي چند مثاليں تھيں تاريخ کے دسيوں سيکڑوں ابواب ميں سے ايك خاص باب کے بارے ميں اور يہي روايات ان لوگوں کي نظر ميں قابل اعتماد و استناد ہيں جو تاريخ کي اسناد کے بارے ميں مختلف شکوك و شبہات پيدا کرتے ہيں۔

چوتھے یہ کہ خود معترض نے اپني کتاب کے مقدمہ ١٩٠ ميں یہ بات کہي ہے کہ ايك مورخ کو فقط خبر پر نظر نہيں کرني چاہيے بلکہ اس کے مختلف پہلوؤں پر بھي غور کرنا چاہيے، لہٰذا کسي خبر کے بارے ميں اس کي صحت اور ضعف کا فيصلہ کرنا اس کے مختلف پہلوؤں کے مطالعہ کے بعد ھي صحيح ہے اس لئے کہ کبھي اس کا نتيجہ مسلّم حقائق کے انکار کا موجب بنتا ہے اور اپنے قول کي تائيد کے سلسلے ميں امام مالك کے اس قول کو بعنوان شاھد پيش کرتا ہے کہ "صحابہ کي بد گوئي نبي (ص) کي بدگوئي کے مترادف ہے"۔

اس بنا پر اگر کوئي خبر کتني ھي صحيح السند کيوں نہ ہو ليکن اگر وہ ايسے مطالب کو بيان کرے جو قابل قبول نہ ہوں مثال کے طور پر کسي صحابي کے عيوب و نقائص کو بيان کرتي ہو تو یہ روايت ان کے نزديك ضعيف ہے، لہٰذا سند کي تحقيق کرنے سے پہلے اس کے مطالب پر نظر کي جائے کہ کہيں کسي کےمسلم

نظريات سے تعارض نہ رکھتي ھو تو اگر اس خبر کے مطالب قابل قبول ھيں تو سند کو بھي صحيح کرليا جائے گا !!

ايسي صورت ميں شيخ الاسلام ابن تيميہ کے کلام کو بآساني سمجھا جاسکتا ھے کہ جھاں اس نے کھا ھے کہ يہ حديث مرسل و حسن ھے، يعني مرسل بھي ھے اور حسن بھی، اور اس طرح ابن عدي کے کلام کو ابو مخنف کے بارے ميں بھي بخوبي سمجھا جاسکتا ھے کہ ابن عدي کا کھنا ھے کہ ابو مخنف نے ايسي روايات کو نقل کيا ھے کہ دل نھيں چاھتا کہ انھيں نقل کيا جائے ١٩١ در حقيقت ابو مخنف کے ضعيف ھونے کا سبب ان کي روايات کا متن اور مضمون ھے جو ان کے مفروضہ نظريات کے خلاف ھے۔

لھٰذا تاريخ کي سند ميں غور و فکر اور شك و شبہ کے دعويٰ کي نہ کوئي حقيقت ھے اور نہ کوئي گنجائش ھے بلکہ ايسا محسوس ھوتا ھے کہ يہ دعويدار اس قسم کي باتوں سے اپنے مخالفين کے وجود سے ميدان کو صاف کرنا چاھتے ھيں، ليکن جب بات اپني اور اپنے عقائد کے اثبات کي آجاتي ھے تو پھر روايت کا متن اور اس کے مطالب ھي سب کچھ ھوتے ھيں (اور پھر سند کي صحت کا اس سے کوئي تعلق نھيں ھوتا)۔

حلّي جواب :

ممکن ھے کہ سلسلۂ اسناد ميں سے کلمۂ "عن" حذف ھوگيا ھو يعني در حقيقت اس طرح ھو۔ عبدالله بن عبدالرحمن [عن ابيہ] عن ابي عمرة الانصاري يہ محض ايك ضعيف احتمال نھيں ھے بلکہ اس کي بھت سي مثاليں موجود ھيں، اس کے علاوہ ھم اس مطلب کي تائيد کے لئے شواھد اور قرائن بھي رکھتے ھيں اور وہ يہ کہ ابن اثير کھتا ھے "قال ابو عمرة الانصارى "١٩٢ يہ بات اس چيز کي طرف اشارہ کرتي ھے کہ جو نسخہ اس کے پاس موجود تھا اس ميں اس روايت کو ابو عمرة انصاري سے نقل کيا گيا ھے نہ عبدالله بن عبد الرحمٰن سے اور اگر بالفرض اس احتمال کو قبول نہ کريں تو يہ بات واضح ھے کہ جب عبدالله بن عبدالرحمٰن خود اس واقعہ کا شاھد عيني نھيں ھے تو يقيناً اس نے يہ خبر اپنے والد اور اس کے والد نے ابي عمرة انصاري (اس کے دادا) سے نقل کي ھے، اور عزيز و اقارب ميں سلسلۂ سند کا حذف کر دينا اس دور ميں ايك معمول تھا۔

اس کے علاوہ ان تينوں (ابو مخنف، جوھري اور دينوري) کي نقل شدہ روايات کے سلسلۂ اسناد ميں جو معروف افراد اور علماء موجود ھيں يہ خود روايات کے متن اور اس کے صحيح ھونے پر دليل ھيں۔ خاص طور پر وہ روايت کہ جسے جوھري نے نقل کيا ھے اس ميں ايسے اشخاص موجود ھيں کہ جن کے بارے ميں اھل سنت مکمل اعتماد و اطمينان کا اظھار کرتے ھيں، جيسے احمد بن سيارکو ابن ابي حاتم اور دار قطنى نے قابل اعتماد کھا ھے ١٩٣، نيز سعد بن کثير کو ابن ابي حاتم نے صدوق (بھت زيادہ سچ بولنے والا) کھا ھے اور وہ کھتا ھے کہ وہ دوسروں کي کتابوں سے نقل کرتا تھا ١٩٤، اور انھيں کے بارے ميں ذھبي کا کھنا ھے کہ "کان ثقة، اماماً، من بحور العلم "١٩٥ وہ ثقہ، امام اور علم کے سمندروں ميں سے تھے۔ يقيني طور پر اس قسم کے برجستہ اور قابل اعتماد افراد ھر خبر کو آساني سے نقل نھيں کرتے جس کا نتيجہ يہ نکلتا ھے کہ کسي بھي قسم کا کوئي اعتراض ابو مخنف کي روايت کي سند پر وارد نھيں ھوتا ھے۔

دوسرا اعتراض؛ سعد بن عبادہ کي تقرير کے تنھا راوي ابو مخنف ھيں

يعني ابو مخنف کي روايت ھي ميں فقط سعد بن عبادہ کي تقرير کا ذکر آيا ھے جس ميں انھوں نے انصار کو حکومت کے لئے سب سے زيادہ مستحق کھا ھے ١٩٦۔

جواب: پھلي بات تو يہ کہ سعد بن عبادہ کي وھي تقرير مزيد تين سلسلوں سے نقل ھوئي ھے اور وہ تين سلسلے جوھری، دينوري اور ابن اثير ھيں جنھوں نے اسے ذکر کيا ھے اور اگر فرض کر بھي ليا جائے کہ سعد بن عبادہ کي تقرير کو فقط ابو مخنف نے نقل کيا اور کسي دوسرے راوي نے اسے نقل نھيں کيا تو جب بھي يہ چيز اس کي نفي پر دليل نھيں ھے۔

دوسرے يہ کہ عموماً وہ تمام روايات جو اھل سنت سے سقيفہ کے بارے ميں نقل ھوئي ھيں نھايت ھي مختصر اور نقل بہ معني ھيں سوائے اُس روايت کے کہ جو سقيفہ کے بارے ميں عمر کے خطبہ پر مشتمل ھے کہ وہ ايك طويل خطبہ ميں سقيفہ کے ماجرے کو بيان کرتے ھيں، عمر کا خطبہ اس لحاظ سے کہ وہ واقعۂ سقيفہ کے عيني شاھد اور خلافت کے اميد واروں ميں سے ايك تھے خاصي اھميت کا حامل ھے يہ خطبہ تاريخ اور احاديث کي معتبر کتابوں ميں نقل ھونے کي ١٩٧ وجہ سے ايك اھم سند شمار ھوتا ھے، وہ مطالب

جو عمر کے خطبہ میں بیان ہوئے ھیں اگر چہ ابو مخنف کي روایت سے تھوڑے سے مختلف ھیں لیکن مجموعي طور پر ابو مخنف کي روایت کے اصلي اور بنیادي مطالب کي تائید کرتے ھیں، یہ بات آئندہ کي بحث میں روشن ھوجائے گي۔

اگر چہ عمر اپنے خطبہ میں سعد بن عبادہ کي تقریر کي طرف کوئي اشارہ نہیں کیا ھے

لیکن یہ بات یقین سے کھي جاسکتي ھے کہ اس سے پہلے کہ ابوبکر اور عمر انصار کے اجتماع سے باخبر ھوتے اور سقیفہ پہنچتے سعد بن عبادہ کي مختصر سي تقریر ختم ھوچکي تھي۔ لہٰذا جب انھوں نے سعد بن عبادہ کي تقریر کو سنا ھي نہیں تو وہ اس کي طرف کیا اشارہ کرتے۔لیکن یہ بات کہ انصار سقیفہ میں اپنے آپ کو امر حکومت کے لئے زیادہ سزاوار سمجھ رھے تھے ابو مخنف کي روایت میں سعد بن عبادہ کے قول کي روشني میں نقل ھوئي ھے اور اس میں کسي قسم کے شك و شبہ کي گنجائش نہیں اس لئے کہ سقیفہ میں انصار کے خطباء کي تقاریر سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتي ھے جیسا کہ عمر نے اس واقعہ کو بیان کرتے ھوئے کہا کہ جب ھم تھوڑي دیر بیٹھے تو انصار کے خطیب نے خدا کي حمد و ثناء کي اس کے بعد کہا (اما بعد نحن انصار اللہ و کتیبة الاسلام وانتم معشر المھاجرین رھط ...۱۹۸ (یعني ھم خدا کے انصار اور اسلام کے لشکر ھیں جب کہ تم لوگ گروہ مھاجرین سے ھو اور راندۂ درگاہ ھو، اگر چہ عمر نے اس خطیب کا نام نہیں لیا لیکن وہ خطیب حباب بن منذر انصاري تھا ۱۹۹، بھر حال انصار کے خطیب کي یہ تقریر ان کے امر خلافت میں اپنے آپ کو سب سے زیادہ مستحق سمجھنے کي دلیل ھے اور اگر معترض کا کھنا یہ ھے کہ خود سعد بن عبادہ اس قسم کي کوئي فکر نہ رکھتا تھا تو یہ بات قطعي طور پر غلط ھے اس سلسلے میں ھم آئندہ مزید بحث کریں گے۔

تیسرا اعتراض؛ انصار نے سقیفہ میں موجودہ مھاجرین کي مخالفت نہیں کی

ابو مخنف نے انصار کے بارے میں جو یہ کہا ھے کہ "جب انھوں نے آپس میں یہ فیصلہ کر لیا کہ امر ولایت سعد بن عبادہ کے سپرد کردیا جائے تو پھر کھنے لگے کہ اگر قریش کے مھاجرین نے اسے قبول نہ کیا اور وہ کھنے لگے کہ ھم مھاجر اور رسول خدا (ص (کے سب سے پہلے صحابي ھیں ۔ ۔ ۔ ۔ تو سعد نے ان کي مخالفت میں یہ کہا کہ یہ تمھاري پہلي غلطي ھوگی" یہ جملے اس بات پر دلیل ھیں کہ انصار پہلے ھي سے مھاجرین کي مخالفت کرنے کے سلسلے میں اتفاق رکھتے تھے جب کہ یہ چیز بالکل غلط ھے اس لئے کہ صحیح روایات اس چیز کو بیان کرتي ھیں کہ انصار رضي اللہ عنھم، ابتدا میں اپنے اجتھاد کے مطابق اور حکم سے ناواقفیت کي وجہ سے سعد کي بیعت کرنا چاھتے تھے یھي وجہ تھي کہ جب ابوبکر نے امر ولایت کے سلسلے میں صحیح حکم ان تك پھونچا دیا تو ان سب نے اسے قبول کرلیا اور کسي نے بھي اس کي مخالفت نہ کي ۲۰۰۔

جواب۔ یہ اعتراض دو دعوؤں پر مشتمل ھے۔

پہلے تو یہ کہ صحیح روایات اس چیز کو بیان کرتي ھیں کہ انصار ابتداء میں اپنے اجتھاد اور صحیح حکم کے نہ جاننے کي وجہ سے سعد کي بیعت کرنا چاھتے تھے۔

دوسرے یہ کہ جب ابوبکر نے صحیح حکم ان کے سامنے بیان کیا تو سب نے اسے قبول کرلیا اور کسي نے بھي اس کي مخالفت نہ کي۔

معترض کے یہ دونوں دعوے باطل ھیں۔

پہلا دعويٰ یہ کہ اس نے گذشتہ بیان کي نسبت صحیح روایات کي طرف دي ھے یہ ایك بے بنیاد بات ھے جس کي کوئي دلیل نہیں ھے اس لئے کہ ھم نے بے انتھا تحقیق اور اصل مضامین میں نھایت تلاش و جستجو کے بعد بھي ایسي کوئي روایت نہیں پائي جو یہ بیان کرتي ھو کہ انصار حکم نہ جاننے اور اپنے اجتھاد کي روشني میں سعد کي بیعت کرنا چاھتے تھے اور خود معترض نے جتني بھي روایات اپني کتاب میں ذکر کي ھیں ان میں سے ایك بھي اس قسم کے مطلب کو بیان نہیں کرتي لہٰذا معترض کے لئے ضروري تھا کہ وہ ایسي صورت میں صحیح روایات کے معني کو مزید واضح طور پر بیان کرتا۔

صرف بعض روایات میں یہ ملتا ھے کہ انصار ابوبکر کي وہ تقریر سننے کے بعد جس میں انھوں نے کہا تھا کہ ھم امیر ھیں اور تم وزیر، ابوبکر کي بیعت کرنے پر راضي ھوگئے ۲۰۱

اور اسي طرح ايك دوسري روايت ميں يہ ملتا هے كہ سعد بن عبادہ نے ابوبكر كي اس بات كي تصديق كي كہ ولايت و حكومت قريش ميں هوني چاهيے، اس روايت كے قرينوں سے يہ استفادہ هوتا هے كہ سعد بن عبادہ نے بغير كسي اعتراض كے ابوبكر كي بيعت كرلي تهي ٢٠٢ليكن اس قسم كي روايات اهل سنت كي ان روايات سے تعارض ركهتي هيں جو صحيح السند هيں هم اس مطلب كي وضاحت دوسرے دعوے كے جواب ميں كريں گے۔

ليكن جو چيز قابل توجہ هے وہ يہ كہ عام طور سے انصار صاحبِ نظر تهے اور پيغمبر اسلام (ص) بعض جنگوں ميں ان كي رائے كے مطابق عمل كيا كرتے تهے ٢٠٣، ابوبكر نے بهي سقيفہ ميں پيغمبر اسلام صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم كي اس روايت كي طرف اشارہ كيا تها جس ميں آپ (ص) نے فرمايا: اگر تمام لوگ ايك طرف جائيں اور انصار دوسري طرف تو ميں اسي طرف جاؤں گا جس طرف انصار گئے هيں ٢٠٤۔

ان تمام اوصاف كے هوتے هوئے هم يہ نهيں كہہ سكتے كہ انصار نادان اور هر چيز سے بے خبر تهے اور فقط صحيح حكم كے جاننے كي وجہ سے سعد بن عبادہ كي بيعت كرنا چاهتے تهے اور جب ابوبكر نے انهيں صحيح حكم سے آگاہ كيا تو سب نے اسے قبول كرليا كيا يہ بات حقيقت سے دور نهيں هے؟ كيا يہ انصار اور اصحاب رسول خدا (ص) كي تحقير نهيں هے؟ كيا حقيقتاً انصار اس قدر جاهل اور ابوبكر كي تقرير كے دو جملوں كے محتاج تهے؟

اس كے علاوہ اگر ابوبكر كي تقرير پر غور كريں تو اس ميں كوئي بات ايسي نهيں تهي كہ جس كا حكم انصار پهلے هي سے نہ جانتے هوں لہٰذا ضروري هے كہ اعتراض كرنے والوں سے يہ پوچها جائے كہ آخر ابوبكر نے انصار كو ايسا كون سا حكم سنايا تها جو ان سے پوشيدہ تها؟ ابوبكر نے انصار كي فضيلت اور ان كے جهاد كا ذكر كيا تها جس كے بارے ميں وہ خود ان سے بهتر جانتے تهے، ابوبكر پيغمبر اسلام (ص) كے سببي رشتے دار تهے يہ بهي سب جانتے تهے اور اس روايت كے مطابق كہ جو نقل كي گئي كہ خلافت اور خليفہ كا تعلق قريش سے هوگا ٢٠٥، يہ بهي انصار بخوبي جانتے تهے جس كي دليل يہ هے كہ وہ روايت يہ بهي كهتي هے كہ سعد بن عبادہ نے يہ روايت پهلے سے سن ركهي هے اور اس سلسلے ميں ابوبكر كي تصديق بهي كي تهي ٢٠٦، خلاصہ يہ كہ آخر وہ كيا حكم تها جو انصار سے پوشيدہ تها اور ابوبكر نے اسے ان كے سامنے بيان كيا تها؟!

اور دوسرا دعويٰ كہ جس ميں كها گيا هے كہ ابوبكر كي تقرير كے بعد سب نے اسے قبول كرليا اور كسي نے بهي اس كي مخالفت نہ كي يہ بهي مكمل بے بنياد هے اگرچہ اهل سنت كي بعض روايتيں اس دعوے كي تصديق كرتي هيں كہ تمام انصار ابوبكر كے سامنے مكمل طور سے تسليم هوگئے اور كهنے لگے خدا كي پناہ جو هم ابوبكر پر سبقت كريں ٢٠٧جيسا كہ وہ روايت هے كہ جس ميں سعد بن عبادہ نے ابوبكر كي تصديق كرتے هوئے كها كہ حاكم قريش سے هونا چاهيے ٢٠٨اور مزيد چند روايتيں كہ جن ميں كها گيا هے كہ انصار نے ابوبكر كي بيعت كي۔

ليكن هم اس كے جواب ميں يهي كهيں گے كہ ان دو حديثوں ميں سے ايك حديث مرسل هے جسے ابن تيميہ نے مرسل حسن كها هے اور دوسري حديث سند كے اعتبار سے ضعيف هے ٢٠٩، لہٰذا يہ حديث هرگز ايسے افراد كي طرف سے سند كے طور پر پيش نهيں كي جاسكتي جو صرف يہ چاهتے هيں كہ تاريخ ميں فقط صحيح احاديث كا سهارا ليا جائے، اس كے علاوہ يہ روايتيں ان دو روايتوں سے تعارض ركهتي هيں جو اهل سنت كے نزديك مقبول و معروف هيں نيز يہ اهل سنت كے عظيم مورخين كے اقوال سے بهي تعارض ركهتي هيں جس كي چند مثاليں آپ كي خدمت ميں پيش كر رهے هيں۔

١۔ عمر نے اپنے مشهور و معروف خطبہ ميں واقعۂ سقيفہ كو اس طرح بيان كيا هے كہ جب ابوبكر كي تقرير ختم هوگئي اور انهوں نے كها كہ ان دو افراد (عمر يا ابو عبيدہ) ميں سے كسي كي بيعت كر لو تو انصار كا ايك آدمي كهڑا هوا اور كهنے لگا "منّا امير ومنكم امير يا معشر قريش" اب اگر انصار سب كے سب ابوبكر كے سامنے تسليم تهے) جيسا كہ اعتراض كرنے والے نے كها هے) تو پهر كيا وجہ تهي كہ قريش حكومت كو قبول نهيں كر رهے تهے اور چاهتے تهے كہ ان ميں سے بهي ايك امير هو؟

٢۔ اگر ايسا هي تها كہ جيسا اعتراض كرنے والا شخص كہہ رها هے كہ جب ابوبكر نے انصار كے لئے صحيح حكم كو بيان كيا تو سب نے قبول كرليا اور كسي نے بهي اس كي مخالفت نہ كي تو پهر يہ عمر اپنے خطبہ ميں كيا كہہ رهے هيں كہ جب ابوبكر كي تقرير ختم هوگئي اور انصار كے خطيب نے اپنا الگ امير بنانے كا اعلان كيا تو "فكثر اللغط وارتفعت الاصوات حتي فرقت من الاختلاف" ايك هنگامہ اور شور و غل كا سماں تها كہ مجهے وهاں اختلاف پيدا هونے كا خدشہ هوگيا، سوال يہ هے كہ اگر سب نے قبول كرليا تها تو پهر يہ هنگامہ آرائي اور شور و غل كيسا تها كہ عمر نے كها كہ مجهے ڈر تها كہ كهيں اختلاف نہ پهوٹ پڑے؟

کیا اس کا مطلب یہ نہیں ھے کہ انصار اس حکومت کو قبول کرنا نہیں چاھتے تھے؟ یا یہ کہ خود ان کے درمیان آپس میں اختلاف تھا، بھر حال ان تمام باتوں کي روشني میں یہ دعويٰ بالکل بے بنیاد اور کھوکھلا ھے کہ یہ کھا جائے کہ ابوبکر کي تقریر سننے کے بعد تمام انصار نے اسے قبول کرلیا تھا اور کسي نے بھي اس کي مخالفت نھیں کي تھی!

۳۔ عمر اپنے اسي خطبے کے آخر میں کھتے ھیں کہ "خشینا ان فارقنا القوم ولم تکن بیعة ان یبایعوا رجلاً منهم بعدنا..." یعني ھمیں اس بات کا ڈر تھا کہ کھیں ایسا نہ ھو کہ ھم اس قوم سے بیعت لئے بغیر جدا ھوجائیں اور یہ اپنے ھي میں سے کسي آدمي کي بیعت کرلیں، یہ عبارت واضح طور پر انصار کي نظر اور ان کي رائے کو منعکس کر رھي ھے کہ وہ ابوبکر اور عمر پر کسي بھي قسم کا اعتماد نہ رکھتے تھے اس کے علاوہ ابوبکر اور عمر کي تقریر کے بعد بھي وہ یھي چاھتے تھے کہ اپنے ھي افراد میں سے کسي کي بیعت کرلیں۔

٤۔ ابن ابي شیبہ نے ابو سامہ سے جو روایت نقل کي ھے ۲۱۰اس میں کھا گیا ھے کہ جب ابوبکر قریش کے فضائل بیان کر چکے تو اس کے بعد کھا کہ آؤ اور عمر کي بیعت کرو تو انھوں نے منع کردیا عمر نے کھا کیوں؟ تو انصار نے کھا کہ انانیت و خود خواھي سے ڈر لگتا ھے ۲۱۱، لھٰذا سوال پیدا ھوتا ھے اگر انصار ابوبکر پر مکمل اعتماد کرتے تھے تو پھر عمر کے بارے میں کیوں ابوبکر کي پیش کش کو رد کردیا؟

۵۔ وہ روایت جو "الطبقات الکبريٰ "۲۱۲میں ذکر ھوئي ھے "قال: لما ابطأ الناس عن ابي بکر، قال: من احقّ بهذا الأمر منّی؟ ألستُ اول من صلی؟ ألست؟ قال: فذکر خصالاً فعلها مع النبی" اور جب لوگوں نے ابوبکر کي بیعت کرنے میں سستي اور بے رغبتي کا مظاھرہ کیا تو انھوں نے کھا کہ کون اس منصب کے لئے مجھ سے زیادہ سزاوار ھے کیا وہ میں نھیں ھوں کہ جس نے سب سے پھلے نماز پڑھي اور کیا میں وہ نھیں کیا میں وہ نھیں وغیرہ وغیرہ (راوي کا بیان ھے کہ (پھر وہ تمام کام جو پیغمبر صلي اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ انجام دئے تھے بیان کئے، یہ روایت بھي بخوبي انصار کي ابوبکر سے بے رغبتي پر دلالت کرتي ھے کہ وہ اس بات پر مجبور ھوگئے کہ اپني تعریفیں خود ھي کرنے لگے تاکہ انصار سے اپني بات منوائي جاسکے، اگر چہ ھم ان فضیلتوں پر بھي یقین نھیں رکھتے ھیں اس لئے کہ یقیني طور پر ابوبکر وہ پھلے آدمي نھیں ھیں جنھوں نے نماز پڑھي ھے۔

٦۔ ابن اثیر سقیفہ کے واقعات کے بارے میں لکھتا ھے کہ ابوبکر نے کھا کہ میں اس بات پر راضي ھوں کہ تم عمر یا ابوعبیدہ میں سے کسي ایك کي بیعت کرلو تو ایسے میں تمام یا بعض انصار نے کھا کہ ھم حضرت علي علیہ السلام کے علاوہ کسي اور کي بیعت نھیں کریں گے ۲۱۳، یہ مطلب اس چیز کو ثابت کرتا ھے کہ انصار حضرت علي علیہ السلام سے زیادہ کسي کو اس امر کا سزاوار نھیں سمجھتے تھے اور شیخین کي طرف کسي قسم کي کوئي خاص رغبت نھیں رکھتے تھے اور اگر شیخین بیعت کے معاملے میں جلدي نہ کرتے تو حالات کي نوعیت کچھ اور ھوتي جس کي طرف عمر نے اپنے خطبہ میں اشارہ بھي کیا ھے۔

۷۔ بھت سے شواھد موجود ھیں کہ سعد بن عبادہ نے کسي بھي صورت ابوبکر کي بیعت نھیں کي تھی، ھم اس سلسلے میں بھت جلد بحث کریں گے، لھٰذا یہ دعويٰ کہ ابوبکر کي بیعت سے کسي ایك شخص نے بھي انکار نہ کیا کم از کم سعد بن عبادہ کے بارے میں صحیح نھیں ھے، اور اس بات سے صرف نظر کرتے ھیں کہ بھت سے افراد نے ابوبکر کي بیعت نھیں کي تھي اور یہ کہ سعد بن عبادہ ان میں سے ایك تھا، لھٰذا وہ روایت جو اعتراض کرنے والے نے پیش کي ھے کہ سعد بن عبادہ نے ابوبکر کي اس بات کي تصدیق کرتے ھوئے کہ" حکومت قریش میں ھوني چاھیے" ان کي بیعت کرلي تھی، مرسلہ ھونے کے ساتھ ساتھ حقیقت سے بالکل دور اور محض جھوٹ ھے۔

۸۔ مسعودي مختصر مگر واضح طور پر سقیفہ کے واقعہ کو اس طرح بیان کرتا ھے" فکانت بینہ و بین من حضر من المهاجرین في السقیفۃ منازعة طویلة و خطوب عظیمة "۲۱٤یعني اس کے اور سقیفہ میں حاضر بعض مھاجرین کے درمیان کافي دیر تك لڑائي جھگڑا اور تلخ کلامي ھوتي رھي۔ ان تمام دلیلوں اور شواھد کي روشني میں اب اس بے بنیاد دعوے کي کوئي گنجائش باقي نھیں رھتي کہ جس میں کھا گیا ھے کہ تمام انصار ابوبکر کے سامنے تسلیم ھوگئے تھے اور بڑے تعجب کي بات ھے کہ کیا اعتراض کرنے والے نے ان تمام شواھد اور دلیلوں کو نھیں دیکھا؟ یا یہ کہ تعصب کي بنا پر ان حقائق سے انھوں نے اپني آنکھیں بالکل بند کرلیں اسي لئے انھیں بالکل نظر انداز کردیا ھے!

چوتها اعتراض؛ واقعہ سقيفہ كے وقت حضرت علي (ع) پيغمبر (ص) كے غسل ميں مشغول نہ تهے

"ابو مخنف كي روايت كچھ مطالب كے بيان كرنے ميں دوسرے اكثر مصادر و مآخذ سے تعارض ركهتي هے (مثال كے طور پر) ابو مخنف كي روايت ميں هے كہ جب عمر كو (انصار كے سقيفہ ميں جمع هونے كي) خبر ملي تو وہ سيدهے وهاں سے پيغمبر اسلام (ص) كے گهر گئے جهاں ابوبكر موجود تهے اور حضرت علي عليہ السلام مكمل توجہ كے ساتھ پيغمبر اسلام (ص) كي تجهيز و تكفين ميں مصروف تهے يہ خبر اس خبر صحيح سے تعارض ركهتي هے جو يہ بيان كرتي هے كہ پيغمبر (ص) كي تجهيز و تكفين منگل كے دن شروع هوئي جب كہ واقعہ سقيفہ پير كے دن رونما هوا۔ اور اسي طرح مالك اور دوسرے افراد سے جو روايت نقل هوئي هے كہ اس ميں يہ هے كہ حضرت علي عليہ السلام نے جناب فاطمہ (ع) كے گهر گوشہ نشيني اختيار كرلي تهي نيز ابن اسحاق كا كهنا هے كہ جب ابوبكر كي بيعت هوگئي تو لوگ نبي) ص) كي تجهيز و تكفين كے لئے آئے اور اسي بات كو طبري نے ذكر كيا هے اور ابن كثير نے پانچ مقام پر يہ كها هے اور ابن اثير نے بهي اسي كو نقل كيا هے ۔ "٢١٥

جواب۔ يہ اعتراض، جو ايك خاص اور اصلي نكتہ كي طرف اشارہ كرتا هے وہ يہ كہ حضرت علي عليہ السلام پير كے دن جس دن واقعۂ سقيفہ پيش آيا پيغمبر اسلام (ص) كے غسل و كفن ميں مصروف نہ تهے، اس لئے كہ پهلي بات تو يہ كہ صحيح روايات كا كهنا هے كہ پيغمبر اسلام صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم كي تجهيز و تكفين منگل كے دن شروع هوئي اور دوسري روايات يہ بتاتي هيں كہ حضرت علي عليہ السلام جناب فاطمہ (ع) كے گهر ميں گوشہ نشين تهے۔

در حقيقت يہ اعتراض بالكل بے بنياد اور حقيقت سے بهت دور هے اور اس كي دونوں دليليں باطل هيں اس سے پهلے كہ هم اس اعتراض كي دونوں دليلوں كے بارے ميں بحث كريں اس نكتہ كي طرف اشارہ كرنا ضروري سمجهتے هيں كہ اگر پيغمبر اسلام (ص) كي تجهيز و تكفين سے مراد ان كا غسل و كفن هے تو يقيني طور پر اس كام كو حضرت علي (ع) هي نے انجام ديا تها جس ميں جناب عباس بن عبدالمطلب، فضل بن عباس اور چند خاص افراد نے آپ كي مدد كي تهي، اگر چہ يہ بات اتني واضح هے كہ جس كے لئے كسي دليل كي ضرورت نهيں ليكن نمونہ كے طور پر چند مقام كو بيان كرتے هيں۔

١۔ ابن هشام نے "السيرۃ النبويہ "٢١٦ميں واضح طور پر كها هے كہ پيغمبر اسلام (ص) كو حضرت علي (ع) نے غسل ديا۔

٢۔ بلاذري نے "انساب الاشراف "٢١٧ميں بهت سي روايات ذكر كي هيں اور تمام روايتيں اس بات كو بيان كرتي هيں كہ حضرت علي عليہ السلام نے هي پيغمبر كو غسل ديا تها اور اسي طرح ايك روايت (جو ابو مخنف كي روايت كي تائيد كرتي هے) وہ هے جس ميں كها گيا هے كہ جب علي ابن ابي طالب عليہ السلام اور عباس، پيغمبر (ص) كي تجهيز و تكفين ميں مشغول تهے تو دو آدمي آئے اور ابوبكر كو سقيفہ كي كاروائي كي اطلاع دي ٢١٨۔

٣۔ ابن جوزي نے "المنتظم "٢١٩ميں پيغمبر اسلام (ص) كے غسل كي جزئيات كو مكمل تفصيل كے ساتھ بيان كيا هے جسے حضرت علي عليہ السلام نے انجام ديا تها۔

٤۔ يعقوبي ٢٢٠نے بهي عتبہ بن ابي لهب كا حضرت علي عليہ السلام كے بارے ميں يہ شعر نقل كيا هے" ومن لہ جبرئيل عون لہ في الغسل والكفن" يعني حضرت علي عليہ السلام وہ هيں كہ پيغمبر (ص) كے غسل و كفن ميں جبرئيل ان كے مددگار تهے۔

٥۔ ابن اثير نے بهي پيغمبر (ص) كے غسل دينے والوں ميں حضرت علي عليہ السلام، عباس، فضل، قثم، اسامہ بن زيد اور شقر ان كا نام ليا هے ٢٢١۔

لهٰذا اس بات ميں ذرہ برابر بهي شك و شبہ كي گنجائش نهيں كہ حضرت علي عليہ السلام نے هي خاص افراد كے ساتھ مل كر پيغمبر (ص) كو غسل ديا تها۔

لهٰذا يہ بات يقين سے كهي جاسكتي هے كہ خود معترض اور هر وہ محقق جو تاريخ كے بارے ميں ذرا بهي معلومات ركهتا هو وہ اس حقيقت سے انكار نهيں كرسكتا، اب اس نكتہ كي طرف توجہ كے بعد اعتراض كرنے والے كي دونوں دليلوں كے بارے ميں بحث و تبصرہ كرتے هوئے ان كا حال معلوم كرتے هيں۔

پهلي دليل: اعتراض کرنے والے کا کهنا هے کہ صحيح روايات کے مطابق پيغمبر) ص) کي تجهيز و تکفين منگل کے دن شروع هوئی، لهٰذا ابو مخنف کي روايت ميں جو يہ بات موجود هے کہ سقيفہ کے دن جو پير کا دن تها حضرت علي عليہ السلام پيغمبر صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم کي تجهيز و تکفين ميں مشغول تهے يہ بهت سي روايات سے تعارض رکهنے کي وجہ سے قابل قبول نهيں هے۔

ليکن جب هم نے معترض کے کلام کے ثبوت ميں حاشيے پردئے گئے ان کے حوالوں کے مطابق سيرۂ ابن هشام کي طرف رجوع کيا تو وهاں اس قسم کي کوئي روايت موجود نہ تهي کہ جو يہ بيان کر رهي هو کہ پيغمبر (ص) کي تجهيز و تکفين منگل کے دن شروع هوئی بلکہ ابن هشام نے ايك جگہ يہ کها هے ٢٢٢کہ "لوگ ابوبکر کي بيعت کے بعد منگل کے دن رسول خدا (ص) کي تجهيز و تدفين کے لئے گئے" يہ وهي مضمون هے کہ جسے معترض نے ابن اسحاق سے بهي نقل کيا هے جس کي عربي عبارت يہ هے۔ "لمّا بويع ابوبکر اقبل الناس علي جهاز رسول اللہ يو الثلاثا، طبري اور دوسرے افراد نے بهي اسي قسم کا مضمون نقل کيا هے۔

يہ جملہ معترض کے دعوے کے برعکس يہ بيان کرتا هے کہ لوگ ابوبکر کي بيعت کے بعد منگل کے دن تجهيز پيغمبر (ص) کي طرف متوجہ هوئے اور اس کے لئے پهنچے اور اس ميں اس بات کا ذکر نهيں هے

کہ پهنچنے کے بعد انهوں نے کيا کيا، جو شخص کچھ بهي سمجهدار هوگا وہ بآساني جان لے گا کہ معترض کے جملے "پيغمبر (ص) کي تجهيز و تکفين منگل کے دن شروع هوئی" اور ابن اسحاق، ابن هشام اور دوسرے افراد کے اس جملے ميں "لوگ ابوبکر کي بيعت کے بعد منگل کے دن پيغمبر (ص) کي تجهيز و تکفين کے لئے پهنچے" ميں کس قدر فرق هے اور يہ نهايت افسوس کي بات هے! (کہ مطلب کو موڑ توڑ کے پيش کيا گيا) اب روايت کے مضمون کي روشني ميں يہ بيان کرتے هيں کہ روايت جو چيز بيان کرتي هے وہ يہ هے کہ لوگ ابوبکر کي بيعت کے بعد منگل کے دن پيغمبر (ص) کي تجهيز و تکفين کے لئے پهنچے، ليکن اس چيز کو بيان نهيں کرتي کہ لوگ کس حد تك تجهيز و تکفين ميں حصہ لے سکے، اب جب کہ يہ بات روشن هے کہ پيغمبر (ص) کو حضرت علي عليہ السلام نے غسل ديا تها تو اس سے کهاں سے يہ بات سمجھ ميں آتي هے کہ حضرت علي عليہ السلام نے پيغمبر (ص) کي تجهيز و تکفين ميں کوتاهي سے کام ليا اور اسے بعد کے لئے ٹال ديا؟ اور يہ کہ لوگوں کا منگل کے دن پيغمر (ص) کي تجهيز و تکفين کي طرف متوجہ هونا کس طرح اس بات پر دليل بن سکتا هے کہ حضرت علي عليہ السلام پير کے دن پيغمبر (ص) کي تجهيز و تکفين سے فارغ نهيں هوئے تهے۔

اس کے علاوہ اگر دوسرے افراد پيغمبر (ص) کي تجهيز و تکفين سے زيادہ اهم کام ميں مصروف تهے يعني وہ سقيفہ ميں حکومت کے لئے ايك دوسرے سے زور آزمائي کر رهے تهے تو حضرت علي عليہ السلام کسي بهي کام کو پيغمبر اسلام (ص) کي تجهيز و تکفين پر ترجيح نهيں دے رهے تهے، پهر آخر کس وجہ سے وہ اس کام ميں تاخير کرتے؟ اور يہ ايسي چيز هے کہ جسے بعض روايات سے بآساني سمجها جاسکتا هے کہ جب بعض انصار نے حضرت علي عليہ السلام سے کها کہ اگر آپ ابوبکر سے پهلے بيعت کا مطالبہ کرتے تو کوئي بهي شخص آپ کے بارے ميں اختلاف نہ کرتا تو حضرت علي عليہ السلام نے فرمايا کہ کيا تم لوگ يہ کهنا چاهتے هو کہ ميں حکومت حاصل کرنے کے لئے پيغمبر اسلام (ص) کے جنازے کو اسي حالت ميں چهوڑ ديتا؟ ! ٢٢٣اور جيسا کہ ايك روايت ميں هے کہ جب عمر اور ان کے دوست و احباب حضرت علي عليہ السلام سے بيعت طلب کرنے کے لئے جناب فاطمہ (ع) کے دروازے پر آئے تو انهوں نے دروازے کے پيچهے سے عمر کو خطاب کرتے هوئے کها:

"ترکتم رسول اللہ جنازة بين ايدينا وقطعتم امرکم بينکم "٢٢٤يعني رسول خدا (ص) کے جنازے کو همارے سامنے چهوڑ کر تم نے اپنا کام کر دکهايا، يهاں هم اس بات سے صرف نظر کرتے هيں کہ اس وقت خاندان رسالت پر کيا گذر رهي تهي۔

بعض مورخين کي عبارتيں بهي اسي امر کي تائيد کرتي هيں جيسا کہ مسعودي اس بارے ميں کهتا هے کہ "جب بعض افراد سقيفہ ميں نزاع ميں مشغول تهے تو حضرت علي عليہ السلام، عباس اور بعض دوسرے مهاجرين پيغمبر صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم کي تجهيز و تکفين کر رهے تهے "٢٢٥، نيز ابن هشام کا کهنا هے "جب ابوبکر کو سقيفہ کي کاروائي کي اطلاع دي تو اس وقت تك پيغمبر اسلام (ص) کي تجهيز مکمل نہ هوئي تهی"، اس جملے کا مطلب يہ هے کہ تجهيز شروع تو هوچکي تهي مگر مکمل نہ هوئي تهي ٢٢٦، يہ بيان ابن هشام کي ايك نقل کي بنا پر تها جب کہ وہ دوسري جگہ کهتا هے "فلما فرغ من جهاز رسول اللہ يوم الثلاثاء "...٢٢٧يعني جب منگل کے دن پيغمبر صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم کي تجهيز و تکفين مکمل هوئي ۔۔۔، يہ عبارت بهي اعتراض کرنے والے کے دعوے کے مضمون سے مطابقت نهيں رکهتي اس لئے کہ اس عبارت ميں کها گيا هے کہ پيغمبر (ص) کي تجهيز و تکفين منگل کے دن مکمل هوئی جب کہ معترض کا کهنا تها کہ پيغمبر (ص) کي تجهيز و تکفين منگل کے دن شروع هوئی، ان دو عبارتوں کا فرق واضح هے اور نہ فقط يہ کہ ايك معني ميں نهيں بلکہ ممکن هےکہ يہ آپس ميں ايك دوسرے کے معارض بهي هوں اور عجيب بات يہ هے کہ اعتراض

کرنے والے نے ایسا مکمل واضح اور روشن بیان ہونے کے باوجود ابن ھشام کي اسي عبارت کا حوالہ دیا ھے جب کہ اگر پھلي عبارت کا حوالہ دیتا تو شاید کچھ بات بھي بنتي۔

ان تمام باتوں کے علاوہ ابن اسحاق اور ابن ھشام کي عبارتیں بنیادي طور پر آپس میں ایك دوسرے سے معارض ھیں اور وہ روایات یہ ھیں جو یہ بیان کرتي ھیں کہ" پیغمبر (ص) اسي دن عصر کے وقت یا منگل کي شب کو دفن ھوئے" اگر ان روایات کو قبول کرلیا جائے تو پھر ابن ھشام کي یہ روایت جس میں کھا گیا ھے کہ "پیغمبر (ص) کي تجھیز و تکفین منگل کے دن مکمل ھوئی" شاید اور سند کے طور پر پیش نھیں کي جاسکتي اس لئے کہ پیغمبر (ص) اس سے پھلے دفن ھوچکے تھے۔

البتہ یہ کہ پیغمبر (ص) کس دن دفن ھوئے اس بارے میں روایات اور اقوال بھت ھي زیادہ مختلف ھیں جس کي وجہ سے یقیني طور پر کسي نتیجہ تك پھنچنا بھت مشکل ھے البتہ بعض قرائن اور شواھد کي بناء پر بعض اقوال کو بعض پر ترجیح دي جاسکتي ھے، شیخ مفید نے پیغمبر اسلام صلي اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن ھونے کا وقت وھي پیر کا دن بیان کیا ھے ٢٢٨بعض روایات میں پیغمبر (ص) کي تدفین کا دن منگل کھا گیا ھے جیسے عائشہ کي روایت، وہ کھتي ھیں کہ "ھم رسول (ص) کے دفن سے اس وقت آگاہ ھوئے جب منگل کي رات، وقت سحر بیلچوں کي آوازیں سنیں "٢٢٩، بعض دیگر افراد نے بھي پیغمبر (ص) کي تدفین کا دن منگل ھي بتاتي ھے، جیسے کہ ابن اثیر ٢٣٠نے اور بعض نے بدھ کے دن کو بھي پیغمبر (ص) کي تدفین کا دن کھا ھے ٢٣١

ھماري نگاہ میں یہ قول کہ پیغمبر اسلام (ص) اسي پیر کے روز یا منگل کي شب کو دفن ھوئے دوسرے اقوال پر زیادہ ترجیح رکھتا ھے اس لئے کہ پیغمبر اسلام (ص) نے پیر کے روز میں وفات پائي ٢٣٢اور حضرت علي (ع) نے بغیر کسي تاخیر کے اپنے احباب کے ساتھ مل کر آپ کو غسل و کفن دیا، اس کے بعد آپ نے انفرادي طور پر آنحضرت کي نماز جنازہ ادا کي ٢٣٣حضرت علي علیہ السلام کے بعد آپ کے تمام دوست احباب اور اصحاب سب ھي نے ایك ایك کر کے نماز جنازہ پڑھي ٢٣٤پھر حضرت علي علیہ السلام نے ان ھي افراد کي مدد سے پیغمبر صلي اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس کو سپرد خاك کردیا ٢٣٥اور تدفین کے بعد جناب فاطمہ (ع) کے گھر تشریف لائے اور خلافت کے غصب ھوجانے پر احتجاجاً گوشہ نشین ھوگئے اور پھر گھر سے باھر نہ آئے ٢٣٦اس کے بعد انصار اور مھاجرین میں سے بھي بعض صحابہ سقیفہ کي کاروائي پر اعتراض کے سلسلے میں جناب فاطمہ (ع) کے گھر میں گوشہ نشین ھوگئے ٢٣٧، منگل کے دن ابوبکر کي عام بیعت کے ٢٣٨بعد ابوبکر کے فرمان کے مطابق عمر چند سپاھیوں کے ھمراہ جناب فاطمہ (ع) کے دروازے پر آئے ٢٣٩تاکہ جس طرح بھي ممکن ھوسکے ان افراد سے ابوبکر کي بیعت لي جاسکے جو جناب فاطمہ) ع) کے گھر میں گوشہ نشین ھیں ٢٤٠۔

جو بات مسلم ھے وہ یہ کہ حضرت علي علیہ السلام اور بني ھاشم نیز پیغمبر اسلام (ص) کے بعض صحابہ نے حضرت علي علیہ السلام کي اتباع کرتے ھوئے ابوبکر کي بیعت کرنے سے انکار کردیا ٢٤١لیکن عمر نے دھمکي دي کہ اگر بیعت نہ کي تو گھر کو آگ لگادي جائے گي ٢٤٢ایسے میں بعض نے عمر سے کھا کہ اس گھر میں تو جناب فاطمہ (ع) ھیں، عمر نے کھا کہ چاھے جناب فاطمہ ھي کیوں نہ ھوں ٢٤٣، بعض تاریخي کتابوں میں یہ بات ملتي ھے کہ عمر کي دھمکي کے بعد جناب فاطمہ (ع) نے گھر میں موجود افراد کو عمر کي دھمکي سے آگاہ کرتے ھوئے انھیں اس بات پر راضي کیا کہ وہ گھر سے باھر چلے جائیں، لھٰذا انھوں نے ایسا ھي کیا اور جاکر ابوبکر کي بیعت کرلي ٢٤٤لیکن اس بات کے پیش نظر کہ گوشہ نشین افراد کي اکثریت بني ھاشم پر مشتمل تھي اور بني ھاشم نے اس وقت تك بیعت نہ کي ٢٤٥جب تك کہ حضرت علي علیہ السلام نے بیعت نہ کي اور اکثر مورخین کا کھنا ھے کہ حضرت علي علیہ السلام نے جب تك حضرت فاطمہ (ع) زندہ رھیں بیعت نہ کي ٢٤٦لھٰذا یہ بات یقین سے کھي جاسکتي ھے کہ عمر نے اپني دھمکي کو عملي کر دکھایا ٢٤٧اور حضرت علي علیہ السلام کو زبردستي مسجد تك کھینچتے ھوئے لائے اور دھمکي دي کہ اگر بیعت نہ کي تو انھیں قتل کردیا جائے گا ٢٤٨، لیکن جناب فاطمہ (ع) کي طرف سے حضرت علي علیہ السلام کي زیر دست حمایت کي وجہ سے ابوبکر، حضرت علي علیہ السلام کو مجبور نہ کرسکے ٢٤٩، حضرت علي (ع) جب وھاں سے باھر آئے تو سیدھے پیغمبر اسلام صلي اللہ علیہ وآلہ وسلم کي قبر پر گئے ٢٥٠۔

اس واقعہ کو ذکر کرنے کا مقصد یہ تھا کہ تاریخ کي کتابوں نے دقیق طور پر اس بات کا ذکر نھیں کیا کہ یہ واقعہ کس دن پیش آیا اور معمولاً اسے سقیفہ کے بعد ذکر کیا ھے، اب اگر یہ تمام واقعات منگل کے دن ھوئے ھیں اور حضرت علي علیہ السلام مسجد سے باھر آنے کے بعد سیدھے پیغمبر (ص) کي قبر پر گئے ھیں تو اس کا نتیجہ یہ نکلتا ھے کہ پیغمبر (ص) یقیني طور پر منگل سے پھلے دفن ھوچکے تھے، تو اب شیخ مفید کے بقول یا تو آپ (ص) اسي روز یعني پیر کے دن دفن ھوئے یا پھر جناب عائشہ کي روایت کے بقول آپ منگل کے دن دفن ھوئے البتہ یعقوبي ٢٥١کے کھنے کے مطابق آپ کي وفات (نومبر یا دسمبر) میں ھوئي اور اس زمانے میں دن چھوٹے ھوتے ھیں اور پیغمبر (ص) کي وفات وسط روز میں ھوئي ھے تو منگل کي شب دفن ھونے والا قول زیادہ قوي محسوس ھوتا ھے بھر حال دونوں اقوال میں کوئي خاص فرق نھیں ھے۔

پہلے اعتراض کے جواب ميں اس وضاحت کے بعد اس اعتراض کا جواب بھي روشن ھوجاتا ھے کہ "جناب علي عليہ السلام جناب فاطمہ (ع) کے گھر ميں گوشہ نشين تھے" اس لئے کہ ھم نے يہ ثابت کرديا کہ حضرت علي عليہ السلام تجھيز و تکفين کے بعد جناب فاطمہ (ع) کے گھر گوشہ نشين ھوئے تھے اور آپ نے پيغمبر اسلام صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم کے غسل و کفن ميں کسي بھي قسم کي تاخير اور کوتاھي نھيں کي تھي اور اس سلسلے ميں ھم نے بھت سے شواھد آپ کے سامنے پيش کردئے۔

اب ھم اعتراض کرنے والوں سے سوال کرتے ھيں کہ آپ کے پاس کيا دليل ھے کہ حضرت علي عليہ السلام پيغمبر (ص) کے غسل و کفن اور دفن سے پھلے ھي جناب فاطمہ (ع (کے گھر ميں گوشہ نشين ھوگئے تھے، اب چاھے وہ کسي بھي وجہ سے ھو، چاھے ابوبکر کي بيعت پر اعتراض کے سلسلے ميں يا بعض روايات ٢٥٢کے مطابق قرآن کي جمع آوري کے سلسلے ميں تو پھر ايسے ميں پيغمبر (ص) کو کس نے غسل ديا؟!

جو چيز مسلم و ثابت ھے وہ يہ ھے کہ پيغمبر اسلام (ص) کو حضرت علي عليہ السلام نے غسل و کفن ديا اور دفن کيا اب اگر پيغمبر (ص) کے غسل سے پھلے ھي آپ ابوبکر کي بيعت پر اعتراض کي وجہ سے جناب فاطمہ (ع) کے گھر گوشہ نشين تھے تو مشھور يہ ھے کہ جناب فاطمہ (ع) کي وفات تك آپ نے ابوبکر کي بيعت نھيں کي تو ذرا سوچئے کہ اس وقت تك پيغمبر صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم کے جنازہ پر کيا گذري ھوگی؟ کيا اس وقت تك غسل و کفن اور دفن انجام نہ پايا تھا اور اگر يہ سب کام ھوچکا تھا تو پھر اسے کس نے انجام ديا تھا؟

پانچواں اعتراض؛ ابو مخنف نے بعض افراد کے نام ذکر کئے ھيں جو دوسر ے راويوں نے بيان نھيں کئے ھيں

ابو مخنف نے اپني روايات ميں بعض ايسے افراد کے نام ذکر کئے ھيں جن کا نام دوسرے راويوں نے ذکر نھيں کيا جيسا کہ انھوں نے ان دو آدميوں ميں سے جنھوں نے راستے ميں ابوبکر اور عمر سے ملاقات کي ايك کا نام عاصم بن عدی بتايا ھے جب کہ صحيح يہ ھے کہ ان ميں سے ايك کا نام "معن بن عدی" تھا (نہ عاصم بن عدی (٢٥٣

جواب۔ جيسا کہ ابو مخنف نے اپني روايت اور عمر نے اپنے خطبہ ميں بھي اس بات کي طرف اشارہ کيا ھے کہ جب ابوبکر، عمر اور ابوعبيدہ جراح سقيفہ جارھے تھے تو دو آدميوں سے ان کي ملاقات ھوئي جنھوں نے ان حضرات کو سقيفہ ميں جانے سے روکا مگر ابوبکر، عمر اور ابوعبيدہ ان دونوں کي باتوں کي پروا کئے بغير سقيفہ روانہ ھوگئے۔

اب وہ دو آدمي کون تھے؟ عمر نے اپنے خطبہ ٢٥٤ميں ان دونوں کا نام ذکر نھيں کيا بلکہ فقط اتنا کھا ھے کہ راستے ميں دو نيك و صالح افراد سے ملاقات ھوئي جب کہ ابو مخنف کي روايت ميں ان دو افراد کے نام ذکر کئے گئے ھيں کہ ان ميں سے ايك "عويم بن ساعدہ" اور دوسرا شخص "عاصم بن عدی" تھا۔ مآخذ و منابع ميں تحقيق اور جستجو کے بعد يہ پتہ چلا کہ ان دو آدميوں ميں سے ايك شخص يقيني طور پر "عويم بن ساعدہ" تھا جب کہ دوسرے شخص کو معمولاً "معن بن عدی" کھا گيا ھے اور فقط ابو مخنف نے اس کا نام "عاصم بن عدی" بتايا ھے لھٰذا اس اعتبار سے ابو مخنف کي روايت باقي راويوں کي روايت سے تعارض رکھتي ھے، اور کيونکہ اکثر تاريخ اور احاديث کي کتابوں نے اس کا نام "معن بن عدی" بتايا ھے اس لئے يہ قول ترجيح رکھتا ھے لھٰذا يہ اعتراض اس اعتبار سے بجا ھے ليکن بعض روايات ميں يہ بات ذکر ھے کہ سقيفہ ميں انصار کے اجتماع کي خبر جس شخص نے ابوبکر اور عمر کو دي وہ معن بن عدی تھا ٢٥٥ جس کا مطلب يہ ھے کہ وہ شخص پھلے ھي سے ابوبکر اور عمر سے مل کر انھيں سقيفہ کے اجتماع سے آگاہ کر چکا تھا، لھٰذا يہ کس طرح ممکن ھے کہ وہ شخص ان سے دوبارہ ملا ھو اور انھيں وھاں جانے سے روکا ھو؟!

اس بيان کے پيش نظر ابو مخنف کے کلام کو قابل قبول تصور کيا جاسکتا ھے کہ وہ دو آدمي ايك عويم بن ساعدہ اور دوسرا عاصم بن عدی تھا نہ معن بن عدی اس لئے کہ معن بن عدی پھلے ھي ان کے پاس آچکا تھا (واللہ العالم(!

چھٹا اعتراض؛ سقيفہ ميں ابوبکر کي تقرير کے تنہا راوي ابو مخنف ھيں

"ابو مخنف کي روايت ميں ابوبکر کا سقيفہ ميں جو خطبہ نقل ھوا ھے وہ دوسري کسي بھي جگہ لفظي يا معنوي اعتبار سے نقل نہيں ھوا ھے "[٢٥٦]۔

جواب۔ يہ بات تو کسي بھي صورت قابل ترديد نہيں کہ ابوبکر نے سقيفہ ميں مفصل خطبہ ضرور ديا ھے اس لئے کہ عمر کا کہنا ھے کہ ميں نے پہلے ھي سے کچھ مطالب بيان کرنے کے لئے اپنے ذھن کو تيار کر رکھا تھا ليکن ابوبکر نے مجھ سے پہلے ھي خطبہ دے ديا اور مجھ سے بھي زيادہ کامل تر خطبہ ديا [٢٥٧]۔

اور اسي طرح روايت احمد ميں جو حميد بن عبد الرحمٰن سے نقل ھوئي ھے کہا گيا ھے کہ "فتکلم ابوبکر ولم يترك شيأ انزل في الانصار ولا ذکرہ رسول اللہ، من شأنھم الّا و ذکرہ "[٢٥٨]يعني ابوبکر نے اپني تقرير شروع کي تو جو کچھ انصار کے بارے ميں قرآن ميں آيا تھا اور جو کچھ رسول (ص) نے فرمايا تھا سب کچھ کہہ ڈالا اور کوئي چيز بھي باقي نہ چھوڑي اور نيز ابن ابي شيبہ ابو اسامہ سے روايت نقل کرتے ھوئے کہتا ھے کہ ابوبکر نے انصار سے اس طرح خطاب کيا اے گروہ انصار ھم آپ لوگوں کے حق کے منکر نہيں ھيں۔ ۔ ۔ [٢٥٩]

يہ تمام موارد سقيفہ ميں ابوبکر کي مفصل تقرير پر دلالت کرتے ھيں ليکن روايات نے ابوبکر کي تقرير کو معنوي اعتبار سے نقل کيا اور ان کي تقرير کے کچھ ھي مطالب کے بيان پر اکتفا کيا ھے ليکن ابو مخنف کي روايت نے باريك بيني اور تفصيل کے ساتھ ابوبکر کي تقرير کو بيان کيا ھے

لہٰذا يقيني طور پر تاريخي اعتبار سے ابو مخنف کي روايت کافي اھميت کي حامل ھے اس لئے کہ اس ميں ايك واقعہ کے ان تمام پہلوؤں کا ذکر کيا گيا ھے جو اس ميں پيش آئے تھے اس بنا پر ابو مخنف کي روايت کا ان تمام روايات سے موازنہ نہيں کيا جاسکتا جو نقل بہ معني ھيں، اس کے علاوہ يہ کہ وھي خطبہ جو ابو مخنف نے سقيفہ کے بارے ميں نقل کيا ھے تاريخ کي دوسري کتابوں ميں بھي ديکھا جاسکتا ھے جيسے الامامة والسياسة [٢٦٠]، الکامل في التاريخ ابن اثير [٢٦١]، السقيفہ و فدك جوھری [٢٦٢]ان تمام نے اسے مختلف اسناد کے ساتھ نقل کيا ھے لہٰذا يہ دعويٰ کہ سقيفہ ميں ابوبکر کي تقرير کے تنہا راوي ابو مخنف ھيں يہ بے بنياد اور باطل ھے۔

ساتواں اعتراض؛ پيغمبر اسلام (ص) کي ازواج سے متعلق

ابو مخنف کي روايت ميں ھے کہ ابوبکر نے سقيفہ ميں انصار سے خطاب کرتے ھوئے يہ کہا تھا کہ "و فيکم جُلة ازواجہ" يعني پيغمبر اسلام (ص) کي اھم ازواج تم ميں موجود ھيں ابوبکر کي طرف اس قسم کے بيان کي نسبت دينا صحيح نہيں ھے، اس لئے کہ پيغمبر (ص) کي تمام ازواج قريش سے تھيں اور کوئي بھي معتبر سند اس چيز کو بيان نہيں کرتي کہ پيغمبر (ص) کي کسي بيوي کا تعلق انصار سے رھا ھو [٢٦٣]۔

جواب۔ پہلي بات تو يہ کہ يہ بات قابل ترديد نہيں کہ پيغمبر (ص) کي تمام ازواج کا تعلق قريش سے تھا اور انصار سے نہ تھا ليکن اس جملے کے معني ھرگز وہ نہيں جو اعتراض کرنے والے سمجھے ھيں اور معترض کے عرب ھونے کي بنا پر يہ بات نہايت باعث تعجب اور قابل افسوس ھے کيونکہ اس جملہ کا متن يہ ھے "وجعل اليکم ھجرتہ وفيکم جُلة ازواجہ واصحابہ" اب اگر لفظ جلہ کو جيم پر پيش کے ساتھ پڑھا جائے تو اس جملے کے معني اس طرح ھوں گے "خدا نے پيغمبر (ص) کي ھجرت کو آپ لوگوں کي طرف قرار ديا اور آپ لوگوں کے درميان اور آپ ھي کے معاشرے (مدينہ) ميں پيغمبر (ص) کي اکثر ازواج مطھرہ اور ان کے اصحاب موجود ھيں"۔ اور اگر جلہ کي جيم پر زير دے کر پڑھا جائے تو معني يہ ھوں گے، "اس نے پيغمبر (ص) کي ھجرت کو آپ لوگوں کي طرف قرار ديا اور آپ کے معاشرے) مدينہ) ميں رسول خدا صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم کي ازواج اور گرانقدر اصحاب موجود ھيں"۔

بہر حال "جلہ" کو کسي بھي طرح پڑھا جائے اس کے معني ميں کسي قسم کا کوئي فرق نہيں ھوگا اس لئے کہ بنيادي نکتہ لفظ "فيکم" کے معني ميں موجود ھے کہ جس کے معني "آپ لوگوں کے درميان ميں ھيں" اور ھرگز اس کے معني يہ نہيں کہ وہ تم ميں سے ھيں اس لئے کہ اس قسم کے معني کے لئے کلمہ منکم سے استفادہ کيا جاتا ھے، لہٰذا يوں کہا جاتا "ومنکم جلة ازواجہ واصحابہ" ليکن جو چيز متن روايت ميں ذکر ھے وہ يہ ھے" وفيکم جُلة ازواجہ واصحابہ" لہٰذا معترض کے لئے ضروري ھے کہ ايك بار پھر اچھي طرح عربي کے قواعد کو سيکھے تاکہ انہيں فيکم اور منکم کے فرق کا پتہ چل جائے۔

دوسري بات يہ کہ "الامامة والسياسة" نيز "السقيفہ و فدك" جوهري ميں يہ روايت ابو مخنف كي روايت كے الفاظ كے عين مطابق نقل هوئي هے اس ميں يہ جملہ "و فيكم جلة ازواجہ واصحابہ" موجود نہيں هے اور كتاب الكامل ابن اثير ٢٦٤ ميں اس جملہ كو بريكٹ ميں قرار ديا گيا هے، اور اس كے بعد حاشيہ ميں يہ اشارہ كيا گيا هے كہ يہ جملہ ابو مخنف كي روايت ميں موجود نہيں هے اور طبري نے سياق جملہ كے پيش نظر اس كا اضافہ كيا هے بس اگر ايسا هے تو يہ اعتراض بنيادي طور پر هي مخدوش هے اس لئے كہ يہ عبارت ابو مخنف كي نہيں هے اور اگر يہ اعتراض صحيح هے تو طبري پر هے نہ كہ ابو مخنف پر۔

آٹھواں اعتراض؛ حباب بن منذر اور عمر كے درميان نزاع سے انكار

"ابو مخنف كي روايت كے علاوہ كسي دوسري روايات ميں يہ بات نہيں ملتي كہ حباب بن منذر اور عمر كے درميان كافي دير تك تلخ كلامي اور نزاع هوا هو جب كہ جو چيز روايات ميں بيان هوئي هے وہ اس كے برعكس هے جيسا كہ احمد كي روايت ميں ذكر هوا هے كہ تمام انصار نے كہا كہ هم خدا كي پناہ مانگتے هيں كہ اس امر ميں ابوبكر سے پيش قدمي كريں "٢٦٥۔

جواب۔ حقيقت يہ هے كہ حباب بن منذر اور عمر كے درميان گفتگو بہت سي تاريخي كتابوں ميں ذكر كي گئي هے، لہٰذا بنيادي طور پر يہ بات غير قابل انكار هے اور اسي طرح يہ بات بهي يقيني هے كہ "انا جُذَيلها المحكك و عُذيقها المرجّب منّا امير و منكم امير يا معشر قريش" يہ جملہ كہنے والا شخص حباب بن منذر هے، رهي يہ بات كہ ان دونوں كے درميان كوئي نزاع بهي هوا تها يا بقول معترض كہ انصار كے قبول كر لينے كے ساتھ ساتھ تمام چيزيں بخوبي انجام پاگئيں تهيں، هم اس بحث كو روشن اور واضح كرنے كے لئے تاريخ اور احاديث كي كتابوں كے مضامين كے چند نمونے آپ كے سامنے پيش كرتے هيں۔

١۔ الطبقات الكبريٰ ميں قاسم بن محمد سے نقل هے كہ حباب بن منذر جو جنگ بدر كے شركاء ميں سے ايك هے كهڑا هوگيا اور كہا كہ ايك امير همارا اور ايك امير تمہارا، حباب بن منذر كي گفتگو كے بعد عمر نے كہا: اگر ايسا هے تو پهر مرجاؤ ٢٦٦، يہ روايت حباب بن منذر كي گفتگو اور عمر كے ساتھ اس كي تلخ كلامي اور نزاع كو بيان كرتي هے۔

٢۔ جو روايات نسائي نے نقل كي هيں وہ كچھ اس طرح هيں، انصار نے كہا كہ ايك امير همارا هو اور ايك امير تم لوگوں كا هوگا تو عمر نے كہا: ايك نيام ميں دو تلواريں ركهنا صحيح نہيں هيں ٢٦٧، روايت كا يہ حصہ بالكل اس مضمون جيسا هے جسے ابو مخنف نے نقل كيا هے بس فرق يہ هے كہ اس روايت ميں انصار ميں سے جس شخص نے يہ بات كہي تهي اس كا نام نہيں ليا جب كہ ابو مخنف اور دوسرے افراد نے انصار كي طرف سے بولنے والے شخص كا نام بتايا هے كہ وہ حباب بن منذر تها۔

٣۔ عمر نے اپنے خطبہ ميں كہا هے كہ انصار ميں سے ايك شخص نے كہا كہ "ميں ايك تجربہ كار شخص هوں اور دنيا كے نشيب و فراز سے خوب واقف هوں لہٰذا ايك امير همارا اور ايك امير تمہارا هوگا، اے گروہ انصار! اس كے بعد اس طرح شور و غل اور ايك هنگامہ آرائي هوئي كہ مجهے ڈر تها كہ كهيں اختلاف نہ هوجائے "٢٦٨ عمر كے اس كلام كي روشني ميں انصار كي طرف سے بولنے والے شخص كے بعد اس طرح شور و غل شروع هوا كہ عمر اختلاف پيدا هوجانے سے خوفزدہ تهے۔

لہٰذا جيسا كہ تيسرے اعتراض كے جواب ميں هم نے عرض كيا كہ ايسا نہ تها كہ انصار بغير كسي چون و چرا كے ابوبكر اور عمر كے سامنے جهك گئے تهے، بلكہ يقيني طور پر كافي دير تك بحث و مباحثہ اور تلخ كلامي كا سلسلہ چلتا تها اور وہ روايت كہ جسے معترض نے نقل كيا هے كہ تما انصار ابوبكر كے سامنے جهك گئے تهے (جيسا كہ پہلے بتايا جاچكا هے) وہ سند كے اعتبار سے ضعيف هونے كے علاوہ اهل سنت كي صحيح روايت سے مكمل تعارض بهي ركهتي هے۔

٤۔ الامامة والسياسة ٢٦٩ اور سقيفہ و فدك جوهري ٢٧٠ نے بهي حباب بن منذر اور عمر كے درميان سخت گفتگو هونے كو نقل كيا هے اور ابن اثير نے الكامل ٢٧١ ميں اس گفتگو كے علاوہ ابو مخنف كي عين عبارت كو بهي نقل كيا هے كہ ان دونوں نے ايك دوسرے سے كہا "خدا تجهے موت دے" الامامة والسياسة نے اس مطلب كے علاوہ حباب بن منذر اور عمر كے درميان پيغمبر اسلام (ص) كے زمانے كي دشمني كا بهي ذكر كيا هے۔

٥۔ طبري نے تو سيف بن عمر كے حوالے سے يہاں تك نقل كيا هے كہ عمر اور حباب بن منذر كے درميان بات اتني بڑھ گئي كہ نوبت مار پيٹ تك پہونچ گئي ٢٧٢

گذشتہ بیان کي روشني ميں نہ فقط دوسري روايات ابو مخنف کي روايت سے تعارض نہيں رکھتي ھيں بلکہ اس کي تائيد کرتي ھيں، اور اگر بات تعارض کے بارے ميں کي جائے تو جو کچھ تمام روايات ميں بيان کيا گيا ھے وہ روايت احمد سے تعارض رکھتا ھے جسے خود معترض نے سند کے طور پر پيش کيا ھے، نہ کہ روايت ابو مخنف سے۔

نواں اعتراض؛ انصار کي طرف سے مہاجرين کو ڈرانے دھمکانے کا انکار

مہاجرين کے بزرگ افراد کو مدينہ سے باھر نکالنے سے متعلق حباب بن منذر کي گفتگو اور انہيں ڈرانا دھمکانا ان باتوں سے تعارض رکھتا ھے جو کچھ قرآن نے انصار کے بارے ميں فرمايا ھے، قرآن سورہ حشر کي آيت نمبر نو ميں فرماتا ھے "اور جن لوگوں نے دارالہجرت اور ايمان کو ان سے پہلے اختيار کيا تھا وہ ھجرت کرنے والے کو دوست رکھتے ھيں اور جو کچھ انہيں ديا گيا ھے اپنے دلوں ميں اس کي طرف سے کوئي ضرورت نہيں محسوس کرتے ھيں اور اپنے نفس پر دوسروں کو مقدم کرتے ھيں چاھے انہيں کتني ھي ضرورت کيوں نہ ھو، اور جسے بھي اس کے نفس کي حرص سے بچا ليا جائے وھي لوگ نجات پانے والے ھيں" جو کچھ يہ آيت انصار کے ايثار کے بارے ميں بيان کرتي ھے اسے روايت کے مطالب کے ساتھ کيسے جمع کيا جائے؟ اور کس طرح محبت و نفرت، اخوت و دشمني ايک دوسرے کے ساتھ جمع ھوسکتے ھيں؟ لہٰذا اگر کوئي شخص انصار کے ايمان اور ايثار سے اچھي طرح واقف ھو تو وہ ھرگز اس بات پر يقين نہيں کرسکتا کہ جسے ابو مخنف کي روايت نے بيان کيا ھے بلکہ وہ اسے محض جھوٹ ھي کہے گا ٢٧٣۔

جواب۔ پہلي بات تو يہ ھے کہ انصار کے فضائل اور ان کے ايثار ميں کسي قسم کے شك و شبہ کي کوئي گنجائش نہيں ھے انہوں نے اپنے مہاجر بھائيوں کے ساتھ کمال محبت اور ايثار کا برتاؤ کيا ھے اور اس سے بھي انکار نہيں کہ انہوں نے يہ کام صرف خدا کي خوشنودي کے لئے کيا تھا اور يہ بات واضح ھے کہ انصار کي طرف سے مہاجرين کے ساتھ يہ محبت و ايثار خدا اور رسول (ص) سے خالصانہ اور ان کي فرماں برداري کي بنا پر تھا۔

اب اگر انصار يہ گمان کريں کہ بعض مہاجرين ولايت و حکومت کے بارے ميں وحي الھي اور پيغمبر اسلام (ص) کي مسلسل تاکيدات سے سرپيچي کر کے حکومت پر قبضہ کرنا چاھتے ھيں اور ان کا مقصد اھل بيت (ع) کو خلافت سے دور کرنا اور انصار پر غلبہ حاصل کرنا ھے تو ايسي صورت ميں نہ فقط ان کي نسبت محبت کي کوئي راہ باقي نہيں رہ جاتي ھے بلکہ اگر خدا کي خاطر ان سے بغض رکھا جائے تو کوئي تعجب کي بات نہيں۔

دوسري بات يہ کہ کيا تمام انصار کا اطلاق حباب بن منذر پر ھوتا ھے؟ اسي طرح کيا تمام مہاجرين فقط وہ تين ھي افراد ھيں کہ اگر ايک انصار ايک مہاجر کے ساتھ سخت لہجہ ميں بات کرے تو ھم کہيں کہ يہ چيز قرآن کي اس آيت کے خلاف ھے جس ميں کہا گيا ھے کہ "انصا، مہاجرين کي نسبت دوست اور ايثار گر ھيں" لہٰذا اگر ايک انصاري کوئي نازيبا الفاظ ادا کرتا ھے تو اس سے دوسرے انصار کي شان و شوکت ميں کوئي کمي نہيں آتي، جيسا کہ سقيفہ ميں اس بات کا مشاھدہ بھي کيا گيا کہ بعض انصار نے حباب ابن مندر کي اس پيشکش کا کوئي مثبت جواب نہ ديا اسي طرح اگر بعض مہاجرين پيغمبر (ص (کي قرابتداري کا حوالہ دے کر پيغمبر (ص) کے جنازہ کو اسي حالت پر چھوڑ کر سقيفہ ميں حکومت حاصل کرنے کي کوششوں ميں لگے تھے تو اگر ايسے مہاجرين کے ساتھ اچھي طرح پيش نہ آيا جائے تو اس کا مطلب ھر گز يہ نہيں کہ تمام مہاجرين کے بارے ميں انصار کي يہي رائے ھے اور حباب بن منذر کي پوري گفتگو کا تعلق صرف سقيفہ ميں موجود مہاجرين ھي سے تھا۔ اس لئے کہ وہ کہتا ھے "ولا تسمعوا مقالة هذا و اصحابہ... فان ابوا عليكم ما وسألتموہ فاجلوھم عن هذه البلاد "٢٧٤يعني اس شخص (عمر) اور اس کے ساتھيوں کي گفتگو پر کان مت دھرو اور اگر انہوں نے تمہاري مرضي اور چاھت کے خلاف کوئي کام انجام ديا تو انہيں يہاں سے باھر نکال دو، اس بيان کي روشني ميں واضح ھوجاتا ھے کہ حباب بن منذر کي مراد سقيفہ ميں موجود چند افراد تھے، اس لئے کہ انگليوں پر گنے جانے والے چند افراد کے علاوہ اکثر مہاجرين وھاں موجود نہ تھے اور ان ميں سے اکثر سقيفہ کي کاروائي کے مخالف تھے ٢٧٥

اور تيسري بات يہ کہ آيت کا مفہوم اور اس کي تفسير ھرگز اس معني ميں نہيں کہ جس کا معترض نے دعويٰ کيا ھے اس لئے کہ آيت ايک تاريخي واقع کو بيان کرتي ھے جو ايک خاص زمانے ميں پيش آيا ھے اور وہ تاريخي واقع يہ تھا کہ جب بعض مہاجرين نے سر زمين مدينہ کي طرف ھجرت کي تو مدينہ کے رھنے والوں نے ان کا گرم جوشي سے والہانہ استقبال کر کے ان کے لئے ايثار و قرباني کا مظاھرہ کيا اور يقيني طور پر آيت کے معني ھرگز يہ نہيں ھيں کہ مہاجرين اور انصار ميں سے کسي ايک فرد کا دوسرے کے ساتھ کسي بھي زمانے ميں لڑائي جھگڑا نہيں ھوسکتا، اس لئے کہ ايسے بے شمار مواقع پائے جاتے ھيں جو آيت کي نقض قرار پائيں گے، مثال کے طور پر وہ لڑائي جھگڑے جو خلفاء ثلاثہ کي حکومتوں کے دوران پيش آئے کہ جن ميں

ايك مسئلہ خود عثمان كے قتل كا تھا نيز حضرت علي عليہ السلام كے دور خلافت ميں شديد قسم كي جنگيں ھوئيں جيسے جنگ جمل، جنگ نہروان، جنگ صفين كہ ان جنگوں ميں دونوں طرف مہاجرين اور انصار كي تعداد موجود تھي اور كيا يہي مہاجرين اور انصار نہ تھے جو ان جنگوں ميں ايك دوسرے كو قتل كر رھے تھے، اب اس كے بعد بھي كيا قرآن مجيد كے مطابق ايسي كج فھمي كي كوئي تاويل ممكن ھے؟ يہ كتنا ضعيف اور فضول اعتراض ھے كہ جو معترض كي طرف سے كيا گيا ھے؟!

دسواں اعتراض؛ سقيفہ ميں اوس و خزرج كے درميان اختلاف سے انكار

ابو مخنف كي روايت كا ايك جملہ يہ ھے كہ قبيلہ اوس والوں كا كہنا تھا كہ اگر خزرج والے ايك مرتبہ خلافت پر آگئے تو ھميشہ اس پر باقي رھيں گے ظاھراً اس بات كے پيش نظر قبيلہ اوس والوں كا ابوبكر كي بيعت كرنا در حقيقت خزرج والوں كي حكومت سے جان چھڑانا تھا نہ يہ كہ ان كي بيعت ابوبكر كي فضيلت يا اسلام ميں سبقت كي وجہ سے تھي اور يہ چيز ان دونوں قبيلوں كے درميان اسلام سے پہلے جيسي دشمني كي نشاندھي كرتي ھے اور يہ كہ پيغمبر (ص) كي تربيت، خدا كي راہ ميں جان و مال سے جہاد سب كا سب عارضي اور وقتي تھا جس كا اب كوئي اثر تك باقي نہ تھا ايسا كہنا رسول خدا (ص) اور ان كے اصحاب پر بہت بڑي تہمت لگانا ھے جب كہ صحيح روايات اس بات كو بيان كرتي ھيں كہ پيغمبر (ص) كے تربيت شدہ افراد كے سامنے جب حكم خدا كو سنايا گيا تو ان سب نے اسے قبول كرليا اس لئے كہ ابوبكر كے ساتھ كوئي لشكر تو نہيں تھا كہ جو وہ خوف و ھراس كي وجہ سے بيعت كرنے پر مجبور ھوگئے ھوں ٢٧٦۔

جواب۔ پہلي بات تو يہ كہ كوئي شخص بھي انسانوں كي تربيت كے سلسلے ميں پيغمبر اسلام (ص) كي مسلسل كوششوں كا منكر نہيں ھے اور پيغمبر اسلام (ص) حتي الامكان كوشش كرتے تھے كہ قبيلوں كے درميان جو پراني دشمنياں چلي آرھي ھيں انھيں جڑ سے ختم كرديا جائے اور انھيں يہ بات سمجھائي جائے كہ كوئي قبيلہ كسي قبيلہ پر برتري اور فوقيت نہيں ركھتا اس كا معيار صرف تقويٰ الھي ھے۔ ((انّ اكرم كم عند اللہ اتقاكم ((٢٧٧۔ بے شك پيغمبر صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم نے اس سلسلے ميں بے انتھا كوششيں كيں اور اپنے كار رسالت كو احسن طريقہ سے انجام ديا اور اپني مكمل ذمہ داري ادا كي... "وما علي الرسول الّا البلاغ المبين "٢٧٨۔

ليكن قابل غور بات يہ ھے كہ كيا لوگوں نے بھي ان تمام دستورات و احكام پر عمل كيا اور ان تمام تعصّبات كو مكمل طور پر ختم كرديا؟ حقيقت يہ ھے كہ پيغمبر اسلام (ص) كي انتھك كوششوں كے نتيجہ ميں قبيلوں كے درميان شديد جنگيں تو ختم ھوگئيں مگر بحث بازي اور آپسي رقابت ختم نہ ھوئي اس لئے كہ اس زمانے ميں نہ يہ كام ممكن تھا اور نہ شايد يہ مصلحت رھي ھو كہ اس رقابت كو مكمل طور سے ختم كرديا جائے، عربوں ميں قوم اور قبيلہ كا تعصب اس قدر عميق اور پرانا ھے كہ اسے اتني جلدي ختم نہيں كيا جاسكتا تھا اور سچ بات تو يہ ھے كہ اس بات كا تعلق فقط عربوں سے ھي نہيں بلكہ عصر حاضر ميں غير عرب بھي اپنے قوم و قبيلہ اور تنظيموں كي طرف تمايل اور رغبت ركھتے ھيں اور يہ بيماري آخري دم تك انسانوں كا پيچھا نہيں چھوڑتي۔

اور يہ واضح ھے كہ يہ چيز پيغمبر (ص) كے لئے كسي بھي طرح نقص شمار نہيں ھوتي اس لئے كہ آپ كي ذمہ داري فقط تبليغ كي تھي جسے آپ نے كما حقہ انجام ديا اب جو چاھے مومن ھوجائے جو چاھے كافر ٢٧٩۔

جيسا كہ بعض لوگوں كي گمراھي اور خدا و رسول صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم كے احكامات سے ان كي سرپيچي كرنا رسول (ص) كے لئے كوئي نقص محسوب نہيں ھوتا اسي طرح وہ لوگ جو ايمان لے آئے سب كے سب ايمان كے ايك درجہ پر نہيں تھے بعض ايمان كے بلند درجہ پر فائز تھے اور بعض ايمان كے نچلے درجہ پر ھي باقي رھے، اب ان افراد كے ايمان كا كمزور ھونا بھي پيغمبر (ص) كے لئے كسي بھي قسم كا نقص نہيں ھے اس لئے كہ تمام افراد كي استعداد، كوششيں اور جد و جہد و امكانات ايك جيسے نہيں ھوتے، يا يوں كہا جائے كہ ھر آدمي اپني ظرفيت كے مطابق اس دريائے بے كراں سے سيراب ھوا۔

انصار اور مہاجرين اور دوسرے اصحاب پيغمبر (ص) بھي سب كے سب ايمان كے ايك درجہ پر فائز نہ تھے جسے قرآن نے بھي بيان كيا ھے كہ بعض تو فقط اسلام ھي لائے تھے اور ايمان نہ ركھتے تھے اور يہ بات واضح ھے كہ وھي شخص اپنے قوم و قبيلہ كے تعصب پر قابو پاسكتا ھے كہ جو بہت ھي زيادہ ايمان ايمان اور تقويٰ كي دولت سے مالا مال ھو، اب اگر كوئي اپنے ايمان كي كمزوري كي وجہ سے قبيلہ كے تعصب كو قابو ميں نہيں كرسكتا تو اس كا پيغمبر (ص) سے كيا ربط ھے اور يہ پيغمبر (ص) كے لئے كس طرح نقص ھے؟!

اس كے علاوه اهل سنت كي بہت سي روايات اس بات كو بيان كرتي هيں كہ پيغمبر صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم كي رحلت كے بعد بہت سے مسلمان مرتد هوگئے تهے، جيسا كہ جناب عائشہ كي روايت هے آپ فرماتي هيں "لما توفيٰ رسول اللہ ارتد العرب "٢٨٠، يعني رسول (ص) كي رحلت كے بعد عرب مرتد هوگئے تهے۔ اب يہ نہيں معلوم كہ مسلمانوں كا مرتد هوجانا پيغمبر صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم كے لئے نقص شمار هوگا يا نہيں مگر بعض لوگوں كي قبيلہ پرستي تعصب پيغمبر صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم كي تعليمات كے لئے نقص سمجهي جاتي هے؟!

دوسري بات كہ اگر ابو مخنف كي روايت نے قبيلۂ اوس والوں كي طرف يہ نسبت دي هے كہ وه قبيلہ جاتي تعصب كا شكار تهے اور يہ چيز پيغمبر اسلام (ص) كي تعليمات پر انگلي اٹهانے كي وجہ سے قابل قبول نہيں هے اس لئے كہ پيغمبر (ص) نے جن افراد كي تربيت كي تهي وه تمام كے تمام هر قسم كے تعصب سے پاك تهے۔ تو اب ايسے ميں بہتر هے كہ هم يہاں ابوبكر كي سقيفہ ميں كي جانے والي تقرير كو بيان كرديں كہ جسے اهل سنت كي صحيح روايات نے نقل كيا هے تاكہ يہ اندازه هوجائے كہ اس ميں انہوں نے پيغمبر اسلام صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم كي تعليمات سے كس حد تك استفاده كيا هے۔

عمر نے سقيفہ كے بارےميں جو معروف خطبہ ديا تها اس ميں سقيفہ كي كاروائي كے دوران ابوبكر كي تقرير كو انہوں نے اس طرح بيان كيا هے كہ ابوبكر نے كہا "ولن يعرف هذا الامر الّا لهذا الحي من قريش هم أوسط العرب نسباً و داراً "٢٨١، يعني يہ عہدۂ خلافت قريش كے علاوه كسي اور كے لئے مناسب نہيں اس لئے كہ وه نسب اور شہر كے اعتبار سے سب پر شرف ركهتے هيں، كيا يہ كلام قبيلہ كي برتري جتانے كو ظاهر نہيں كرتا؟ كيا قريش كا نسب اور ان كا شہر دوسروں پر برتري كا سبب بن سكتا هے؟ مگر كيا ابوبكر پيغمبر اسلام (ص) كي تعليمات سے بے بہره تهے كہ جو قبيلے اور شہر كي برتري كي گفتگو بيچ ميں لے آئے، كيا انہوں نے قرآن كي يہ آيت نہيں پڑهي تهي ((انّ اكرمكم عند اللہ اتقاكم ((؟ !٢٨٢

دوسري روايت كہ جسے ابن ابي شيبہ نے ابو اسامہ سے نقل كي هے، وه كہتا هے كہ ابوبكر نے سقيفہ ميں انصار سے خطاب كرتے هوئے اس طرح كہا "ولكن لا ترضيٰ العرب ولا تقر الّا علي رجل من قريش لانهم افصح الناس ألسنة وأحسن الناس وجوهاً،و واسط العرب داراً واكثر الناس سجّية " ٢٨٣"ليكن عرب راضي نہ هونگے اور قبول نہ كريں گے جب تك كوئي شخص قريش ميں سے نہ هو اس لئے كہ وه فصيح، خوبصورت، جگہ كے لحاظ سے صاحب شرف، نيك فطرت اور خوش مزاج لوگ هيں" اور كيا كهيں؟ سقيفہ ميں ابوبكر كي يہ گفتگو كہ جس ميں قريش كي برتري كو بيان كيا جارها هے واضح طور پر ان كے قبيلہ جاتي تعصب كي نشاندهي كر رهي هے جب كہ انہوں نے تقويٰ اور پرهيزگاري كي كوئي بات هي نہيں كی، اب ايسي صورت ميں ابوبكر جو بعض اهل سنت كے نزديك بہت هي زياده فضائل كے حامل هيں بلكہ بعض نے تو يہ تك كہا هے كہ وه پيغمبر صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم كے بعد سب سے افضل مرد هيں جب ان كا حال يہ هے تو اوس اور خزرج سے تعلق ركهنے والے لوگوں سے كيا توقع كي جاسكتي هے؟

معترض نے اپنے اعتراض كے آخري حصے ميں بہت هي عجيب و غريب بات كہي كہ" جب انصار نے حكم خدا كو سنا تو سب كے سب ابوبكر كے سامنے تسليم هوگئے"، هم اس كا جواب دے چكے هيں كہ كيا ابوبكر كي گفتگو كے بعد سب كے سب تسليم هوگئے تهے يا نہيں؟ اب رهي يہ بات كہ معترض نے ابوبكر كي تقرير كو حكم خدا بيان كرنے سے تعبير كيا هے، هم معترض سے يہ سوال كرتے هيں كہ كس طرح تمام انصار ميں ايك فرد بهي حكم خدا سے آگاه نہ تها اور صرف ابوبكر هي حكم خدا جانتے تهے؟! كس طرح ممكن هے كہ وه پيغمبر) ص) جو احكام الهي كے ابلاغ پر مامور تهے انہوں نے اس حكم خدا كو لوگوں كے لئے بيان نہ كيا هو؟ اور يہ بات كہنا كہ ابوبكر حكم خدا سے باخبر تهے اور انہوں نے لوگوں كو حكم خدا سے آگاه كيا، كيا يہ پيغمبر اسلام (ص) پر احكام تبليغ كے سلسلے ميں كوتاهي كرنے كي تہمت نہيں هے؟

آخر كيا بات هے كہ حضرت علي عليہ السلام و جناب فاطمہ (ع) كہ جو اهل بيت) ع) وحي هيں نيز بني هاشم اور پيغمبر اسلام صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم كے دوسرے صحابہ نہ فقط يہ كہ اس حكم سے بے خبر تهے بلكہ وه اس حكم كو قبول بهي نہيں كررهے تهے وه حكم ابوبكر كي بيعت كرنا تها۔

كيا واقعاً، وه حكم جو ابوبكر نے سنايا تها وه حكم خدا تها يا خود ان كا ذاتي حكم تها؟۔

گيارهواں اعتراض؛ ابوعبيده كي تقرير كے تنہا راوي ابو مخنف هيں

انصار سے ابو عبيده كا خطاب كرنا فقط ابو مخنف كي روايت ميں ملتا هے اور كسي دوسري روايت ميں اس كا كہيں كوئي تذكره نہيں هے ٢٨٤۔

جواب۔ ابو عبيده وه شخص هے جو ابوبكر اور عمر كے ساتھ سقيفہ گيا اور اس كي كاروائي ميں موجود تھا شروع ميں ابوبكر نے لوگوں كو ابوعبيده اور عمر كي بيعت كرنے كي پيشكش كي اور اسي چيز سے اس جلسہ ميں اس كي اهميت كا اندازه لگايا جاسكتا هے، اس بات كو مد نظر ركھتے هوئے ممكن هے كہ اس نے بھي اس جلسہ ميں تقرير كي هو جيسا كہ پہلے بھي عرض كيا جاچكا هے كہ جو روايات سقيفہ كي كاروائي كو بيان كرتي هيں وه نہايت مختصر اورنقل بہ معني هيں اس لئے دوسرے راويوں كا نقل نہ كرنا ابو مخنف كي مفصل روايت كے بارے ميں اس كي ضعيف هونے پر دليل نہيں هے، اس كے علاوه ابو عبيده كے خطاب كو فقط ابو مخنف هي نے نقل نہيں كيا بلكہ دينوري نے الامامة والسياسة [۲۸۵]ميں، ابن اثير [۲۸۶]نے الكامل ميں اور يعقوبي [۲۸۷]نے اسے اپني تاريخ يعقوبى ميں بالكل ابو مخنف كي روايت كي طرح نقل كيا هے۔

بارهواں اعتراض؛ سعد بن عباده اور عمر كے درميان نزاع سے انكار

اس بات پر اتفاق هے كہ عمر نے سقيفہ ميں سعد بن عباده سے خطاب كرتے هوئے كہا "قتل الله سعداً" يعني خدا سعد كو قتل كرے ليكن عمر كے اس جملہ سے مراد جيسا كہ كتاب غريب الحديث ميں ذكر هوا هے كہ "دفع الله شرّه" يعني خدا اس كے شر كو دفع كرے نہ يہ كہ خدا سعد كو موت دے، جب كہ ابو مخنف كي روايت عمر اور سعد بن عباده كے درميان بحث و مباحثہ اور تلخ كلامي كو بيان كرتي هے اور دوسري تمام روايات اس كے برعكس هيں [۲۸۸]۔

جواب۔ پہلي بات تو يہ كہ بہت سي تاريخ اور احاديث كي كتابوں نے واضح طور پر اس تلخ كلامي كي طرف اشاره كيا هے۔

۱۔ انساب الاشراف [۲۸۹]ميں روايت نقل هوئي هے كہ عمر نے سعد كے بارے ميں كہا "اقتلوه فانہ صاحب فتنہ "يعني اسے قتل كردو كہ وه فتنہ گر هے۔

۲۔ يعقوبي [۲۹۰]كا كہنا هے كہ عمر نے كہا "اقتلوا سعداً قتل الله سعداً" يعني سعد كو قتل كردو، خدا سعد كو هلاك كرے۔

۳۔ عمر كے خطبہ كے سياق و سباق سے بھي يہي معني سمجھ ميں آتے هيں اس لئے كہ اس سے پہلے كہ عمر يہ بات كہيں لوگوں كے ازدهام كي وجہ سے سعد كے ايك قريبي فرد نے كہا كہ "كہيں سعد كچل نہ جائے" تو عمر نے يہ جملہ سننے كے بعد كہا "قتل الله سعداً" الله سعد كو موت دے دے [۲۹۱]۔

٤۔ دينوري [۲۹۲]نے بھي اس تلخ كلامي كو ان الفاظ كے ساتھ نقل كيا هے "اقتلوه (اسے قتل كردو (قتلہ الله (خدا اسے موت دے)" اگر چہ اس نے اس قول كے كہنے والے كے نام كو ذكر نہيں كيا ليكن يہ بات متفق عليہ هے كہ وه شخص عمر هي تھے اور يہ صراحت اور وضاحت جو اس عبارت ميں موجود هے هر قسم كي تفسير اور تاويل كے راستہ كو بند كرديتي هے۔

دوسري بات يہ كہ ۔ "قتل الله سعداً" در حقيقت اس جملہ كے معني يہ هيں كہ خدا سعد كو هلاك كرے۔ لهٰذا اگر اس جملے كے كہنے والے كي مراد اس كے حقيقي معني نہ هوں اور وه اسے مجازي معني ميں استعمال كر رها هو تو اسے دو مسئلوں كي طرف توجہ ركھني چاهيے، ايك يہ كہ حقيقي اور مجازي معني كے درميان رابطہ ضروري هے اور دوسري بات يہ كہ حقيقي معني كو مجازي معني ميں استعمال كرنے كے لئے قرينے كي ضرورت هوتي هے۔

يہاں پر كسي بھي قسم كا تناسب اور رابطہ حقيقي معني اور معترض كے كلام ميں نہيں پايا جاتا هے اس لئے كہ جملہ كے حقيقي معني ايك قسم كي بددعا هے جب كہ معترض كے معني اس كے برعكس هيں جو ايك قسم كي دعا سمجھي جاتي هے اور اسي طرح كوئي قرينہ ايسا موجود نہيں هے كہ جو اس بات پر دلالت كرتا هو كہ كلام كے كہنے والے نۓ اسے مجازي معني كے لئے استعمال كيا هے، اس لئے كہ كسي بھي تاريخ اور حديث كي كتاب ميں قرينۂ مذكور موجود نہيں هے اور نہيں معلوم كہ جن لوگوں نے يہ مضحكہ خيز تاويل پيش كي هے اس لئے ان كي كيا دليل هے؟۔

ظاهراً معترض اور جن لوگوں نے اس تاويل كو پيش كيا هے شايد وه يہ سمجھتے هيں كہ سعد بن عباده نے سقيفہ ميں ابوبكر كي بيعت كرلي تھي اور انہوں نے كسي قسم كي كوئي مخالفت نہ كي ليكن يہ ايك نہايت هي غلط فكر هے اس لئے كہ تاريخ اور احاديث كي بہت سي كتابوں ميں سعد بن عباده كي طرف سے

ابوبكر اور عمر كي شديد قسم كي مخالفت نقل هوئي هے كہ جس كي تفصيل تيرهويں اعتراض كے جواب ميں بيان كي جائے گي۔

تيرهواں اعتراض؛ سعد بن عباده كا ابوبكر كي بيعت نہ كرنے سے انكار

"سقيفہ كے بارے ميں تمام محدثين اور مورخين نے جو روايات نقل كي هيں ان كي روشني ميں تمام مہاجرين اور انصار كے ساتھ سعد بن عباده نے بهي ابوبكر كي بيعت كرلي تهي اور فقط روايت ابو مخنف ميں هے كہ سعد بن عباده نے ابوبكر كي بيعت نہيں كي تهي اور اس قسم كے دوسرے مسائل جيسے اس كا ان كے ساتھ نماز ميں شريك نہ هونا وغيره كيا سعد بن عباده كا ابوبكر كي بيعت كرنے يا نہ كرنے كا ان پر كوئي اثر ممكن هے كہ جس كي اطاعت پر امت نے اجماع كرليا تها؟ بہر حال كوئي صحيح روايت ايسي نہيں ملتي جو سعد بن عباده كے بيعت نہ كرنے كو بيان كرتي هو بلكہ جو كچھ نقل هوا هے وه اس كے بيعت كرنے كو بيان كرتا هے ٢٩٣

جواب۔ معترض كا دعويٰ يہ هے كہ تمام مہاجرين اور انصار نے ابوبكر كي بيعت كرلي تهي ليكن همارا كہنا يہ هے كہ محدثين اور مورخين نے جو سقيفہ كے بارے ميں روايات نقل كي هيں ان سے پتہ چلتا هے كہ سقيفہ كي كاروائي كے بعد بہت سے انصار اور مہاجرين نے جن كا شمار رسول خدا (ص) كے اكابر صحابہ ميں هوتا تها ابوبكر كي بيعت كرنے سے انكار كرديا تها، ذيل ميں هم چند مثاليں بيان كرتے هيں۔

١۔ سقيفہ كے بارے ميں عمر اپنے خطبہ ميں كہتے هيں كہ "خالف عنّا علّي والزبير ومن معهما " ٢٩٤ يعني حضرت علي عليہ السلام اور زبير اور جو لوگ ان كے ساتھ تهے انہوں نے همارى مخالفت كى! اس كا مطلب يہ هے كہ حضرت علي عليہ السلام اور تمام بني هاشم اور زبير اور ان كے قوم اور دوست و احباب نے ابوبكر اور عمر كي مخالفت كي۔

٣۔ يعقوبي كا كہنا هے "و تخلّف عن بيعة ابي بكر قوم من المهاجرين والانصار، ومالوا مع علي بن ابي طالب، منهم: العباس بن عبد المطلب والفضل بن العباس والزبير بن العوام بن العاص و خالد بن سعيد والمقداد بن عمرو و سلمان الفارسي و ابوذر الغفاري و عمار بن ياسر و البرّاء بن عازب و ابي بن كعب "٢٩٥يعني انصار اور مہاجرين كے ايك گروه نے بيعت نہيں كي اور وه لوگ حضرت علي عليہ السلام كي بيعت كرنا چاهتے تهے جن ميں عباس بن عبدالمطلب، فضل بن عباس، زبير بن عوام بن عاص، خالد بن سعيد، مقداد بن عمرو، سلمان فارسى، ابوذر غفارى، عمار ياسر، برّاء بن عازب اور ابي بن كعب شامل هيں۔

٤۔ مسعودي كا كہنا هے كہ جب تك حضرت علي عليہ السلام نے بيعت نہيں كي بني هاشم ميں سے كسي نے بهي بيعت نہيں كي ٢٩٦اس بات كو ابن اثير نے بهي لكها هے ٢٩٧۔

هم نے ابوبكر كي بيعت كے مخالفين كے عنوان سے جن چند افراد كے نام پيش كئے هيں وه فقط بعنوان مثال اور بطور شاهد هيں و گرنہ تاريخي كتابوں ميں ابوبكر كي بيعت كے مخالفين كي تعداد اس سے كہيں زياده بتائي گئي هے ٢٩٨۔

ان مطالب كے پيش نظر اور تاريخي كتابوں پر سرسري نظر ڈالنے سے بهي اس بات كا اندازه لگايا جاسكتا هے كہ معترض كا يہ دعويٰ كہ پوري امت نے ابوبكر كے مقدم هونے اور ان كي اطاعت پر اجماع كرليا تها بے بنياد اور بلا دليل هے اور يہ بات كسي بهي طرح صحيح نہيں هے اس لئے كہ يہ كيسا اجماع تها كہ جس كے مخالف حضرت علي عليہ السلام، اهل بيت پيغمبر (ص) اور تمام بني هاشم جيسے لوگ تهے؟ نيز يہ كس قسم كا اجماع تها كہ پيغمبر اسلام (ص) كے جليل القدر صحابہ جيسے سلمان فارسى، ابوذر غفارى، مقداد اور عمار ياسر وغيره۔ ۔ ۔ ۔ اس كي مخالفت كر رهے تهے؟!

رهي يہ بات كہ بيعت كے مخالفين پر كيا گذري اور ان كے ساتھ كيا برتاؤ هوا اس سلسلے ميں تاريخ كي كتابوں ميں بہت اختلاف هے ليكن مجموعي طور پر كہا جاسكتا هے كہ ان مخالفين ميں سے بعض نے دهمكيوں ٢٩٩سے خوفزده هوكر اور بعض نے مال كي لالچ ٣٠٠ميں بيعت كرلي تهى، اور ان ميں بعض وه تهے كہ جو جبر و اكراه كے باوجود بهي ابوبكر كي بيعت كرنے پر راضي نہ تهے ٣٠١ان افراد ميں حضرت علي عليہ السلام تهے كہ جو جبر و اكراه كے باوجود ابوبكر كي بيعت كرنے پر راضي نہ هوئے ٣٠٢

اور يہ كہ حضرت علي عليہ السلام اپنے آپ كو خلافت كا مستحق سمجهتے تهے اور شروع ميں انہوں نے ابوبكر كي بيعت نہيں كي يہ بات ناقابل انكار حقيقت هے بلكہ اس بات پر اجماع هے جب كہ بعض نے كہا

هے كہ اگر چہ وہ ابتداء ميں ابوبكر كي بيعت كرنے پر تيار نہ تهے ليكن كچھ هي عرصہ بعد ابوبكر كي بيعت كرلي تهي اور اس سلسلے ميں مشهور قول يہ هے كہ جناب فاطمہ (ع) كي شهادت كے بعد ابوبكر كي بيعت كي ٣٠٣

سب سے پہلے هم اس چيز كو بيان كرنا ضروري سمجهتے هيں كہ حضرت علي عليہ السلام كي بيعت كرنے سے كيا مراد هے؟

اگر بيعت سے مراد يہ ليا جائے كہ ابوبكر قانوني طور پر پيغمبر اسلام (ص (كا جانشين اور خليفہ تسليم كرنا هے تو حضرت علي عليہ السلام نے هرگز اس معني ميں كبهي بهي ابوبكر كي بيعت نهيں كي اس لئے كہ آپ نے ابتداء ميں هي ابوبكر كي بيعت نہ كركے يہ ثابت كرديا تها كہ آپ انهيں پيغمبر اسلام (ص) كا خليفہ نهيں مانتے تهے بلكہ اپنے آپ كو رسول خدا (ص) كا برحق خليفہ سمجهتے تهے اور اس سلسلے ميں آپ كبهي بهي متذبذب نهيں رهے لهٰذا آپ كے بارے ميں اس معني ميں بيعت كا گمان كرنا آپ پر ظلم كے مترادف هے اس لئے كہ اس كے معني يہ هيں كہ آپ نے اپني گذشتہ غلطي كا اقرار كرليا تها۔

اور اگر بيعت كے معني مقابلہ نہ كرنے، مخالفت نہ كرنے، خلفاء كے كاموں ميں مداخلت نہ كرنے اور مسلمانوں كي مشكلات كے حل كے لئے ان كي مدد اور اسلامي معاشرہ كو انحراف سے بچانے كے هيں تو اس سلسلہ ميں يہ كهنا بهتر هوگا كہ وہ تو ابتداء هي سے اس كے پابند تهے نيز جب لوگ كسي اور كي طرف رخ كر رهے تهے تو ان سے سلمان فارسی كا يہ كهنا كہ تمهارا بيعت كرنا اور نہ كرنا سب برابر هے ٣٠٤حضرت علي عليہ السلام رسول خدا صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم كے دفن كے بعد جناب فاطمہ (ع) كے گهر تشريف لائے اور گوشہ نشين هوگئے ٣٠٥اور حفظ اسلام اور مصالح مسلمين كي خاطر خلفاء سے جنگ اور مقابلہ كے لئے كوئي اقدام نہ كيا بلكہ اگر كسي نے لوگوں كو كسي بهي قسم كے اقدام كے لئے تيار بهي كيا تو آپ نے انهيں روك ديا جيسا كہ عتبہ بن ابي لهب نے ايك جوشيلي تقرير ميں بني هاشم سے كها كہ وہ اس سلسلے ميں كچھ كريں تو آپ نے انهيں خاموش رہنے كا حكم ديا ٣٠٦اور ابوسفيان كہ جو خاندان عبد مناف كي طرف سے مسلحانہ قيام چاهتا تها اسے آپ نے اپنے سے دور كرديا ٣٠٧۔

ليكن خلفاء كي بيعت كيونكہ اتفاقي و ناگهاني هوئي تهي ٣٠٨لهٰذا ان كا خيال تها كہ لوگ حضرت علي عليہ السلام كي طرف ضرور رجوع كريں گے اور حضرت علي (ع) بهي اپنا حق لے كر رهيں گے اس لئے انهوں نے جناب فاطمہ (ع) كے گهر ميں لشكر كشي ميں عجلت كا مظاهرہ كيا اور زبردستي حضرت علي عليہ السلام كو مسجد ميں لے آئے اور ان سے ابوبكر كي بيعت طلب كي ليكن آپ نے منع كرديا اور فرمايا كہ رسول خدا (ص) كا برحق خليفہ ميں هوں ٣٠٩، ليكن كچھ هي عرصہ گزرنے كے بعد خليفہ اس بات كو اچهي طرح جان گئے كہ وہ حضرت علي عليہ السلام كے تحفظ كي خاطر اپنے مسلّم حق سے سبكدوش هوسكتے هيں، اور اسلامي معاشرہ كي اصلاح كے لئے هر ممكن كوشش كرينگے۔ بس يہ خلفاء تهے كہ جنهيں اپني كي هوئي غلطي كا احساس هوگيا تها جس كے نتيجہ ميں انهوں نے حضرت علي (ع) كے ساتھ اپنے رويہ كو تبديل كيا نہ يہ كہ حضرت علي عليہ السلام ان كو خليفۂ رسول (ص) سمجهتے تهے۔

گذشتہ بيان كي روشني ميں زندگي كے آخري لمحات ميں ابوبكر كي زبان سے نكلے هوئے جملوں كو بخوبي سمجها جاسكتا هے كہ "اے كاش ميں نے جناب فاطمہ (ع) كے گهر پر لشكر كشي نہ كي هوتي ٣١٠ اس لئے كہ انهيں بعد ميں اس بات كا احساس هوا كہ اس كام سے نہ انهيں كوئي فائدہ پهونچا اور نہ اس كي ضرورت هي تهي بلكہ اس سے جناب فاطمہ (ع) كا غضب جن كا غضب خدا اور رسول (ص) كا غضب هے ٣١١ ان كے شامل حال هوگيا ٣١٢اور اس بنا پر دنيا و آخرت ميں خسارہ اٹهانے والوں ميں سے هوگئے۔

لهٰذا اگر بيعت پہلے والے معني ميں مراد لي جائے تو حضرت علي عليہ السلام نے ان كو هرگز رسول (ص) كا خليفہ اور جانشين نهيں مانا اور ان كي بيعت نہ كي اور اگر بيعت كے دوسرے معني مراد لئے جائيں تو حضرت علي عليہ السلام نے پہلے هي دن سے خلفاء كے بارے ميں چشم پوشي كو اپنا وظيفہ سمجها اور گوشہ نشين هوگئے اور كسي بهي صورت ان كا مقابلہ اور ان كے خلاف بغاوت نہ كي۔

يهاں تك تو هم نے يہ بيان كيا كہ بعض صحابہ نے كس طرح ابوبكر كي بيعت كي تهي ليكن ان تمام افراد كے درميان ايك فرد ايسا بهي تها كہ اس نے (ظاهراً اپني ضد كي وجہ سے) ابوبكر كي بيعت نہ كي اور وہ سعد بن عبادہ تها بهت سي روايات كے مطابق اس نے هرگز ابوبكر اور عمر كي بيعت نہ كي اور پهر وہ شام چلا گيا اور وهاں پر مشكوك انداز ميں قتل كرديا گيا۔

معترض كا دوسرا دعويٰ يہ هے كہ سعد بن عبادہ نے سقيفہ ميں هي ابوبكر كي بيعت كرلي تهي اور فقط ابو مخنف كي روايت ميں سعد بن عبادہ كے بيعت نہ كرنے كا ذكر هے جب كہ كسي بهي صحيح روايت

میں ایسا بیان نہیں ھے تمام روایتیں اس کے بیعت کرنے کو بیان کرتي ھیں، بہر حال سعد بن عبادہ کي بیعت کرنا یا نہ کرنا کون سا ایسا خاص اثر رکھتي ھے؟

ھم مدعي کے اس دعوے کو باطل کرنے کے لئے فقط چند مثالوں پر ھي اکتفاء کریں گے۔

۱۔ بلاذري نے مدائني سے روایت کي ھے کہ : سعد بن عبادہ نے ابوبکر کي بیعت نہیں کي تھي اور پھر عمر نے اس کے پاس ایك شخص کو بھیجا کہ یا تو بیعت کرے یا پھر قتل ھونے کے لئے تیار رھے اور بیعت نہ کرنے کے سبب عمر کے حکم سے اسے قتل کردیا گیا ٣١٣۔

۲۔ مسعودي کا کہنا ھے کہ سعد بن عبادہ نے بیعت نہیں کي اور مدینے سے شام چلا گیا اور ھجرت کے پندرھویں سال قتل کردیا گیا ٣١٤،

۳۔ ابن جوزي ٣١٥کا کہنا ھے کہ تمام انصار و مہاجرین نے بیعت کي مگر سعد بن عبادہ نے بیعت نہ کي اس کے بعد وہ ابن اسحاق سے نقل کرتا ھے کہ سعد بن عبادہ نے بیعت نہیں کي اور ان کي نماز جماعت میں بھي شریك نہ ھوتا تھا اور یہ نقل ابو مخنف کي روایت کے مطالب سے شباھت رکھتي ھے۔

٤۔ جوہري کتاب السقیفہ و فدك ٣١٦میں کہتا ھے کہ سعد بن عبادہ نے ابوبکر، عمر اور کسي کي بھي بیعت نہیں کی، اور اس کے نماز میں شریك نہ ھونے کو بھي بیان کیا ھے، ۔ ۔ ۔ جیسا کہ ابو مخنف کي روایت بیان کرتي ھے۔

٥۔ دینوري ٣١٧نے ابو مخنف کي اصل عبارت کو نقل کیا ھے کہ وہ ان کي نماز جماعت میں شریك نہ ھوتا تھا وہ عمر کے دور خلافت میں شام چلا گیا اور وھاں اس کا انتقال ھوگیا جب کہ اس نے کسي کي بیعت نہیں کي تھي۔

٦۔ ابن اثیر ٣١٨نے بھي سعد کے آخري دم تك بیعت نہ کرنے کو ذکر کیا ھے۔

٧۔ ابن سعد ٣١٩کا کہنا ھے کہ ابوبکر نے جس آدمي کو سعد سے بیعت لینے کے لئے بھیجا تھا سعد نے اسے منفي جواب دیا اور کہا "لا واللہ لا ابایع..." یعني خدا کي قسم ھرگز میں بیعت نہ کروں گا۔

٨۔ ان تمام شواھد کے باوجود بھي کیا یہ کہنا صحیح ھے کہ سعد بن عبادہ کي بیعت نہ کرنے کو فقط ابو مخنف نے نقل کیا ھے کیا واقعاً ان تمام شواھد میں سے ایك نمونہ بھي معترض کي نظر کے سامنے سے نہیں گزرا، یا عمداً ان حقائق سے چشم پوشي کي گئي ھے؟

اور معترض نے کس طرح یہ اعتراض کرتے ھوئے صرف محدثین اور مورخین کے اقوال کا سہارا لیا ھے اور کسي بھي صحیح روایت کا حوالہ نہیں دیا لیکن اس مطلب کے جواب کے سلسلے میں صحیح روایت کي تلاش میں ھے کیا یہ تاریخ اور احادیث کي کتابیں معتبر نہیں ھیں اور فقط مسند احمد بن حنبل کي نقل شدہ مرسلہ روایت صحیح اور قابل قبول ھے؟!

اس کے علاوہ یہ کہ ھم اھل سنت کي صحیح روایات کے ساتھ اس روایت کے تعارض کو بیان کرچکے ھیں، نیز وہ تمام روایتیں جن کو معترض نے دلیل کے طور پر پیش کیا ھے ٣٢٠سعد بن عبادہ کي ابوبکر کي بیعت کرنے کو بیان نہیں کرتیں، اس کے علاوہ مسند احمد بن حنبل ٣٢١کي روایت میں بھي سعد بن عبادہ کي طرف سے ابوبکر کي بیعت کرنے کا بیان نہیں ھے، بلکہ روایت میں یہ ھے کہ سعد نے ابوبکر کي گفتگو کي تصدیق کي تھي جب کہ ھم اس روایت کے غلط ھونے کو پہلے ھي ثابت کرچکے ھیں۔

اور جہاں تك اس بات کا تعلق ھے کہ سعد بن عبادہ بیعت کریں یا نہ کریں اس سے ابوبکر کي ولایت و حکومت پر کیا اثر پڑتا ھے؟

تو اس کے جواب میں ھم کہیں گے کہ سعد بن عبادہ قبیلہ خزرج کا سردار تھا لہٰذا اس کا بیعت کرنا یا نہ کرنا اھمیت کا حامل تھا، اس کے علاوہ اس کا شمار پیغمبر اسلام (ص) کے جلیل القدر اصحاب میں ھوتا تھا، کس طرح وہ لوگ کے جو پیغمبر اسلام (ص) کے تمام صحابہ کے طیب و طاھر ھونے کے دعویدار ھیں مگر جب سعد بن عبادہ کا نام آتا ھے تو ایسا ھوجاتے ھیں کہ جیسے وہ کوئي تھا ھي نہیں؟! اور اگر سعد بن عبادہ ابوبکر کي بیعت کرنے میں پیش پیش ھوتا تو کیا واقعاً بعض کے نزدیك اس کا یھي مقام ھوتا؟

حرف آخر

اگر چہ سقیفہ میں جس چیز کي بنیاد رکھي گئي اور پھر ھر ممکنہ کوشش کے ذریعہ اسے مضبوط کیا گیا کہ جو اھل بیت (ع) رسول کي گوشہ نشیني اور لوگوں کے لئے علم و معارف کے سرچشمہ سے محرومي کا سبب بنی، اس کے باوجود اھل بیت (ع) اطھار کا حق تعصب کي کالي گھٹاؤں کے اندر بھي خورشید کے مانند درخشاں اور قابل نظارہ ھیں۔

ھم امید رکھتے ھیں کہ محترم قارئین نے اس کتاب کے مطالعہ سے اس بات کا اندازہ کرلیا ھوگا کہ جمود و انکار اور اتہامات کے گرد و غبار کے ڈھیروں تلے دبے ھوئے حقائق تك پہنچنا کوئي مشکل کام نہیں ھے اور پیغمبر اسلام (ص) کي عترت کي حقانیت اور صداقت کو جاننے کے لئے دل کا ذرہ برابر پاکیزہ اور انصاف پسند ھونا ھي کافي ھے، یہاں تك کہ ان چیزوں کا مشاھدہ ان کتابوں میں بھي بآساني کیا جاسکتا ھے جو ان کے حقائق پر پردہ ڈالنے کے لئے لکھي گئیں ھیں۔

)وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین(

سید نسیم حیدر زیدی، قم المقدسہ ٣ صفرالمظفر ١٤٢٦ ھجری

فھرست منابع

١۔ قرآن کریم۔

٢۔ نہج البلاغہ۔ حضرت علي علیہ السلام کے خطبات۔ مترجم سید جعفر شہیدی، شرکت انتشارات علمي و فرہنگی، طبع ہفتم ١٣٧٤ ھجري شمسي۔

٣۔ اعلام۔ خیر الدین زرکلی، بیروت دار العلم (ملایین) طبع ہفتم ١٩٨٦ میلادي۔

٤۔ الارشاد في معرفة حجج اللہ علي العباد شیخ مفید، تحقیق مؤسسہ آل البیت لاحیاء التراث، مطبع مہر قم، ناشر مؤتمر العالمي لالفیہ الشیخ المفید طبع اول۔١٤١٣ ھجري قمري۔

٥۔ الامامة والسیاسة۔ ابن قتیبہ دینوری، تحقیق علي شیری، انتشارات الشریف رضي طبع اول ایران قم ١٤١٣ ھجري قمري۔

٦۔ انساب الاشراف۔ بلاذری، تحقیق سہیل زکاو ریاض زرکلی، دار الفکر بیروت، طبع اول ١٤١٧ ھجري قمري۔

٧۔ بحار الانوار، علامہ مجلسی، بیروت دار احیاء التراث العربی، مؤسسة الوفاء، طبع سوم ١٤٠٣ ھجري قمري۔

٨۔ البدایة والنہایة۔ ابن کثیر، تحقیق مکتب تحقیق التراث، بیروت، موسسة التاریخ العربي دار احیاء التراث العربي طبع اول ١٤١٢ ھجري قمري۔

٩۔ تاریخ ادبیات عرب۔ رژي بلاشر، مترجم آذر نوش مؤسسہ مطالعات، تحقیقات فرہنگي تہران ١٣٦٣ ھجري شمسي۔

١٠۔ تاریخ التراث العربی، فواد سزگین، اعراب گذاري محمود فھمي حجازی، مکتبہ مرعشي نجفی، قم، طبع دوم۔ ١٤١٢ ھجري قمري۔

١١۔ تاریخ الخلفاء بن خیاط، تحقیق سہیل زکا، بیروت، دار الفکر، ١٤١٤ ھجري قمري۔

١٢۔ تاریخ طبری (تاریخ الرسل والملوك) ابو جعفر محمد بن جریر طبري تحقیق محمد ابو الفضل، بیروت طبع دوم۔ ١٣٨٧ ھجري قمري۔

۱۳۔ تاريخ يحييٰ بن معين، تحقيق عبدالله۔ احمد حسن، دار القلم بيروت۔

۱٤۔ تاريخ يعقوبی۔ احمد بن ابي يعقوب بن واضح، منشورات شريف رضي۔ طبع اول۔ امير قم۔ ۱٤۱٤ هجري قمري۔

۱۵۔ تفسير الطبري (جامع البيان) دار الفكر، بيروت، ۱٤۱۵ هجري قمري۔

۱٦۔ تفسير العياشي۔ محمد بن مسعود عياش، بيروت مؤسسہ الاعلمي للمطبوعات، تحقيق سيد محمد هاشم رسولي محلاتي طبع اول ۱۹۹۱ ميلادي۔

۱۷۔ التفسير الكبير۔ فخر رازی، تحقيق مكتب تحقيق دار احياء التراث العربی، بيروت طبع اول، ۱۹۹۵ ميلادي۔

۱۸۔ تهزيب الاحكام في شرح المقنعہ، محمد بن حسن الطّوسی، تحقيق محمد جعفر شمس الدين، دار التعارف مطبوعات ۱٤۱۲ هجري قمري۔

۱۹۔ تهذيب الكمال، جمال الدين ابي المحجاج، تحقيق بشار عواد معروف، بيروت مؤسسةالرسالة ۱۹۸۵ ميلادي۔

۲۰۔ التنبيہ والاشراف، علي بن حسين مسعودی، تحقيق عبد الله اسماعيل صاوی، منابع الثقافہ الاسلاميہ دار الصاوي قاهره۔

۲۱۔ جامع الاخبار، محمد بن الشعيری، منشورات مكتبة حيدريہ (اور نجف كي ديگر مطبع) ۱۳۸۵ هجري قمري۔

۲۲۔ الجرح والتعديل، ابن ابي حاتم، بيروت، احياء التراث العربي۔

۲۳۔ دلائل النبوة، ابي بكر احمد بن حسين بهيقی، تحقيق عبد المعطي قلعجي بيروت، دار الكتب العليہ طبع اول ۱٤۰۵ هجري قمري۔

۲٤۔ ديوان الضعفاء والمتروكين، ذهبي بيروت، دار القلم ۱٤۰۸ هجري قمري۔

۲۵۔ الذريعة امي تصانيف الشيعة، آقا بزرگ تهرانی، مؤسسہ مطبوعاتي اسماعيليان۔ ايران قم۔

۲٦۔ ذكر اخبار اصفهان، حافظ ابو نعيم اصفهانی، ترجمہ۔ نور الله كسائي۔ سروش تهران ۱۳۷۷ هجري قمري شمسي۔

۲۷۔ رجال طوسی، محمد بن حسن طوسی، تحقيق جواد القيومي الاصفهاني موسسہ النشر الاسلامی، جامعہ مدرسين قم طبع اول ۱٤۱۵ هجري قمري۔

۲۸۔ رجال النجاشي ابي عباس احمد بن علي النجاشي۔ تحقيق سيد موسيٰ الشبيري الزنجاني مؤسسہ النشر السلامی، جامعہ مدرسين قم، طبع پنجم ۱٤۱٦ هجري قمري۔

۲۹۔ السقيفہ۔ الشيخ محمد رضا المظفر، نشر موسسہ انصاريان، مطبع بهمن، قم طبع دوم ۱٤۱۵ هجري قمري۔

۳۰۔ السقيفہ و فدك۔ ابي بكر بن عبدالعزيز الجوهری، پيشكش، جمع آوري اور تحقيق محمد هادي امينی، مكتبة نينوي الحديثہ تهران۔

۳۱۔ سير اعلام النبلاء، الذهبی، تحقيق شعيب ارنؤوط اور حسين الاسد۔ بيروت مؤسسہ الرسالہ ۱۹۹٤ ميلادي۔

٣٢ـ السيرة النبويه ـ عبدالملك بن هشام، تحقيق مصطفيٰ السقا ـ ابراهيم الابيارى، عبدالحفيظ شلبى، افست مصر، انتشارات ايران، مطبع مهر قم، ١٣٦٣ هجري شمسي ـ

٣٣ـ شرح نهج البلاغه ابن ابي الحديد، تحقيق محمد ابو الفضل ابراهيم، بيروت دار احياء التراث العربى طبع دوم ١٣٨٥ هجري قمري ـ

٣٤ـ صحيح البخاري حاشية امام سندى، دار الكتب العلميه، بيروت ١٤١٩ هجرى، طبع اول ـ

٣٥ـ الضعفاء والمتروكين، دار قطنى، تحقيق موفق عبدالله بن عبد القادر، مكتبة معارف الرياض ١٤٠٤ هجري قمري ـ

٣٦ـ الطبقات الكبريٰ، ابن سعد، دار بيروت ١٤٠٥ هجري قمري ـ

٣٧ـ عبدالله ابن سبا ـ علامه سيد مرتضيٰ عسكري ـ ترجمه ـ احمد فهري زنجاني ـ ناشر مجمع علمي اسلامي مطبع سپهر ـ ١٣٦٠ هجري شمسي ـ

٣٨ـ الغدير، علامه امينى، دار الكتب السلاميه، تهران طبع دوم ١٣٦٦ هجري شمسي ـ

٣٩ـ فضائل الصحابه ـ احمد بن شعيب نسائى، تحقيق فاروق حماده، دار الثقافة الدار البيضاء المغرب، طبع اول ١٤٠٤ هجري قمري ـ

٤٠ـ الفهرست ابن نديم مطبع تجدد ـ تهران ١٣٩٣ هجري قمري ـ

٤١ـ الفهرست، شيخ طوسى، تحقيق محمد صادق آل بحر العلوم، ناشر شريف رضى، ايران قم (افست نجف) ـ

٤٢ـ قاموس الرجال: محمد تقي شوشتري نشر و تحقيق مؤسسه النشر الاسلامى، جامعه مدرسين قم ـ طبع دوم ١٤١٠ هجري قمري ـ

٤٣ـ الكافى، محمد بن يعقوب الكلينى، تحقيق علي اكبر غفارى، دار لاضواء بيروت ١٤٠٥ هجري قمري ـ

٤٤ـ الكامل في الضعفاء الرجال ـ ابن عدى، تحقيق عادل احمد الموجود محمد معوض، دار الكتاب العلميه، بيروت ١٤١٨ هجري قمري ـ

٤٥ـ الكامل في التاريخ ـ ابن اثير، تحقيق مكتب تراث، مؤسسه التاريخ العربي بيروت طبع چهارم ١٤١٤ هجري قمري ـ

٤٦ـ كتاب المجرومين، محمد بن حبان، تحقيق محمود ابرابيم زايد ـ ناشر دار التوعى، حلب، طبع دوم ١٤٠٢ هجري قمري ـ

٤٧ـ الكتاب المصنف في الاحاديث والآثار، ابي بكر عبدالله بن محمد بن ابي شيبه، تحقيق محمد عبدالسلام شاهين، بيروت دار الكتب العلميه، طبع اول ١٤١٦ هجري قمري ـ

٤٨ـ الكني والالقاب، شيخ عباس قمى، حيدريه نجف، ١٣٨٩ هجري قمري ـ

٤٩ـ لسان العرب ابن منظور، تحقيق علي شيرى، دار احياء التراث العربي بيروت طبع اول ١٤٠٨ هجري قمري ـ

٥٠ـ لسان الميزان ـ ابن حجر عسقلائى، تحقيق محمد عبدالرحمٰن مرسلى، بيروت) ناشر) دار احياء التراث العربي ـ طبع اول ـ ١٤١٦ هجري قمري ـ

٥١ـ مأساة الزهراء (س) سيد جعفر مرتضي عاملى، دارالسيرة، بيروت ـ طبع اول ـ ١٤١٧ هجري قمري ـ

۵۲۔ مروج الذهب۔ مسعودی، تحقيق يوسف اسعد داغر (ناشر) دارالاندلس، بيروت۔ طبع اول ۱۳۵۸ هجري قمري۔

۵۳۔ مرويات ابي مخنف في تاريخ الطبری، يحييٰ بن ابراهيم، دار العاصمہ۔ رياض، طبع اول ۱٤۱۰ هجري قمري۔

۵٤۔ مسند احمد بن حنبل۔ تحقيق شعيب ارنؤوط اور عادل مرشد (ناشر) موسسہ الرسالہ، بيروت طبع اول ۱٤۱٦ هجري قمري۔

۵۵۔ معجم الادباء۔ ياقوت حموی، تحقيق احسان عباس (ناشر) دار الغرب الاسلامی، بيروت طبع اول ۱۹۹۳ ميلادي۔

۵٦۔ معجم رجال الحديث، ابوالقاسم خوئي ناشر۔ الثقافة الاسلاميہ۔ طبع پنجم ۱٤۱۳ هجري قمري۔

۵۷۔ المغازی، الواقدي تحقيق مارسدن جونس (ناشر) موسسۃ الاعلمي ، بيروت طبع دوم ۱٤۰۹ هجري قمري۔

۵۸۔ منابع تاريخ اسلام۔ رسول جعفريان، انصاريان۔ قم۔ طبع اول ۱۳۷٦ هجري قمري۔

۵۹۔ المنتظم ۔ ابن جوزي۔ تحقيق محمد عبد القادر عطا، مصطفيٰ عبدالقادر عطاء (ناشر) دارالكتب العلميہ بيروت طبع اول ۱٤۱۲ هجري قمري۔

٦۰۔ منهاج السنة۔ ابن تيميہ، تحقيق محمد رشاد سالم (ناشر) ادارة الثقافة والنشر جامعہ عربستان سعودي ۱٤۹٦ هجري قمري۔

٦۱۔ الميزان في تفسير القرآن۔ سيد محمد حسين طباطبائي (ناشر) دارالكتب السلاميہ تہران۔ طبع چہارم ۱۳٦۵ هجري شمسي۔

٦۲۔ وقعة الطف، ابو مخنف، تحقيق محمد هادي يوسفي غروي۔ موسسة النشر الاسلامي۔ جامعہ مدرسين قم ۱۳٦۷ هجري شمسي۔

---

۱۷۳ .كتاب مرويات ابي مخنف في تاريخ الطبری، يہ كتاب" يحيٰ بن ابراهيم بن علي يحييٰ "نے ڈاكٹر اكرم ضياء العمري كے زير نظر لكھي اور ۱٤۱۰ هجري قمري ميں دار العاصمہ رياض ميں چھپي ھے۔

۱۷٤ .ايسا معلوم هوتا ھے كہ ابي مخنف كي روايت پر كئے گئے اعتراضات در حقيقت ايك خاص راوي كے بارے ميں ايك خاص شخص كے اعتراض نهيں هيں بلكہ يہ اهل سنت كے ايك خاص گروہ كا كام ھے جو هميشہ اس كوشش ميں لگا رهتا ھے كہ شيعوں كے هر نظريہ كو كمزور قرار ديا جائے اور كيونكہ اهل تشيع كي اكثر تاريخي روايات كا تعلق ابو مخنف سے ھے لہٰذا ابو مخنف كي روايات كو ضعيف ثابت كر كے وہ اپنے مقصد تك پهنچنا چاهتے هيں۔

۱۷٦ .الامامة والسياسة: ج۱ ص۲۱

۱۷۷ .السقيفہ و فدك جوهری: ص۵٤، شرح نهج البلاغہ ابن ابي الحديد ج٦ ص۵

۱۷۸ .الكامل في التاريخ: ج۲ ص۱۲۔

۱۸۰ .كتاب المجروحين: ج۲ ص۹۱ (وہ ايك غالي شيعہ هيں(

۱۸۲ .معجم الادباء: ج٦ ص۲۷۷۹۔

١٨٣ .مسند احمد بن حنبل: ج١ص ١٩٨ (حديث ١٨(

١٨٤ .منهاج السنہ: ج١ ص٥٣٦

١٨٥ .مرويات أبي مخنف في تاريخ الطبرى: ص١٦٦

١٨٦ .الكتاب المصنف: ج٧ ص٤٣٣ (حديث ٤٠، ٣٨٠(

١٨٨ .الطبقات الكبريٰ: ج٣ ص١٨٢۔

١٩٠ .مرويات ابي مخنف في تاريخ الطبرى: ص٩۔

١٩١ .الكامل في ضعفاء الرجال: ص٢٤١ " و انما لہ من الاخبار المكروه الذي لا استحب ذكره"

١٩٢ .الكامل في التاريخ: ج٢ ص١٢۔

١٩٣ .تہذيب الكمال: ج١ ص٣۔ ٤٩٢

١٩٤ .الجرح والتعديل: ج٤ ص٥٦۔

١٩٥ .سيره اعلام النبلاء: ج١ ص٤۔ ٥٨٣

١٩٧ .تاريخ طبرى: ج٢ ص٢٠٣۔ ٤٠٣، السيرة النبوة: ابن هشام ج٤ ص٣٠٩، الكامل في التاريخ: ج٢ ص١١، انساب الاشراف ج٢ ص٧٦٧، المنتظم: ج٤ ص٦٤، صحيح البخاري ج٤ ص٣٤٥) حديث ٦٨٣٠)، مسند احمد بن حنبل: ج١ ص٤٤٩ (حديث٣٩١(

١٩٨ .سقيفہ سے متعلق عمر كا خطبہ۔

١٩٩ .انساب الاشراف: ج٢ ص٧٦٦۔

٢٠٢ .مسند احمد بن حنبل: ج١ص١٩٨

٢٠٣ .الطبقات الكبريٰ: ج٣ ص٥٦٧۔ (حباب بن منذر كي سوانح حيات ميں(

٢٠٥ .مرويات ابي مخنف في تاريخ الطبرى: ١١٦۔

٢٠٦ .ممكن ھے كہ كوئي يہ كہے كہ اس حديث كو ابوبكر اور سعد بن عباده نے سنا ھوگا اور دوسرے افراد اس سے بے خبر تھے تو ھم جواب ميں كھيں گے كہ ھرگز ايسا نہ تھا، اس لئے كہ پھلي بات تو يہ كہ اگر اس حديث پر عمل كرنا سب پر لازم تھا تو پيغمبر (ص.نے اس حكم كو سب كے لئے كيوں بيان نہ كيا، دوسري بات يہ كہ اگر سعد بن عباده اس بات كو جانتے تھے تو پھر سقيفہ ميں كيوں حكومت حاصل كرنا چاھتے تھے؟ تيسري بات يہ كہ آخر سعد بن عباده نے ابوبكر سے پھلے ھي اس حديث كو لوگوں كے سامنے كيوں نہ بيان كيا؟ مختصر يہ كہ اس قسم كا دعويٰ در حقيقت پيغمبر اسلام (ص.پر اپني رسالت كے سلسلے ميں كوتاھي كرنے كي تھمت اور بعض صحابہ كي توھين ھے كہ وه رياست طلب تھے اور وه بھي ان لوگوں كي طرف سے جو توھين صحابہ كو توھين پيغمبر (ص.سمجھتے ھوں۔

٢٠٧ .مسند احمد بن حنبل: ج١ ص٢٨٢ (حديث ١٣٣(

٢٠٨ .مسند احمد بن حنبل: ج١ ص١٩٨۔

٢٠٩ .مرويات أبي مخنف في تاريخ الطبرى: ص١١٥،)هيثمي نے مجمع الزوائد ميں اسے نقل كرتے ھوئے اس كي سند كے ايك راوي كو ضعيف كھا ھے(

٢١٠ .الكتاب المصنف: ج٧ ص٤٣٣ (حديث ٤٠، ٣٧(

٢١١" .فقالوا: نخاف الاشره"

٢١٢ .الطبقات الكبريٰ: ج٣ ص١٨٢۔

٢١٣ .الكامل في التاريخ: ج٢ ص١٠۔ تاريخ الطبرى: ج٣ ص٢٠٢

٢١٤ .التنبيہ والاشراف: ص٢٤٧

٢١٦ .السيرة النبويہ: ج٤ ص٣١٢

٢١٧ .انساب الاشراف: ج٢ ص٧٤٧، ٧٤٨، ٧٥٢، ٧٦٤

٢١٩ .ج٤ ص٤٤، ٤٥، ٢٩

٢٢٠ .تاريخ يعقوبى: ج٢ ص١٢٤

٢٢٢ .السيرة النبويہ: ج٤ ص٣١٢۔

٢٢٣ .السقيفہ وفدك:ص ٦١٥، شرح نهج البلاغہ ابن ابي الحديد: ج٦ ص١٣، الامامة والسياسة: ص٣٠۔

٢٢٤ .الامامة والسياسة: ص٣٠۔

٢٢٥ .التنبيہ والاشراف: ص٢٤٧۔

٢٢٦ .السيرة النبويہ: ج٤ ص٣٠٧۔

٢٢٧ .السيرة النبويہ: ج٤ ص٣١٤۔

٢٢٨ .الارشاد؛ ج١ ص١٩٨ "وكان ذلك في يوم الاثنين "اور اس كے ذيل ميں فرماتے هيں" جب ابوبكر كي بيعت هوچكي تو ايك شخص امير المومنين عليہ السلام كے پاس آيا اس وقت آپ پيغمبر اسلام (ص)كي قبر بنانے ميں مصروف تهے، اس نے امير المومنين (ع.سے كها كہ لوگوں نے ابوبكر كي بيعت كي هے"

٢٢٩ .المنتظم: ج٤ ص٤٩؛ الطبقات الكبريٰ: ج٢ ص٣٠٥ (البتہ جناب عائشہ سے ايك اور روايت بهي نقل هوئي هے جس ميں كها گيا هے كہ آپ كي تدفين شب بدھ كو هوئي(

٢٣٠ .الكامل في التاريخ: ج٢ ص١٥۔

٢٣٢ .جيسا كہ ابو مخنف كي روايت ميں تها اور هم نے اسے حصہ سوم ميں ثابت بهي كيا تها۔

٢٣٣ .الارشاد: ج١ ص١٨٧۔ انساب الاشراف: ج٢ ص٧٥٥۔ الطبقات الكبريٰ: ج٢ص٢٨٨،٩ ۔

٢٣٤ .الارشاد: ج١ ص١٨٧۔

٢٣٥ .المنتظم: ج٤ ص٤٩، انساب الاشراف: ج٢ ص٧٥٧، تاريخ الطبرى: ج٣ ص٢١٣ (ابن اسحاق كي نقل كے مطابق(

٢٣٦ .انساب الاشراف: ج٢ ص٧٦٩ (أبي نضره سے(

٢٣٧ .تاريخ يعقوبى: ج٢ ص١٢٤۔

٢٣٨ .تاريخ خليفہ بن خياط: ص٦٢۔ مروج الذهب: ج٢ ص٣٠١۔ المنتظم: ج٤ ص٦٤ نقل از ابن اسحاق۔

٢٣٩ .السقيفہ و فدك: ص٥٠، ٦٠۔

٢٤١ .تاريخ يعقوبی: ج٢ ص١٢٤۔ مروج الذهب: ج٢ ص٣٠١۔ الكامل في التاريخ: ج٢ ص١٤ نقل از زهری۔

٢٤٢ .انساب الاشراف: ج٢ ص٧٧٠۔ الامامة والسياسة: ص٣٠۔ تاريخ الطبری: ج٣ ص٢٠٢۔

٢٤٣ .الامامة والسياسة: ص٣٠۔

٢٤٤ .السقيفہ و فدك: ص٣٨۔

٢٤٥ .مروج الذهب: ج٢ ص٣٠١۔ الكامل في التاريخ: ج٢ ص١٤ نقل از زهری

٢٤٦ .انساب الاشراف: ج٢ ص٧٧٠۔ مدائني نے جناب عائشہ سے نقل کیا ھے۔ مروج الذهب: ج٢ ص٣٠١، ٣٠٢۔ الكامل في التاريخ: ج٢ ص١٠ اور ١٤۔

٢٤٧ .اس احتمال كي تائيد ميں بهت سي روايات بهي موجود هيں جس كے لئے كتاب" مآساة الزهرا" علامہ جعفر مرتضيٰ عاملي كي طرف رجوع كيا جاسكتا هے۔

٢٤٨ .الامامة والسياسة: ص٣٠

٢٤٩ .الاماة والسياسة: ص٣١

٢٥١ .تاريخ يعقوبی: ج٢ ص١١٣

٢٥٢ .انساب الاشراف: ج٢ ص٧٧٠۔ السقيفہ و فدك: ص٦٤۔

٢٥٤ .صحيح بخاري كے نقل كے مطابق۔

٢٥٨ .مسند احمد بن حنبل: ج١ ص١٩٨

٢٥٩ .كتاب المصنف: ج٧ ص٤٣٣ (حديث ٤٠، ٣٧)

٢٦٠ .الامامة والسياسة: ص٢٣، ٢٤،

٢٦١ .الكامل في التاريخ: ج٢ ص١٣

٢٦٢ .السقيفہ و فدك: ص٥٦، ٥٧۔

٢٦٤ .الكامل في التاريخ: ج٢ ص١٣۔

٢٦٦ .الطبقات الكبريٰ: ج٣ ص١٨٢

٢٦٧ .فضائل الصحابہ: ص٥٥، ٥٦

٢٦٨ .سقيفہ ميں عمر كا خطبہ۔

٢٦٩ .الامامة والسياسة: ص٢٥

٢٧٠ .السقيفہ و فدك: ص٥٨٠

٢٧١ .الكامل في التاريخ: ج٢ ص١٣

٢٧٤ .سقيفہ كے بارے ميں ابو مخنف كي روايت كا مضمون۔

٢٨٠ .السيرة النبويہ: ابن ھشام: ج٤ ص٣١٦۔

٢٨١ .سقيفہ كے بارے ميں عمر كا معروف خطبہ۔

٢٨٢ .سورہ مباركہ حجرات: آيت١٣۔

٢٨٣ .الكتاب المصنف: ج،٧، ٤٣٣۔

٢٨٥ .الامامة والسياسة: ص٢٥۔

٢٨٦ .الكامل في التاريخ: ج٢ ص١٤۔

٢٨٧ .تاريخ يعقوبى: ج٢ ص١٢٣

٢٨٩ .انساب الاشراف: ج٢ ص٧٦٥۔

٢٩٠ .تاريخ يعقوبى: ج٢ ص١٢٣۔

٢٩٢ .الامامة والسياسة: ص٢٧۔

٢٩٤ .سقيفہ كے بارے ميں عمر كا خطبہ۔

٢٩٥ .تاريخ يعقوبى: ج٢ ص١٢٤۔

٢٩٦ .مروج الذھب: ج٢ ص٣٠١۔

٢٩٩ .السقيفہ و فدك: ص٣٨۔

٣٠٠ .السقيفہ و فدك: ص٣٧۔

٣٠١ .انساب الاشراف: ج٢ ص٧٦٩، ٧٧٠، تاريخ يعقوبى: ج٢ ص١٢٦۔ السقيفہ و فدك :ص٦٠۔

٣٠٤ .انساب الاشراف: ج٤ ص٧٧٦

٣٠٥ .السيرة النبويہ ابن ھشام: ج٤ ص ٣٠٧، انساب الاشراف: ج٢ ص٧٧٦ سب نے (حضرت علي عليہ السلام گوشہ نشين ھوگئے.عبارت نقل كي ھے۔ الكامل ميں ابن اثير، عمر كا خطبہ نقل كرتے ھوئے كہتا ھے (علي عليہ السلام، زبير اور وہ لوگ جنہوں نے ھماري مخالفت كي جناب فاطمہ (ع.كے گھر ميں ھيں.حضرت علي عليہ السلام نہج البلاغہ كے خطبہ سوم شقشقيہ ميں فرماتے ھيں كہ كيوں كہ مصلحت نہ ديكھي لہٰذا صبر و تحمل كو ھي قرين فہم و عقل سمجھا۔

٣٠٦ .تاريخ يعقوبى: ج٢ ص١٢٤

٣٠٨ .انساب الاشراف: ج٢ ص٧٦٦، السقيفہ و فدك ص٤٤، ابوبكر كا قول ھے كہ (ميري بيعت ايك اتفاق اور حادثاتي تھي(

٣٠٩ .الامامة والسياسة: ص٢٨، ٢٩۔

٣١٠ .السقيفہ و فدك: ص٧٣، الامامة والسياسة: ص٣٦۔

٣١١ .الامامة والسياسة: ص٣١، الغدير: ج٧ ص٢٣١ سے ٢٣٥ تك مجموعي طور پر انسٹھ طريقوں سے اس روايت كو نقل كيا هے۔

٣١٢ .الامامة والسياسة: ص٣١، (عمر نے ابوبكر سے كها كه جناب فاطمه (ع.كي خدمت ميں چلتے هيں كه هم نے انهيں ناراض كيا هے.والبداية والنهاى: ج٥ ص٢٧٠ (جناب فاطمه) ع.ابوبكر سے ناراض تهيں اور آپ نے آخر دم تك ان سے بات نهيں كي)، الغدير: ج٧ ص٢٢٦ سے ٢٣١ تك۔

٣١٤ .مروج الذهب: ج٢ ص٣٠١۔

٣١٥ .المنتظم: ج٤ ص٦٧۔

٣١٦ .السقيفه و فدك: ص٥٩، ٦٠۔

٣١٧ .الامامة والسياسة: ص٢٧۔

٣١٨ .الكامل في التاريخ: ج٢ ص١٤۔

٣١٩ .الطبقات الكبريٰ: ج٣ ص٦١٦۔

٣٢٠ .مرويات ابي مخنف في تاريخ الطبرى: ص١١٢ سے ١١٨ تك۔

٣٢١ .مسند احمد بن حنبل: ج١ ص١٩٨۔